

فہمِ زکوٰۃ کورس







جس میں آپ سیکھیں گے

1. زکوٰۃ کی اہمیت، فوائد، حکمتیں اور نہ دینے کے نقصانات
2. زکوٰۃ کس پر، کس مال پر، کس وقت فرض ہے؟
3. زکوٰۃ میں کیا اور کتنا دیا جاسکتا ہے؟
4. زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے کونسی چیزیں شرط ہیں کونسی نہیں؟
5. زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد کب معاف ہوجاتی ہے؟
6. زکوٰۃ/قربانی/صدقۂ فطر کے نصاب کا فرق؟
7. مسائل صدقۂ فطر

مرتب: مفتی منیر احمد صاحب

استاذ: معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

فہم زکوٰۃ کورس

جس میں آپ سیکھیں گے

1. زکوٰۃ کی اہمیت، فوائد، حکمتیں اور نہ دینے کے نقصانات
2. زکوٰۃ کس پر، کس مال پر، کس وقت فرض ہے؟
3. زکوٰۃ میں کیا اور کتنا دیا جا سکتا ہے؟
4. زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے کونسی چیزیں شرط ہیں کونسی نہیں؟
5. زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد کب معاف ہو جاتی ہے؟
6. زکوٰۃ / قربانی / صدقۂ فطر کے نصاب کا فرق؟
7. مسائل صدقۂ فطر

مرتب: مفتی منیر احمد صاحب
استاذ: معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)
فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

- کتاب کا نام : فہم زکوٰۃ کورس
- مرتب : مفتی منیر احمد صاحب
- تاریخ طباعت : جمادی الثانیہ 1439ھ فروری 2018ء
- ناشر : ادارہ احیاءِ علوم نبوت
- ای میل : maahdpc@gmail.com
- ویب سائٹ : muftimuneerahmed.com
- فیس بک : MuftiMuneerAhmadOfficial
- ٹیلی گرام : Mufti Muneer@alfalah

ملنے کا پتہ

دار الکتب

متصل جامع مسجد الفلاح بلاک "H" شمالی ناظم آباد، کراچی

فون نمبر: 0331-2607204 - 0331-2607207

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Jamia-Uloom-Islamiyyah
(University of Islamic Sciences)
Allama Muhammad Yousuf Banuri Town
Karachi - Pakistan

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراچی ۔ پاکستان

Date.

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کچھ جانی، مالی اور زبانی عبادات لازم فرمائی ہیں ۔ مالی عبادات کا دوسرا عنوان زکوٰۃ ہے، زکوٰۃ کے معاملے میں مسلمان تساہل یا لاعلمی کا شکار ہوتے ہیں، اس لیے گذشتہ کچھ عرصہ سے علماء دین نے مختلف میدانوں میں مختلف طریقوں سے اس فریضہ کی اہمیت، ادائیگی اور ضروری احکام وآداب سے آگاہی کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔

اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ''فہم زکوٰۃ کورس'' بھی ہے جو اپنے موضوع پر مفید کوشش ہے، عصری زبان سے ہم آہنگ اور عوامی انداز سے آراستہ ہے، جسے ہماری جامعہ کے فاضل مولانا مفتی منیر احمد سلمہ نے اپنے ہاں مختلف تربیتی کورسز کے عملی تجارب کے بعد مرتب کیا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبولیت تامہ اور مقبولیت عامہ نصیب فرمائے اور اسے مؤلف عزیز اوران کے والدین واعزہ کے لیے صدقۂ جاریہ اور ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین!

وصلی اللہ وسلم علی المرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

فقط والسلام

عبدالرزاق اسکندر

(مولانا ڈاکٹر) عبدالرزاق اسکندر
مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۱۴۳۹/۶/۱۶ھ
۲۰۱۸/۳/۳ء

تاثرات

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مدیر: جامعہ ابوہریرۃ، نوشہرہ

الحمد لحضرۃ الجلالۃ والصلواۃ والسلام علیٰ خاتم الرسالۃ۔۔۔

جواں سال عالم دین اور حضرت مولانا مفتی منیر احمد صاحب نے ابتداء کار ہی سے طویل وصبر آزما مطالعے پر مبنی گراں مایہ درسی تصنیفات سے اسلامی کتب خانے کو مالا مال کر دیا ہے "فہم زکوٰۃ کورس" کی طرح علمی دینی موضوعات پر تقریباً چھتیس (36) کتابیں تصنیف کر ڈالی ہیں۔ موضوعات کا انتخاب اچھوتا اور لائق صد تحسین ہے ہر موضوع پر تفصیل، دقیقہ رسی اور جامعیت کے ساتھ حسب ضرورت مرحلہ وار کام کر رہے ہیں ہزاروں صفحات پڑھتے اور چیونٹی کے منہ سے شکر جمع کرنے کے عمل کے ذریعہ آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ کام علمی، مطالعاتی، تعلیمی، اصلاحی اور تربیتی کام کرنے والے آزاد اداروں پر رہتی دنیا تک کے لئے لائق صد تشکر وامتنان ہے جسے کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی تردد نہیں کہ

"مفتی منیر احمد صاحب اپنے میدانِ کار کے بے آب وگیاہ صحراء میں تنہا
چلے اور چلتے جا رہے ہیں اور منزل کا معتدبہ حصہ عبور کر رہے ہیں اب بھی
جب واپس لوٹیں گے تب بھی باغ وبہار کا پورا قافلہ اپنے ساتھ لائیں گے۔"

ان کا یہ تعلیمی کورسز کا سلسلہ جس میں فہم محرم الحرام کورس، فہم رمضان کورس، فہم قربانی کورس، فہم معیشت وتجارت کورس، فہم حلال وحرام کورس، مسائل میراث کورس، مسائل حیض واستحاضہ سرِ فہرست ہیں بہت مقبول ہوا اور عام قارئین کی طرح علماء اور اساتذہ بھی بھرپور استفادہ کر کے فروغ علم کی مساعیٔ جمیلہ میں مصروف کار ہو گئے ہیں۔

تحقیق ومطالعہ طلب اور شب وروز کی محنت کی متقاضی تاریخی، تدریسی اور نصابی تصانیف کی تالیف حضرت مولانا مفتی منیر احمد صاحب کی شناخت بن گئی ہے وہ سرسری مضامین لکھنے پر قادر نہیں ہیں کیونکہ وہ سطحی تالیفات ونگارشات کی آلودگیوں سے پاک دامن مؤلفین کے قافلۂ قابل رشک کی باقیات کے ایک فرد ہیں اسی وجہ سے اپنی بے سروسامانی، سادگی، خلوت پسندی، شہرت

سے دامن کشی اور کاروانِ نعرہ زن سے بے گانہ رہنے کے باوجود اپنے میدانِ کار میں مہارت کے ساتھ فنی حوالے سے سباق الغایات ہیں اس لئے شہرت ومحبوبیت ان کے قدم چوم رہی ہے ہمہ گیر نیک نامی انکی بلائیں لے رہی ہے دینی مدارس کے اساتذہ وطلبہ بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں وہ بڑی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جارہے ہیں اسی طرح وہ اپنی مادرِ علمی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن جس کے وہ ایک قابل افتخار فرزند ہیں اور اپنے ادارہ معہد العلوم الاسلامیہ جس کے وہ لائق صدر رشک مخلص خادم ومدرس اور جان نثار کارکن ہیں کے لئے بھی نیک نامی کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

مولانا مفتی منیر احمد اس بات کی ایک تابناک اور روشن مثال ہیں کہ انسان عدیم الوسائل، کثیر المسائل اور قلیل الفراغ ہونے کے باوجود اپنی محنت وجانفشانی اور بلند ہمتی کے ذریعہ قابل رشک حد تک عالمانہ، فاضلانہ، محققانہ تاریخی خدمات انجام دے سکتا ہے انہوں نے حقیقی علمی عظمتیں، تحقیقی قلمی رفعتیں، پائے دار نیک نامی وشہرتیں اور قابل قدر مقام ومراتب کے عناصرِ مطلوبہ اپنے نوزائیدہ مدرسے ''معہد العلوم الاسلامیہ'' اور اپنے محدود ماحول والے معاشرہ میں حاصل کرلیے ہیں جو مروجہ مفہوم میں کسی بڑے جامعہ، دارالعلوم، اکیڈمی سے محروم اور کسی ایسی قابل ذکر علمی وتصنیفی، تحقیقی اور تعلیمی سرگرمیوں سے ناآشنا تھا بعض شہروں بالخصوص کراچی کے متعدد ٹاؤنز میں عظیم جامعات، مدارس اور علمی پایہ تختوں کا امتیاز رہا ہے۔

مفتی صاحب موفق من اللہ ہیں اللہ تعالیٰ نے علمی اور فنی حوالے سے تفہیمی کورسز کی تصنیف وتالیف اور فروغ واشاعت کے لئے انہیں چن لیا ہے ''فہم زکوٰۃ کورس'' اسی مشن کی مبارک پیش رفت ہے کتاب جہاں سے کھولی بس پڑھتا ہی چلا گیا میرا ابھی دل چاہتا ہے کہ اسے پڑھتا بلکہ حفظ کرتا رہوں اور شب وروز اسی کا پڑھانا میرا معمول بن جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

عبدالقیوم حقانی

صدر القاسم اکیڈمی وجامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

(۱۸ر جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ/۶ر مارچ ۲۰۱۸ء)

کچھ سوالات فہم زکوٰۃ کورس کے بارے میں

سوال 1: فہم زکوٰۃ کورس سیکھنا کیوں ضروری ہے اس کے سیکھنے کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ہے:

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ (سورۃ الھود: 7)

تاکہ تمہیں آزمائے کہ عمل کے اعتبار سے تم میں کون زیادہ اچھا ہے۔

نیز ایک اور جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ۔ (سورۃ القارعہ: 6,7)

اب جس شخص کے پلڑے وزنی ہوں گے تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال گنے نہیں جاتے بلکہ تولے جاتے ہیں، لہٰذ ہماری زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور دیگر صدقات وغیرہ جو بھی ہم دیتے ہیں وہ کل قیامت میں تولے جائیں گے اور اس وقت ہر ایک کی یہی خواہش ہوگی کہ کسی طرح ہمارے اعمال وزنی ثابت ہوجائیں۔ اور عمل وزنی ہوتے ہیں اتباعِ سنت سے یعنی ہماری زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ جتنا حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہوں گے اتنے ہی کل قیامت میں وزنی ہوں گے اور جتنے سنت طریقے سے ہٹ کر ہوں گے اتنے بے وزنی ہوں گے۔ اسی سنت طریقہ کو سیکھنے کے لیے اور خلاف سنت طریقے سے بچنے کے لیے یہ فہم زکوٰۃ کورس ترتیب دیا گیا ہے۔ گویا فہم زکوٰۃ کورس سیکھ کر ہم اپنی زکوٰۃ کو کل قیامت میں وزنی بنا سکتے ہیں۔ الغرض فہم زکوٰۃ کورس سیکھنا ہم سب کی ضرورت ہے جس نے پہلے سے نہیں سیکھا وہ اس کے ذریعے سے سیکھ لے گا اور جو پہلے سیکھ چکے ہیں، ان کے لیے یہ کورس یاددہانی کا ذریعہ بن جائے گا۔

سوال 2: فہم زکوٰۃ کورس سیکھنے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: علم دین سیکھنے کے جتنے فضائل قرآن وحدیث میں آئے ہیں وہ سب حاصل ہوجائیں گے۔

(1) حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے صبح کو چلتا ہے تو فرشتے اس پر سایہ کرتے ہیں اور اس کے روزگار میں برکت ہوتی ہے اور اس کے رزق میں کمی نہیں ہوتی اور رزق اس کے لیے مبارک ہوتا ہے۔(۱)

(2) حضور ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک کماتا دوسرا حضور ﷺ کے ساتھ رہتا علم سیکھتا، کمائی والے نے اپنے بھائی کی شکایت کی، حضور ﷺ نے فرمایا: شاید اسی کی وجہ سے تمہیں روزی ملتی ہو۔(۲)

(3) حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتے ہیں۔(۳)

(4) جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور فرشتے خوش ہوکر پروں سے اس کے لیے سایہ کرتے ہیں۔(۴)

(5) آپ ﷺ نے فرمایا جس کو اس حال میں موت آئی کہ وہ علم حاصل کر رہا ہوتا کہ وہ علم حاصل کرکے دین اسلام کو زندہ کرے تو اس کے اور نبیوں کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا۔(۵)

- **سیکھ لیا لیکن عمل نہ کرسکے یہ بھی فائدہ سے خالی نہیں۔**

(1) زکوٰۃ کی فضیلت اور اس سے متعلق مسائل کا صحیح علم سامنے آجانے کے بعد گمراہی اور جہالت سے حفاظت ہوجائے گی۔

(2) کبھی نہ کبھی عمل کی توفیق بھی نصیب ہوجائے گی۔

(3) خود عمل نہ بھی کیا دوسروں کو سکھلا دیا تو بھی ثواب ملے گا۔(٦)

- **سیکھنے کے بعد عمل بھی کرلیا۔**

(1) تو اس عمل پر جو خیر و برکت کے وعدے ہیں وہ یقیناً پورے ہوں گے۔

(2) جب ان خیروں اور برکتوں کا مشاہدہ خود عمل کرنے والے اور دوسروں کو ہوگا تو اپنے یقین میں بھی اضافہ ہوگا اور دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب ملے گی۔

(3) زکوٰۃ کے متعلق اسلام کی ہدایات عام ہوں گی، جہالت ختم ہوگی اور کتابوں سے پڑھے اور سیکھے بغیر بھی صرف دیکھنے اور سننے سے زکوٰۃ کے بہت سارے احکام لوگوں کو معلوم ہوجائیں گے۔

(4) زکوٰۃ کے بہت سارے احکام جن پر عمل کرنے میں کوئی مجاہدہ اور مشقت نہیں اٹھانی پڑتی صرف نہ جاننے یا غلط جاننے کی وجہ سے عمل نہیں کر پا رہے تھے ان پر بسہولت عمل کی توفیق نصیب ہوجائے گی۔

- **زکوٰۃ کے فضائل و مسائل اور عمل کرنے کے بعد اگر دوسروں کو سکھا بھی دیا تو سکھانے کے جتنے فضائل ہیں وہ سب نصیب ہوجائیں گے۔**

(1) حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں ایک عابد تھا اور دوسرا عالم۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ایک معمولی شخص پر۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لوگوں کو بھلائی سکھلانے والے پر اللہ تعالیٰ، ان کے فرشتے، آسمان اور زمین کی تمام

مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں سے مچھلی (پانی میں اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں۔(۷)

(2) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مومن کے مرنے کے بعد جن اعمال کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے ان میں ایک تو علم ہے جو کسی کو سکھایا اور پھیلایا ہو، دوسرا صالح اولاد ہے جس کو چھوڑا ہو، تیسرا قرآن شریف ہے جو میراث میں چھوڑ گیا ہو، چوتھا مسجد ہے جو بنا گیا ہو، پانچواں مسافر خانہ ہے جس کو اس نے تعمیر کیا ہو، چھٹا نہر ہے جس کو اس نے جاری کیا ہو، ساتواں وہ صدقہ ہے جس کو اپنی زندگی اور صحت میں اس طرح دے گیا ہو کہ مرنے کے بعد اس کا ثواب ملتا رہے (مثلاً وقف کی شکل میں صدقہ کر گیا ہو) (۸)

(3) اللہ تعالیٰ سرسبز وشاداب کرے اس آدمی کو جو ہم سے کچھ بات سنے پھر اسے آگے پہنچا دے جیسا اس کو سنا تھا بہت سے ایسے آدمی جن کو بات پہنچائی جائے زیادہ محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں بنسبت سننے والے سے۔(۹)

سوال 3: فہم زکوۃ کورس میں کون سے مضامین ہیں اور اس کا تعارف کیا ہے؟

جواب: اس میں درج ذیل عنوانات بیان کیے جائیں گے:

(1) زکوۃ کی اہمیت (2) آسانیاں (3) فوائد اور حکمتیں (4) زکوۃ نہ دینے کے نقصانات (5) زکوۃ کے مسائل (6) مسائل صدقۃ الفطر

مزید تفصیل کے لیے کورس کی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔

سوال 4: یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ فہم زکوۃ کورس کے ذریعہ باقاعدہ مسائل زکوۃ سیکھنے کے بجائے جب کسی مسئلہ میں ضرورت پیش آجائے ہم مفتی حضرات سے وہ مسئلہ ضرور پوچھ لیں اور جب تک اس مسئلہ کا علم نہ ہو جائے اس وقت تک اس معاملہ کو موقوف رکھیں۔

جواب: زکوۃ کے بنیادی مسائل کا علم حاصل کرنا پھر بھی ضروری ہے کیونکہ جب انسان نے بنیادی مسائل سیکھے ہوتے ہیں پھر عمل کرتے وقت جب کوئی صورت درپیش ہوتی ہے تو فوراً متوجہ ہوجاتا ہے کہ مذکورہ عمل درست اور شریعت کے مطابق ہے یا نہیں اور علم نہ ہونے کی صورت میں مسئلہ معلوم کرنے کی فکر پیدا ہوجاتی ہے، مثلاً مسائل سیکھتے ہوئے یہ پڑھا تھا کہ زکوٰۃ کافر، مرتد، نابالغ اور جو صاحب نصاب نہ ہو اس پر فرض نہیں، لیکن ایک مسئلہ پیش آیا کہ جس شخص کو زکوٰۃ کی فرضیت کا ہی علم نہ ہو تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

امام غزالیؒ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’تجارت کے بنیادی مسائل کا علم بہرحال پھر بھی سیکھنا ضروری ہے کیونکہ جب تک ان کا علم نہ ہوگا یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ کہاں معاملہ موقوف کرنا چاہیے اور کہاں علماء سے دریافت کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں تو اسی وقت کسی خاص مسئلے کا علم حاصل کروں گا جب مجھے اس کی ضرورت پیش آئے گی، اس سے پوچھا جائے گا کہ آپ کو یہ بات کس طرح معلوم ہوگی کہ فلاں واقعے کے سلسلے میں شریعت کا حکم دریافت کرنا چاہیے۔ آپ تو اپنے معاملات میں مشغول رہیں گے اور یہ سمجھتے رہیں گے کہ جو کچھ میں کررہا ہوں وہ جائز ہے، حالانکہ یہ ممکن ہے کہ وہ جائز نہ ہو، اس لیے تجارت کے سلسلے میں مباح اور غیر مباح کا جاننا بے حد ضروری ہے‘‘۔ (۱۰)

سوال5: یہ ذہن میں آتا ہے کہ اب تو عمر کافی ہوگئی بات یاد نہیں رہتی، اب حافظہ پہلے جیسا نہیں رہا پھر کلاس میں پڑھ بھی لیا تو واپس جا کر مشغولیت کی وجہ سے پڑھنے اور یاد کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

جواب: علم دین کا تعلق دماغ سے زیادہ، دل اور عمل سے ہے، عمل کی نیت سے درس سنیں اور کرنے کی چیزوں پر عمل شروع کریں، بچنے کی چیزوں سے بچنا شروع کردیں۔ پس علم بھی

محفوظ ہو جائے گا، وہ چیزیں انسان بھولتا ہے جو عمل میں نہیں ہوتیں۔

سوال6: یہ ذہن میں آتا ہے کہ زیادہ دیر زمین پر بیٹھنا مشکل ہوتا ہے۔

جواب: عذر ہے تو ٹیک لگا کر، کرسی پر جیسے سہولت ہو بیٹھ سکتے ہیں۔

سوال7: اپنی مشغولیتوں کے اعتبار سے آئندہ اگر پابندی مشکل ہو جائے؟

جواب: کامل فائدہ تو پابندی سے ہی ہوگا، باقی کچھ نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے، عزم، ہمت اور دعا کرکے کورس میں آنا تو شروع کر دیں۔

سوال8: کورس کی فیس کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ہے:

وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔(سورۃ الشعراء:109)

اور میں تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ۔(سورۃ الھود:88)

میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے۔

سوال9: اس کورس کا دورانیہ کتنا ہے؟

جواب: اگر مجمع سے یومیہ ایک گھنٹہ لیا جائے تو تین، چار کلاسوں میں بہت اچھے انداز سے اس کو پڑھایا جا سکتا ہے۔

سوال10: کیا دوسروں کو بھی کورس میں لا سکتے ہیں؟

جواب: جی ضرور! قرآن مجید میں ہے:

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا۔

(سورۃ النساء:85)

جوشخص اچھی سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملے گا۔

سوال 11: اس کے علاوہ اور مزید کون کونسے کورس یہاں ہوتے ہیں؟

جواب: فہمِ حج وعمرہ کورس، فہمِ قربانی کورس، فہم رمضان کورس، فہم محرم الحرام کورس، فہم صفرکورس، فہم تجارت کورس، سیرت رسول ﷺ بذریعہ پروجیکٹر (برائے حضرات و خواتین) 3 ماہی سمر کیمپ، چالیس روزہ سمر کیمپ، تعلیم بالغان، دوسالہ مختصر علم دین کورس، مکتب تعلیم القرآن۔

فہم زکوۃ کورس پڑھانے کا طریقہ

سوال 12: فہم زکوۃ کورس پڑھنے پڑھانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: طریقہ 1: سب سے اعلیٰ طریقہ تو یہ ہے کہ تدریسی انداز اختیار کیا جائے پڑھانے والے کے سامنے بھی یہ کورس ہو اور تمام پڑھنے والوں کے پاس بھی، ایک ایک بات اچھی طرح سمجھائی جائے، اور دوران تدریس بذریعہ سوالات اس بات کی تسلی کی جائے کہ مجمع سمجھ رہا ہے یا نہیں اور درمیان میں جو مشقیں آئیں طلبہ ان کو گھر سے حل کر کے آئیں اور اگلے دن استاذ سے اس کی تصحیح کرالیں۔

اگر روزانہ ایک گھنٹہ مجمع سے لے رہے ہیں تو پہلے 15 منٹ کتاب کی ابتداء یعنی فضائل اور ترغیبی مواد پڑھائیں اور اس کے بعد مسائل پڑھائیں۔ الغرض فضائل اور مسائل دونوں ساتھ ساتھ لے کر چلیں۔

طریقہ 2: اور اگر مجمع بہت زیادہ ہے کچھ کے پاس یہ کورس ہے اکثر کے پاس نہیں تو تدریسی انداز کے بجائے ترغیبی انداز سے پڑھا سکتے ہیں مثلاً کتاب میں سے عنوان دیکھا اور مجمع کو سنا دیا۔ کہیں کہیں عبارت پڑھ دی، مشقوں میں جو ضروری ضروری سوال ہیں وہ مجمع سے پوچھ لیے۔

طریقہ 3: جمعہ کے بیانات میں اس کے مضامین بیان کر دیے جائیں مثلاً: رمضان سے پہلے شعبان میں زکوٰۃ کے مسائل اور احکام کے تحت جو مضامین ہے ان کی وضاحت کر دی جائے اور رمضان کے آخری عشرہ میں صدقۃ الفطر کے مسائل اور احکام بیان کر دیئے جائے۔

طریقہ 4: بعض مساجد میں فجر یا عصر کے بعد ائمہ حضرات مجمع سے ترغیبی بات کرتے ہیں ان نشستوں میں بھی فہم زکوٰۃ کورس کے مضامین زبانی یا کتاب سے جیسے مناسب ہو مجمع کو سنائے جا سکتے ہیں۔

طریقہ 5: جن حضرات نے یہ کورس پڑھ لیا ہے وہ اپنے احباب کو پڑھائیں۔

طریقہ امتحان

اگر اس کورس کو طریقہ 1 کے مطابق پڑھایا جائے تو جس انداز میں مشقوں کے تحت سوالات دیے گئے ہیں ان ہی میں سے انتخاب کر کے پرچہ میں دے دیے جائیں۔

فہم زکوٰۃ کورس کا خلاصہ

1. زکوٰۃ کی ترغیب

1.1 زکوٰۃ کی اہمیت

□ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے:

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

1۔ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ (سورۃ النور:56)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

2۔ فَإِن تَابُوا وَ اَقَامُو الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوُا الزَّكٰوةَ فَإِخوَانُكُم فِي الدِّين۔ (سورۃ التوبۃ:11)

لہٰذا اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو یہ تمہارے دینی بھائی بن جائیں گے۔

3۔ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَبَشِّرهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَومَ يُحمَى عَلَيهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكوَى بِهَا جِبَاهُهُم وَجُنُوبُهُم وَظُهُورُهُم هٰذَا مَا كَنَزتُم لِأَنفُسِكُم فَذُوقُوا مَا كُنتُم تَكنِزُونَ۔

(سورۃ التوبۃ:34-35)

اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو ایک دردناک عذاب کی ''خوش خبری'' سنادو۔'' جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے

گا، پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیاں اور ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور کہا جائے گا کہ) ''یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا! اب چکھو اس خزانے کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔''

❑ زکوٰۃ اللہ کا بہت بڑا حکم ہے:

(1) توحید، رسالت اور نماز کے بعد اسلام کا تیسرا بڑا رکن ہے:

حدیث ﷺ میں آتا ہے:

1) بُنِیَ الاِسْلَامُ عَلٰی خَمسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ أَنَّ مُحَمدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَومِ رَمضَانَ۔ (1)

''اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے، ایک اس حقیقت کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی الہٰ نہیں، (کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں) اور محمد اس بندے اور اس کے رسول ہیں، دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکوٰۃ ادا کرنا، چوتھے حج کرنا، پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔

2) حضرت معاذ کو جب یمن روانہ کیا تو توحید اور نماز کے بعد زکوٰۃ کی دعوت دینے کا حکم دیا۔ (2)

(2) قرآن کریم میں 70 سے زائد مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ساتھ کیا گیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین میں ان دونوں کا مقام اور درجہ قریب قریب ایک ہی ہے۔ (3)

- حضور ﷺ کی وفات کے بعد بعض علاقے والوں نے زکوٰۃ کا انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا:

وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلَاۃِ وَالزَّکٰوۃِ اِنَّھَاالْقَرِیْنَتُھَافِی کِتَابِ اللّٰہِ۔ (4)

خدا کی قسم نماز اور زکوٰۃ کے درمیان جو لوگ تفریق کریں گے میں ضرور ان کے خلاف جہاد کروں گا۔

اور تمام صحابہ کرام نے اس نقطہ نظر کو قبول کیا اور اس پر اجماع ہو گیا، جس کا قصہ روایتوں میں یوں آتا ہے کہ جب مانعین زکوٰۃ سے حضرت ابو بکرؓ نے قتال کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا:

کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَمَنْ قَالَھَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّی مَالَہٗ وَ نَفْسَہٗ اِلَّا بِحَقِّہٖ وَ حِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ ، فَقَالَ وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلَاۃِ وَالزَّکٰوۃِ فَاِنَّ الزَّکٰوۃَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰہِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ لَقَاتَلْتُھُمْ عَلٰی مَنْعِھَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰہِ مَاھُوَ اِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَ أَبِیْ بَکْرٍ فَعَرَفْتُ أَنَّہُ الْحَقُّ۔ (5)

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے اور عرب میں بہت سے لوگ مرتد ہونے لگے، اس وقت حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: آپ کس بنیاد پر لوگوں سے قتال کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ یہ فرما چکے ہیں کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہہ دیں، اگر وہ کہہ دیں تو اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کرلیں گے، مگر اس کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، حضرت ابوبکر نے کہا کہ اللہ کی قسم جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور جنگ کروں گا، اس لیے کہ زکوۃ مال کا حق ہے، خدا کی قسم اگر وہ ایک بکری کا بچہ جو رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے، اب دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے اس کے روکنے پر ضرور جنگ کروں گا، حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ نے قتال پر پورا شرح صدر عطا فرمایا، اس سے میں نے سمجھا کہ یہی بات حق ہے۔

(3) زکوۃ کا حکم پچھلی شریعتوں میں بھی نماز کے ساتھ ساتھ ہی برابر رہا:

- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَأَوحَينَا إِلَيهِم فِعلَ الخَيرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ۔ (سورۃ الانبیاء:73)

اور ہم نے وحی کے ذریعے انہیں نیکیاں کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کی تاکید کی تھی، اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

- حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَ كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكٰوةِ۔ (سورۃ مریم:55)

اور وہ اپنے گھر والوں کو بھی نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔

- عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَ جَعَلَنِي نَبِيًّا. وَ جَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَ أَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (سورۃ مریم:31-30)

بچہ بول اٹھا کہ ”میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور جہاں بھی رہوں، مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے“۔

- بنی اسرائیل سے جو عہد و میثاق لیا گیا تھا اس میں ان سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا عہد بھی لیا گیا تھا:

وَقَالَ اللّٰهُ إِنِّي مَعَكُم لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَ آتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَ آمَنتُم بِرُسُلِي (سورۃ المائدۃ:12)

اور اللہ نے کہا تھا کہ ”میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، میرے پیغمبروں پر ایمان لائے۔

(4) اُمتِ مسلمہ کو بھی مکی دور میں ہی زکوۃ کا اجمالی حکم دے دیا گیا تھا، البتہ تفصیلی احکام مدنی دور میں بتائے گئے:

- **وَالَّذِينَ فِي أَموَالِهِم حَقٌّ مَعلُومٌ لِلسَّائِلِ وَالمَحرُومِ**

(سورۃ المعارج:24-25)

اور جن کے مال و دولت میں ایک متعین حق ہے سوالی اور بے سوالی کا۔

- ہجرت حبشہ میں حضرت جعفر نے نجاشی سے یہ بھی کہا تھا:

ويَأمُرُنَا بِالصَّلاۃِ وَالزَّکوۃِ۔)(6

وہ ہمیں نماز اور زکوۃ کا حکم دیتے ہیں۔

1.2 زکوٰۃ کی آسانیاں

☐ شریعت کے دیگر احکام کی طرح زکوٰۃ میں بھی آسانیاں ہیں

● شریعت کے تمام احکام ہی آسان ہیں:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (سورۃ البقرۃ:286)

اللہ کسی بھی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (سورۃ الحج:78)

اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

(سورۃ البقرہ:185)

اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے اور تمہارے لیے مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتا

● **نماز اور آسانیاں:**

چوبیس گھنٹوں میں صرف پانچ نمازیں فرض ہیں، جن میں بمشکل 2 گھنٹے صرف ہوتے ہیں، گویا 22 گھنٹے بندے کے لیے اور 2 گھنٹے عبادت کے لیے۔

● **حج اور آسانیاں:**

زندگی میں صرف ایک بار حج فرض ہے، وہ بھی ہر کسی پر فرض نہیں، پھر حج کا اہم رکن طواف ہے، طواف کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کا انتخاب کیا، مگر اپنے لئے بڑا وسیع گھر منتخب نہیں فرمایا۔ اگر ایسا ہوتا تو لوگ غش کھا کھا کر گر جاتے۔

● زکوٰۃ اور آسانیاں:

● **بار بار نہیں:** سال میں صرف ایک مرتبہ زکوٰۃ فرض ہے۔

● **ہر ایک پر نہیں:** وہ بھی ہر ایک پر نہیں، عاقل پر فرض ہے، مجنون پر نہیں، نابالغ بچے بچیوں پر نہیں چاہے ان کی ملکیت میں کتنا ہی مال ہو۔

● **ہر مال پر نہیں:** پھر ہر مال پر نہیں، چند مخصوص چیزوں پر ہے (یعنی مال تجارت، سونا، چاندی، نقدی) اس کے علاوہ بے شمار چیزیں ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں ہے (جیسے: جواہرات، گھریلو استعمال کی چیزیں، مکان، دکان)

● **ہر مقدار پر نہیں:** پھر ان مخصوص چیزوں میں بھی ایک خاص مقدار ہو (یعنی بقدرِ نصاب) تب فرض ہے۔

● **ہر مالدار پر نہیں:** پھر جو نصاب کے مالک ہیں ان میں بھی ان پر فرض ہے جن پر قرضہ نہ ہو۔ الغرض معاشرے کے بے شمار لوگوں اور مختلف طبقوں میں سے صرف نصاب کے مالک مالدار طبقے پر فرض ہے۔

● **اعلیٰ مال پر نہیں:** پھر زکوٰۃ میں عمدہ نفیس اعلیٰ درجے کا مال فرض نہیں، چنانچہ زکوٰۃ وصول کرنے والوں سے فرمایا:

فَاِیَّاکَ وَ کَرَائِمَ اَموَالِھِم۔ (7)

چھانٹ چھانٹ کر عمدہ اور نفیس مال لینے سے پرہیز کرنا

1.3 زکوۃ کے فوائد اور حکمتیں

❑ زکوۃ کے حکم میں بے شمار معاشرتی، اخلاقی، روحانی فوائد و حکمتیں بھی ہیں

3.1 زکوۃ معاشرتی خرابیوں (امیر غریب کی طبقاتی لڑائیوں اور سماجی اونچ نیچ میں بڑھتے فرق) کا علاج ہے:

موجودہ دور میں امیر وغریب کی ایک مستقل خوفناک جنگ جاری ہے، ہر جگہ حقوق کی آواز لگ رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مالداروں کے ذمہ غریبوں کے جو حقوق عائد کئے ہیں، اس میں کوتاہی ہوتی ہے۔ اگر پورے ملک میں سالانہ مالداروں کی دولت کا ڈھائی فیصد ضرور تمندوں میں تقسیم کردیا جاتا اور امیر طبقہ خوشی سے اپنا فرض سمجھ کر نہ کہ احسان سمجھ کر یہ فریضہ ادا کرتا اور اس رقم کی منصفانہ تقسیم مسلسل سالانہ ہوتی تو اگرچہ غریب مالی طور پر مالداروں کے ہم پلہ تو نہیں ہوجاتا، مگر اس کے ذریعے اسے یہ پیغام ضرور ملتا کہ اہل ثروت اس کی ضرورتوں سے بھی آگاہ ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد غریبوں کو امیروں سے شکایت نہ رہتی اور یہی غریب لوگ امیروں کے مال و دولت کے محافظ بن جاتے اور خیر خواہی کے جذبے سے ان کا ہاتھ بٹانے کو بھی تیار رہتے اور دنیا سے امیر وغریب کی جنگ ختم ہوجاتی اور دنیا راحت اور سکون کی جنت بن جاتی۔ ((8

3.2 دولت چند مخصوص طبقوں اور ہاتھوں میں محدود ہوجانے کی وجہ سے جو معاشرتی خرابیاں (عوامی غربت، لوٹ مار، عیش پرستی، فضول خرچی) پیدا ہوتی ہے، زکوۃ اس کا بھی علاج ہے:

- جو حیثیت خون کی بدن میں ہے، وہی حیثیت مال کی انسانی معیشت میں ہے۔

جس طرح خون کی گردش میں فتور آجانے سے انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہوجاتا ہے، دل کا دورہ پڑتا ہے اور موت واقع ہوجاتی ہے۔ اس طرح اگر مال کی گردش منصفانہ نہ ہو تو پورے معاشرے کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ لوٹ کھسوٹ، چوری ڈکیتی کا رواج عام ہوجاتا ہے۔

- نیز جس طرح کسی حادثہ یا صدمے سے کسی عضو میں خون جمع ہو کر منجمد ہوجائے تو وہ گل سڑ کر پھوڑے پھنسی کی شکل میں پیپ بن کر باہر نکلتا ہے۔ اسی طرح جب معاشرے کے بعض اعضاء میں ضرورت سے زیادہ مال جمع ہوجاتا ہے وہ بھی سڑنے لگتا ہے، پھر کبھی تو تعیش پسندی اور فضول خرچی کی شکل میں نکلتا ہے، کبھی عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں ضائع ہوجاتا ہے، کبھی بیماریوں اور ہسپتالوں میں لگتا ہے، کبھی کبھی اونچی اونچی بلڈنگوں اور محلات کی تعمیرات میں برباد ہوجاتا ہے۔((9

قدرت نے زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے ان پھوڑے پھنسیوں کا علاج تجویز کیا ہے، جو دولت کے انجماد کی وجہ سے معاشرے کے جسم پر نکل آتی ہیں۔

3.3 زکوٰۃ مال و دولت کی کمی بیشی کی وجہ سے پیدا ہونے والی اخلاقی خرابیوں کا بھی علاج ہے:

مال جہاں انسانی معیشت کی بنیاد ہے وہاں انسانی اخلاق کے بنانے اور بگاڑنے میں بھی اس کو گہرا دخل ہے۔

- **مال کی کمی:** بعض دفعہ مال کا نہ ہونا بھی انسان کو غیر انسانی حرکت پر آمادہ کرتا ہے، انسان معاشرے کی ناانصافی دیکھ کر معاشرتی سکون غارت کرنے کا پختہ عزم کرلیتا ہے۔ چنانچہ کبھی وہ چوری، ڈکیتی ،سٹہ اور جوا جیسی قبیح حرکات شروع کردیتا ہے تو کبھی غربت و افلاس کے ہاتھوں تنگ آکر وہ زندگی سے ہاتھ دھولینے کا فیصلہ کرلیتا ہے اور خودکشی کرلیتا ہے، کبھی وہ

پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے اپنی عزت وعظمت کو نیلام کرتا ہے اور کبھی وہ فقر اور فاقے کا علاج ڈھونڈنے کے لئے اپنے دین وایمان کا سودا کرتا ہے اور غیر مسلموں کا آلہ کار بن کر مسلمانوں کے خلاف وہ کچھ کرتا ہے جو ایک کافر بھی نہیں کرسکتا۔

یہ تمام غیر انسانی حرکات معاشرے میں فقر وفاقہ سے جنم لیتی ہیں اور بعض دفعہ یہ گھرانوں کے گھرانوں کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ صدقات کے ذریعے ان برائیوں کا دروازہ بند کردیا ہے۔(10)

● **مالی فروانی:** بعض اخلاقی خرابیاں مال ودولت کی فروانی سے بھی جنم لیتی ہیں جیسے بے حیائی، عیش پرستی، فضول خرچی۔ بعض امیرزادوں سے تو ایسی ایسی غیر انسانی حرکات سرزد ہوتی ہیں کہ انہیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے زکوٰۃ وصدقات کا نظام جاری کر کے مال ودولت سے پیدا ہونے والی اخلاقی برائی اور خرابیوں کا بھی علاج کیا ہے۔ تا کہ مالداروں کو غریبوں کی ضرورت وحاجت کا احساس بھی رہے اور وہ غریبوں کی غربت سے سبق بھی حاصل کریں۔(11)

3.4 زکوٰۃ اعلیٰ اخلاقی خوبیوں (اعانت، مدد) میں سے ہے:

کیونکہ زکوٰۃ کے ذریعے معذوروں، اپاہج، بیمار، یتیم، بیواؤں، غریبوں، فقیروں ضرورتمندوں کی مدد واعانت ہوتی ہے۔ یہ ان کی پرورش کا ذریعہ ہے۔

جو شخص زکوٰۃ ادا کرتا ہے اس کے اندر انسانی ہمدردی، ترحم کے جذبات پیدا ہوتے ہے۔(12)

3.5 زکوٰۃ حبِّ مال، دولت پرستی، حرص اور بخل جیسی ایمان کش اور مہلک روحانی بیماریوں کا علاج ہے:

- زکوٰۃ کے ذریعہ حبِّ مال، حرص، بخل کے گندے اور زہریلے اثرات سے نفس کی تطہیر وتزکیہ، صفائی اور پاکی حاصل ہوتی ہے۔
- قرآن کریم میں ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا

(سورۃ التوبۃ:103)

(اے پیغمبر!) ان لوگوں کے اَموال میں سے صدقہ وصول کر لو جس کے ذریعے تم انہیں پاک کر دو گے۔

ایک جگہ اور فرمایا:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ

(سورۃ اللیل:18-17)

اور اُس (جہنم) سے ایسے پرہیزگار شخص کو دور رکھا جائے گا جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے (اللہ کے راستے میں) دیتا ہے۔

بلکہ زکوٰۃ کا نام غالباً اسی وجہ سے زکوٰۃ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ کے اصل معنی ہی پاکیزگی کے ہیں۔(13)

3.6 زکوٰۃ کا نظام مسلمانوں کو ہر قسم کی فکر سے بے نیاز کر دیتا ہے:

زکوٰۃ کا نظام یہ تربیت دیتا ہے کہ آج تم پر اللہ کا فضل ہے، تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو، خدانخواستہ اگر کل تم نادار اور فقیر ہو گئے تو دوسرے لوگ تمہاری مدد کریں گے۔ تم کو یہ فکر

کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ ہم مفلس اور فقیر ہو گئے، صاحب فراش ہو گئے تو کیا بنے گا، مر گئے تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا، کوئی ناگہانی مصیبت آجائے، بیمار ہو گئے، صاحب فراش ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، ڈاکہ پڑ گیا، کاروبار تباہ ہو گیا، دکان جل گئی، سیلاب آ گیا تو ان مصیبتوں سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی؟ سفر میں پیسہ ختم ہو گیا گھر سے فوری طور پر منگوانے یا دوست واحباب سے ادھار لینے کی کوئی صورت نہیں تو گزر بسر کیسے ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ تو ان تمام فکروں سے صرف زکوٰۃ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بے فکر کر دیتی ہے۔ آج مالدار ہونے کی صورت میں سالانہ کم سے کم ڈھائی فیصد زکوٰۃ نکالیں گے تو خدانخواستہ کل غریب ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ کا انتظام فرمائیں گے۔ کیونکہ بندہ اللہ سے جیسا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔(14)

3.7 زکوٰۃ کے ذریعہ مال محفوظ و بابرکت ہو جاتا ہے اس کا شر دور ہو جاتا ہے، اس کا میل کچیل صاف ہو جاتا ہے:

- حدیث میں آتا ہے:

حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ(15)

اپنے مال کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرو۔

- زکوٰۃ کے معنی بڑھنے کے بھی آتے ہیں۔ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں: زکوٰۃ اس معنوی زیادتی کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسان کے مال میں برکت کے طور پر ہوتی ہے۔

● ایک حدیث میں ہے :

مَنْ أَدّٰى زَكٰوةَ مَالِهٖ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهٗ (16)

جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی اس نے اس کے شر کو دور کردیا۔

● ایک حدیث میں ہے:

اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ (17)

یقینا یہ زکوٰۃ کا مال لوگوں کے مالوں کا میل کچیل ہے۔

اور ایک حدیث میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَابَقِيَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ (18)

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لئے فرض فرمائی تا کہ تمہارے مال پاک صاف ہوجائیں۔

اصل بات یہ ہے جب صاحب نصاب آدمی کے نصاب کے مال پر ایک سال کی مدت گزر جاتی ہے تو اس کا میل نکل کر اوپر آجاتا ہے، اگر زکوٰۃ ادا کردیتا ہے تو وہ مال میل سے پاک ہوجاتا ہے اور اگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو وہ میل دوبارہ اس مال میں شامل ہوجاتا ہے اور پورا مال خراب ہوجاتا ہے اور یہ مال طرح طرح کی ناگہانی اور غیر متوقع آفتوں کا ذریعہ بن کر ان آفتوں کو دور کرنے میں خرچ ہوکر ضائع اور تباہ ہوجاتا ہے۔

3.8 زکوٰۃ ادا کرنے والے کو حضور ﷺ کی دعائے رحمت ملتی ہے:

''اور حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیؓ کہتے ہیں کہ جب کوئی جماعت نبی کریم ﷺ کے پاس اپنی زکوٰۃ لے کر آتی (تاکہ آپ انہیں مستحقین میں تقسیم فرمادیں) تو فرماتے ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ'' اے اللہ! فلاں شخص کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔ چنانچہ جب میرے والد مکرم آنحضرت ﷺ کے پاس اپنی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا، ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ أَبِیْ أَوْفیٰ'' اے اللہ! ابواَوفیٰؓ کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ''جب کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ اے اللہ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرما۔''(19)

1.4 زکوٰۃ نہ دینے کے نقصانات

4.1 جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے اس کے ذریعے ماتھے، پہلو، پیٹھ کو داغا جائے گا:

● قرآن کریم میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ. (سورۃ التوبہ: 34-35)

''اے ایمان والو! (یہودی) اَحبار اور (عیسائی) راہبوں میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ لوگوں کا مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو ایک دردناک عذاب کی ''خوش خبری'' سنا دو۔'' جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیاں اور ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور کہا جائے گا کہ) ''یہ ہے وہ خزانہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا! اب چکھو اس خزانے کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔''

- حدیث میں آتا ہے:

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سونے اور چاندی (کے نصاب شرعی) کا مالک ہو اور اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کے تختے بنائے جائیں گے (یعنی تختے تو سونے اور چاندی کے ہوں گے مگر انہیں آگ میں اس قدر گرم کیا جائے گا کہ گویا وہ آگ ہی کے تختے ہوں گے، اسی لیے آپ ﷺ نے آگے فرمایا کہ) وہ تختے دوزخ کی آگ میں گرم کیے جائیں گے اور ان تختوں سے اس شخص کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ داغی جائے گی، پھر ان تختوں کو (اس کے بدن سے) جدا کیا جائے گا اور آگ میں گرم کر کے پھر لایا جائے گا (یعنی جب وہ تختے ٹھنڈے ہو جائیں گے تو انہیں دوبارہ گرم کرنے کے لیے آگ میں ڈالا جائے گا اور وہاں سے نکال کر اس شخص کے بدن کو داغا جائے گا) اور اس دن کی مقدار کہ جس میں یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا، پچاس ہزار سال کی ہوگی۔ یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب ختم ہو جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا۔''

صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! (یہ عذاب تو نقدی یعنی سونے چاندے کے بارے میں ہوگا) اونٹ کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کا کیا حشر ہوگا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا، ''جو شخص اونٹ کا مالک ہو اور اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے اور اونٹوں کا ایک

حق یہ بھی ہے کہ جس روز انہیں پانی پلایا جائے ان کا دودھ دوہا جائے تو قیامت کے دن اس شخص کو اونٹوں کے سامنے ہموار میدان میں منہ کے بل اوندھا ڈال دیا جائے گا اور اس کے سارے اونٹ گنتی اور مٹاپے میں پورے ہوں گے، مالک ان میں سے ایک بچہ بھی کم نہ پائے گا (یعنی اس شخص کے سب اونٹ وہاں موجود ہوں گے، حتیٰ کہ اونٹوں کے سب بچے بھی ان کے ساتھ ہوں گے، پھر یہ کہ وہ اونٹ خوب فربہ اور موٹے تازے ہوں گے تا کہ اپنے مالک کو روندتے وقت خوب تکلیف پہنچائیں، چنانچہ) وہ اونٹ اس شخص کو اپنے پیروں سے کچلیں گے اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے، جب ان اونٹوں کی جماعت (روند کچل اور کاٹ کر) چلی جائے گی تو دوسری جماعت آئے گی (یعنی اونٹوں کی قطار روند کچل کر چلی جائے گی تو اس کے پیچھے دوسری قطار آئے گی) اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا'' اور جس دن یہ ہوگا اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب کر دیا جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا۔

صحابہؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گائے اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہوگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص گائے اور بکریوں کا مالک ہو اور ان کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اسے ہموار میدان میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے

گا اور اس کی گائے اور بکریوں (کو وہاں لایا جائے گا جن) میں سے کچھ کم نہیں ہوگا، ان میں سے کسی گائے یا بکری کے سینگ نہ مڑے ہوں گے، نہ ٹوٹے ہوں گے اور نہ وہ مُنڈی (یعنی بلا سینگ ہوں گی) یعنی ان سب کے سروں پر سینگ ہوں گے، نہ ٹوٹے ہوں گے اور سالم ہوں گے تاکہ وہ اپنے سینگوں سے خوب مار سکیں۔ چنانچہ وہ گائے اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی، اپنے کھروں سے کچلیں گی اور جب ایک قطار اسے مار کچل کر چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی (اور اپنا کام شروع کردے گی اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا) اور جس دن یہ ہو گا اس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی، یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب کیا جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا۔''

صحابہؓ نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ! گھوڑوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے گناہ کا سبب ہوتے ہیں، دوسرے وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے پردہ ہوتے ہیں اور تیسرے وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے ثواب کا سبب و ذریعہ بنتے ہیں، چنانچہ وہ گھوڑے جو گناہ کا سبب ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے جنہیں ان کے مالک اظہار فخر و غرور اور مال داری اور ریاء کے لیے اور مسلمانوں سے دشمنی کے واسطے باندھے، چنانچہ وہ گھوڑے اپنے

مالک کے لیے گناہ کا سبب بنتے ہیں اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے پردہ ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جنہیں اس کے مالک نے خدا کی راہ میں (کام لینے کے لیے) باندھا اور ان کی پیٹھ اور ان کی گردن کے بارے میں وہ خدا کے حق کو نہیں بھولا، چنانچہ وہ گھوڑے اپنے مالک کے لیے پردہ ہیں اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے ثواب کا سبب و ذریعہ بنتے ہیں، اس شخص کے گھوڑے ہیں جنہیں ان کا مالک خدا کی راہ میں (لڑنے کے لیے) مسلمانوں کے واسطے باندھے اور انہیں چراگاہ و سبزہ میں رکھے چنانچہ جب وہ گھوڑے چراگاہ و سبزہ سے کچھ کھاتے ہیں تو جو کچھ انہوں نے کھایا (یعنی گھاس وغیرہ کی مقدار کے بقدر) اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں، یہاں تک کہ ان گھوڑوں کی لید اور ان کے پیشاب کے بقدر بھی اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں (کیونکہ لید اور پیشاب بھی گھوڑے کی زندگی کا باعث ہیں) اور جو گھوڑے رسی توڑ کر ایک یا دو میدان دوڑتے پھرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے قدموں کے نشانات اور ان کی لید (جو وہ اس دوڑنے کی حالت میں کرتے ہیں) کی مقدار کے بقدر اس شخص کے لیے نیکیاں لکھتا ہے اور جب وہ شخص ان گھوڑوں کو نہر پر پانی پلانے کے لیے لے جاتا ہے اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں، اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو، اللہ تعالیٰ گھوڑوں کے پانی پینے کے بقدر اس شخص کے لیے نیکیاں لکھتا ہے۔

''صحابہؓ نے عرض کیا کہ''یا رسول اللہ! اچھا گدھوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''گدھوں کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا لیکن تمام نیکیوں اور اعمال کے بارے میں یہ آیت جامع ہے:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ۔ وَ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔

''یعنی جو شخص ایک ذرہ کے برابر نیکی کا عمل کرے گا اسے دیکھے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر برائی کا عمل کرے گا اسے دیکھے گا۔''

(یعنی مثلاً اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو نیک کام کے لیے جانے کے واسطے اپنا گدھا دے گا تو ثواب پائے گا اور اگر برے کام کے لیے دے گا تو گناہ گار ہوگا۔)(20)

4.2 جس مال کی زکوۃ نہ دی جائے وہ زہریلا سانپ بن کر ڈسے گا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و زر عطا فرمایا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال و زر گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، پھر وہ سانپ اس شخص کے گلے میں بطور طوق ڈالا جائے گا اور وہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں، اس کے بعد

آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰـهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ، بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ، سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔

"جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا فرمایا ہے اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں تو وہ اپنے اس مال کے بارے میں یہ گمان نہ کریں کہ وہ ان کے لیے بہتر ہے بلکہ وہ مال تو ان کے حق میں سراسر وبال جان ہے اور (یاد رکھو) وہ وقت دور نہیں ہے کہ جب قیامت کے دن وہ اس مال کا کہ جس میں بخل کرتے ہیں، طوق پہنائے جائیں (یعنی ان کا مال طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔)" (21)

"گنجے سانپ" کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سر پر بال نہیں ہوں گے اور یہ گنجا پن سانپ کے بہت زیادہ زہریلا اور دراز عمر ہونے کی علامت ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے ارشاد گرامی کے بعد بطور استدلال آیت کریمہ کی تلاوت فرما کر آگاہ فرمایا کہ خوب اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ بھی یہی ارشاد فرماتا ہے۔ (22)

4.3 جن جانوروں کی زکوۃ نہ دی جائے وہ پیروں سے روندیں گے، سینگوں سے ماریں گے:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس شخص کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں ہوں اور وہ ان کا حق (یعنی زکوٰۃ) نہ دے تو کل قیامت کے دن اس کے وہ مویشی اس حال میں لائے جائیں گے کہ بہت بڑے بڑے اور فربہ شکل میں ہوں گے اور پھر وہ اس شخص کو اپنے پیروں سے روندیں چلیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے، جب اسے (مار چل کر) آخری جماعت چلی جائے گی تو پھر پہلی جماعت لائی جائے گی۔ یعنی اسی طرح سب جانور پھر پلٹ کر روندیں گے اور ماریں گے، یہ سلسلہ ایسے ہی جاری رہے گا جب تک لوگوں کا حساب کتاب لے کر ان کا فیصلہ نہ کر دیا جائے گا۔(23)

4.4 جس مال کی زکوۃ نہ دی جائے وہ دوسرے مال کو بھی برباد کر دیتا ہے:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ مال زکوٰۃ جب دوسرے مال میں مخلوط ہو گا تو ضرور اس کو تباہ کر دے گا۔(24)

2.زکوٰۃ کے مسائل کا خلاصہ

معاف ہو جاتی ہے 125

4۔ مال کی کتنی مقدار ہے جس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی

لیکن قربانی / صدقۂ فطر فرض ہوتا ہے اور ایسے شخص کو ــــــ

زکوٰۃ دینا بھی جائز نہیں ہوتا۔ 126

5۔ مال کی کتنی مقدار ہے جس پر نہ زکوٰۃ فرض

ہوتی ہے نہ قربانی اور صدقۂ فطر نیز ایسے

شخص کے لیے زکوٰۃ لینا بھی جائز ہوتا ہے لیکن ــــــ

مانگنا جائز نہیں ہوتا۔ 129

6۔ مال کی کتنی مقدار ہے جس پر نہ زکوٰۃ فرض ہوتی ہے

نہ قربانی اور صدقۂ فطر، اور ایسے شخص کے لیے زکوٰۃ ــــــ

لینا بھی جائز ہوتا ہے اور مانگنا بھی جائز ہوتا ہے۔ 129

1۔ کس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے کس پر نہیں

1۔ کس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے کس پر نہیں

سوال 1: کس شخص پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے؟

جواب: زکوٰۃ اس شخص پر فرض ہوتی ہے جو

(1) عاقل (2) بالغ (3) مسلمان ہو

(4) اگر دار الحرب کا رہنے والا ہے اور وہیں مسلمان ہوا ہے تو یہ بھی شرط ہے کہ اسے زکوٰۃ کی فرضیت کا بھی علم ہو۔

پہلی شرط: عاقل ہو

سوال 2: زکوٰۃ عاقل پر فرض ہے مجنون پر نہیں، تو یہاں جنون سے کس قسم کا جنون مراد ہے؟(25)

جواب:

(1) جنون اصلی مراد ہے یعنی ایسا مجنون جو جنون کی حالت ہی میں بالغ ہوا ہو (یعنی جنون اصلی) اس پر نہ حالت جنون میں زکوٰۃ لازم ہے نہ افاقہ کے بعد گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم ہے، اور جو شخص صحت کی حالت میں بالغ ہوا پھر بعد میں اسے جنون ہوا (یعنی جنون طاری) تو اگر وہ جنون پورے ایک سال تک رہا تب تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی لیکن اگر سال کے درمیان میں ہی افاقہ ہو گیا تو زکوٰۃ اس پر لازم ہوگی۔(26)

(2) وہ جنون اس درجہ کا ہو جس کی وجہ سے عقل میں اس درجہ خلل آجائے کہ اچھے برے، نفع نقصان کی تمیز نہ رہے، کچھ معلوم نہ ہو کہ کیا کہہ رہا ہوں اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔(27)

سوال3: کیا بے ہوشی کا حکم بھی جنون والا ہے یعنی بالفرض کوئی شخص سال بھر بے ہوش رہا تو کیا اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی؟

جواب: نہیں، بے ہوشی کا حکم جنون والا نہیں ہے۔ بے ہوش پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگرچہ سال بھر بے ہوش رہا ہو۔ لہذا اب ہوش صحیح ہونے کے بعد اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔(28)

دوسری شرط: بالغ ہو

سوال4: نابالغ بچہ یا بچی صاحب نصاب ہو تو کیا ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: نہیں۔(29)

سوال5: اگر والدین نے اپنی نابالغ بچی کے لئے زیور خریدا، تو کیا اس زیور پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب: اگر بچی کو زیور کا مالک بنا دیا تو اب وہ زیور والدین کی ملکیت نہیں رہا بچی کی ملکیت بن گیا، لہٰذا نہ والدین پر اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ ان کی ملکیت نہیں، نہ بچی پر ہوگی، کہ وہ بالغ نہیں۔(30)

سوال6: نابالغ بچوں کو زیور وغیرہ کا مالک کس طرح بنایا جائے گا؟

جواب: صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے یہ چیز اس کو دی اس سے وہ مالک بن جائیں گے۔ مزید ان کے قبضے میں دینا کوئی ضروری نہیں۔(31)

سوال7: والدین نے جس زیور کا مالک اپنی نابالغ اولاد کو بنا دیا تو کیا اس کے بعد اپنے یا کسی اور کے استعمال کے لیے اسے لے سکتے ہیں؟

جواب: نہیں۔ (32)

تیسری شرط: مسلمان ہونا

سوال 8: کافر اگر صاحب نصاب ہو تو کیا اس پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب: نہیں، کافر، مرتد وغیرہ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ (33)

چوتھی شرط: اگر دار الحرب کا رہنے والا ہے اور وہیں مسلمان ہوا ہے تو یہ بھی شرط ہے کہ اسے زکوٰۃ کی فرضیت کا بھی علم ہو۔

سوال 9: جس شخص کو زکوٰۃ کی فرضیت کا ہی علم نہ ہو تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: اگر مذکورہ شخص دار الاسلام (مسلم ملک) میں رہتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے چاہے اسے فرضیت کا علم ہو یا نہ ہو، کیونکہ دار الاسلام میں ہوتے ہوئے دینی امور سے جہالت کا عذر معتبر نہیں۔

ہاں اگر مذکورہ شخص دار الحرب میں مسلمان ہوا اور اسے زکوٰۃ کی فرضیت کا علم نہ ہو سکا تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ (34)

مشق: 1

(کس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے کس پر نہیں)

فرض ہے فرض نہیں

1. ایسا مجنون جس کی عقل میں اس درجہ خلل نہ آیا ہو کہ

اچھے برے، نفع نقصان کی تمیز نہ کر سکے، اس پر زکوٰۃ ——— ❑ ❑

2 . جو ایک سال تک بے ہوش رہا اس پر زکوٰۃ ——— ❑ ❑

3. نابالغ بچہ/ بچی جو صاحب نصاب ہو اس پر زکوٰۃ ——— ❑ ❑

4. مسلم ملک میں رہنے والا وہ شخص جس کو زکوٰۃ کی

فرضیت کا علم نہ ہو اس پر زکوٰۃ ——— ❑ ❑

2۔ کس مال پر زکوٰۃ فرض ہے کس پر نہیں

2۔ کس مال پر زکوٰۃ فرض ہے کس پر نہیں

سوال10: کس مال پر زکوٰۃ فرض ہے کس پر نہیں؟

جواب: جس مال میں مندرجہ ذیل چھ باتیں ہوں گی اس پر زکوٰۃ فرض ہے:(35)

(1) تجارتی مال ہو(چاہے کسی بھی قسم کا ہو)اگر تجارتی مال نہیں تو سونا، چاندی ہو یا نقدی ہو یا مویشی ہوں۔ان کے علاوہ کسی قسم کے مال پر زکوٰۃ فرض نہیں۔(36)

(2) مال خالص حرام کا نہ ہو۔(37)

(3) مال کی ملکیت بھی حاصل ہو(اگرچہ جائز طریقہ سے نہ ہو)۔(38)

(4) مال کی ملکیت کے ساتھ اس پر تصرف واستعمال کی قدرت بھی ہو۔(39)

(5) مال بقدر نصاب ہو(نصاب سے کم نہ ہو)اگر انسان پر کوئی قرض ہے تو قرض پورا کرنے کے بعد نصاب کے بقدر مال بچتا ہو۔(40)

(6) مال پر پورا ایک سال قمری گزر گیا ہو۔(41)

پہلی شرط: تجارتی مال ہو:

سوال11: کیا تجارتی مال پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب: جی ہاں، قرآن کریم میں ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ

(سورۃ البقرۃ:267)

اے ایمان والو! خرچ کرو اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزوں کو

حدیث میں آتا ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِي نُعِدُّ

لِلْبَيْعِ (42)

حضور اکرم ﷺ ہمیں حکم فرماتے تھے کہ ہم تجارتی مال کی زکوۃ ادا کریں۔

تجارتی مال کی چار شرائط:

سوال 12: تجارتی مال کسے کہیں گے؟

جواب: تجارتی مال وہ ہے جسے

1) تجارت کی نیت سے خریدا ہو (☆)

2) خریدنے کے بعد بھی تجارت کی نیت باقی ہو (43)

3) وہ مال بقدر نصاب ہو

4) اس مال پر سال بھی گزرا ہو (44)

تجارتی مال کی پہلی شرط: نیت

سوال 13: تجارت کی نیت کے معتبر ہونے کی کیا کیا شرائط ہیں؟

جواب: نیت کے معتبر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ

(1) وہ مال ایسا ہو جو انسان اپنے عمل سے اپنی ملکیت میں لاتا ہے۔ پس جو مال خود بخود انسان کی ملکیت میں آتا ہے جیسے: میراث کا مال اس میں تجارت کی نیت معتبر نہیں۔ (45)

(2) وہ مال ایسا ہو جس کا انسان نے عوض بھی دیا ہو اور عوض میں مال دیا ہو۔ پس جو مال بغیر عوض کے انسان کو ملتا ہے جیسے: ہدیہ وغیرہ میں ملا ہوا مال، یا وہ مال جس کا عوض مال نہیں ۔جیسے: مہر، خلع میں ملا ہوا مال۔ اس قسم کے مال کے ملکیت میں آتے وقت اگر تجارت کی نیت کر بھی لی تو بھی معتبر نہیں۔ لہٰذا وہ مال تجارت کا نہیں بنے گا۔ (46)

(3) تجارت کی نیت مال خریدتے وقت یا ملکیت میں لاتے وقت کی ہو، بعد میں نہ کی ہو۔ اگر بعد میں کی تو وہ نیت معتبر نہ ہوگی اور وہ مال تجارتی نہیں کہلائے گا۔ البتہ مضارب جو مال خریدے گا وہ بغیر نیت ہی کے تجارت کا شمار ہوگا۔ (47)

(4) مال خریدتے وقت نیت میں جزم ہو تردد نہ ہو۔ اگر نیت میں تردد تھا اور تجارت کی نیت پختہ نہ تھی تو اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ (48)

سوال 14: تجارت کے جو آلات ہوتے ہیں جیسے مشینیں وغیرہ ان پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: • اگر تجارت کے آلات فروخت کرنے کے لیے ہوں اور ان کی قیمت نصاب کے برابر ہو تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔(49)

• اگر تجارت کے آلات فروخت کرنے کے لیے نہیں بلکہ استعمال کے لیے ہوں جیسے آٹا پیسنے کی مشین یا دیگر مختلف مشینیں جن سے مصنوعات تیار ہوتی ہیں۔

یا وہ آلات جو کرائے پر چلانے کے لیے ہیں جیسے شامیانے، کراکری کا سامان، سائیکلیں تو ان آلات اور مشینوں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہاں ان سے جو آمدنی ہوگی اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔(50)

• جو بیج بجائی کے لیے ہوں یا جو کھاد زمین میں ڈالنے کے لیے ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہاں اگر یہ دونوں چیزیں فروخت کرنے کے لیے ہیں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔(51)

• ورکشاپ وغیرہ کے وہ آلات جو گاڑیاں صحیح کرنے کے لیے ہیں اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، جو آلات اس مقصد کے لیے رکھے جاتے ہیں جو ضرورت پڑنے پر گاڑیوں / مشینوں میں فٹ کر دیئے جائیں گے، ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔(52)

تجارتی مال کی دوسری شرط: نیت کا باقی رہنا

سوال 15: کسی شخص نے تجارت کی نیت سے ایک پلاٹ خریدا پھر نیت بدل گئی اور اس پلاٹ پر اپنا گھر بنانے کی نیت کر لی تو کیا اس پلاٹ پر زکوٰۃ واجب ہوگئی؟

جواب: نہیں، کیونکہ تجارت کی نیت ختم ہونیکی وجہ سے اب وہ مال تجارت نہیں رہا۔☆

سوال 16: اگر کسی نے تجارتی مال کا کسی اور مال سے تبادلہ کیا تو تبادلے کا مال تجارت کا مال شمار ہوگا یا نہیں؟

جواب: تبادلے کا مال بھی تجارت کا مال سمجھا جائیگا اور شروع میں جو نیت کی وہ کافی ہوگی۔(53)

تجارتی مال کی تیسری شرط: سال گزرنا

سوال 17: تجارتی مال پر سال گزرنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: سال گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی غریب کے پاس زندگی میں پہلی بار مال تجارت آیا اور وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر ہے تو اب فوراً اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ قمری سال گزرنے کے بعد واجب ہوگی لیکن اگر کوئی شخص پہلے سے صاحب نصاب تھا اور مثلاً ہر سال یکم رمضان کو زکوٰۃ نکالتا تھا تو اب مال تجارت کا سال الگ سے شمار نہیں ہوگا بلکہ یکم رمضان کو جہاں دوسرے مال کی زکوٰۃ دی جائے گی وہیں اس مال تجارت کی بھی دی جائے گی اگر چہ یہ مال تجارت ایک دن پہلے ہی اس کے پاس آیا ہو۔(54)

تجارتی مال کی چوتھی شرط: بقدر نصاب ہونا

سوال 18: مال تجارت کا نصاب کیا ہے؟ یعنی کتنی قیمت کے مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر مال تجارت ہوگا تو اس پر زکوٰۃ

واجب ہوگی۔(55)

سوال 19: اگر کسی کے پاس اتنا مال تجارت ہے جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی سے کم ہے لیکن اس کے پاس کچھ نقدی یا سونا چاندی بھی ہے اور ان سب کو ملا کر مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی بن جاتی ہے تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی؟

جواب: اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ مال تجارت کے ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تجارتی مال کے علاوہ کسی قسم کا مال نہ ہو(نہ نقدی نا سونا نہ چاندی) اس وقت یہ ضروری ہے کہ مال تجارت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو۔(56)

سوال 20: تجارتی مال کی زکوٰۃ نکالتے وقت مال کی قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا یا قیمت خرید کا؟

جواب: قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا قیمت خرید کا نہیں مثلاً دس ہزار میں مال خریدا تھا اور اس کی قیمت فروخت بارہ ہزار ہے تو بارہ ہزار کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔(57)

- البتہ کاروبار ختم کرنے کی صورت میں مال عام طور پر کافی کم قیمت پر فروخت ہوتا ہے اس صورت میں جس قیمت پر مال فروخت ہوا ہے اس کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ اس قیمت کا اعتبار ہوگا جو بازار میں عام طور پر رائج ہے۔(58)

سوال 21: اگر کسی نے قیمت خرید کے اعتبار سے زکوٰۃ دے دی قیمت فروخت کے اعتبار سے نہیں دی تو اب کیا حکم ہوگا؟

جواب: اس کی تین صورتیں ہیں۔

(الف) قیمت خرید، قیمت فروخت کے موافق ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(ب) اگر قیمت خرید قیمت فروخت سے زیادہ ہے تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔(59)

(ج) اگر قیمت فروخت قیمت خرید سے زیادہ ہے، عام طور پر قیمت فروخت زیادہ ہوتی ہے تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوٰۃ دینے کی صورت میں پوری زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ قیمت فروخت کے اعتبار سے جتنی رقم کی زکوٰۃ نہیں دی گئی اتنی رقم کی زکوٰۃ مزید ادا کر دے تو پوری زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔(60)

مثلاً: کسی تاجر نے ایک ہزار کے حساب سے مال خریدا اور وہ مال بازار میں دو ہزار کے حساب سے فروخت کرے گا تو زکوٰۃ دو ہزار قیمت کے حساب سے نکالنا ضروری ہوگی، ایک ہزار کے حساب سے دینا کافی نہیں ہوگی۔(61)

سوال 22: **تجارتی مال کی قیمت فروخت ایک شہر میں کچھ ہوتی ہے دوسرے شہر میں کچھ، ایک بازار میں کچھ ہوتی ہے دوسرے بازار میں کچھ اور تھوک میں کچھ ہوتی ہے ریٹیل میں کچھ پھر ایک ہی مال کسی کو سستا دیا جاتا ہے کسی کو مہنگا پھر بعض اوقات ایک وقت اس کی قیمت کچھ ہوتی ہے دوسرے وقت کچھ اور سرکاری ریٹ الگ ہوتا ہے، بلیک مارکیٹ کا الگ ہے تو اب کونسی قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا۔**

جواب: • جس شہر اور بازار میں مال ہے وہاں جو اس کی قیمت فروخت ہو اس کا اعتبار ہوگا مثلاً: ایک مال ہے کراچی کے بازار میں اس کی قیمت 10 ہزار ہے اور لاہور میں 15 ہزار اور وہ مال کراچی میں ہے تو اس کی قیمت کراچی کے اعتبار سے 10 ہزار لگائی جائے گی۔(62)

اسی طرح مالک مثلاً سعودی عرب میں رہتا ہے اور اسکا مال کراچی میں ہے تو مال کی کراچی میں جو قیمت ہوگی، اسکا اعتبار ہوگا۔(63)

اگر مال کسی غیر آباد علاقے میں ہے یا اس شہر کے بازار میں وہ چیز نہیں ہے تو اس علاقے کے قریب جو شہر ہو وہاں کی قیمت فروخت کے لحاظ سے اس کی مالیت مقرر کر کے زکوٰۃ نکالی جائے۔(64)

- تھوک اور ریٹیل میں دکان دار جس قیمت پر فروخت کرتا ہے اس کا اعتبار ہے، اگر تھوک کی دکان ہے تو تھوک کی قیمت لگائی جائے اور اگر ریٹیل کی دکان ہے تو ریٹیل کی قیمت لگائے۔(65)

بعض دکانیں ریٹیل کی ہوتی ہیں، لیکن بعض اوقات تھوک پر بھی فروخت کرتے ہیں اور بعض تھوک کی ہوتی ہیں لیکن کبھی ریٹیل پر بھی فروخت کرتے ہیں ایسی صورت میں اکثر کا اعتبار ہوگا، یعنی اکثر تھوک پر فروخت ہوتی ہو تو تھوک کے حساب سے زکوٰۃ دی جائے گی اور اگر اکثر فروخت ریٹیل پر ہو تو ریٹیل کے حساب سے دی جائے گی۔(66)

اور اگر ریٹیل اور تھوک دونوں کی فروخت برابر ہو تو ایسی صورت میں جس میں غریبوں کا زیادہ نفع ہو اس کا اعتبار کرتے ہوئے ریٹیل کے حساب سے ہی زکوٰۃ ادا کرے۔ کیونکہ تھوک کی صورت میں زکوٰۃ کم بنتی ہے اور ریٹیل کی صورت میں زیادہ بنتی ہے۔ (67)

- جو شخص اپنا مال کسی کو سستا کسی کو مہنگا یعنی مختلف شرحوں کے ساتھ فروخت کرتا ہے تو (Discount) کی جس شرح پر وہ عام طور سے فروخت کرتا ہے اسی کے حساب سے قیمت لگائی جائے گی۔ مثلاً: ایک قلم بیس کا خریدا ہے اور اب وہ پچیس میں بکتا ہے اور تیس میں بھی اور پینتیس میں بھی، ایسی صورت میں اکثر و بیشتر قیمت فروخت کا اعتبار کیا جائے گا۔(68)

- جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے تو اس کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو مال پر سال مکمل ہونے کے وقت بازار میں ہوگی۔ مثلاً: پھل اور سبزیاں وغیرہ۔(69)

- زکوٰۃ کے حساب میں سرکاری ریٹ کا اعتبار کیا جائے گا، بلیک مارکیٹ کا نہیں۔ بلیک

مارکیٹنگ قانوناً بھی منع ہے اور شرعاً بھی۔ (70)

اگر حکومت کی طرف سے ان کا نرخ بدلتا رہتا ہے تو جس دن زکوٰۃ کی تاریخ آئے اسی دن کی قیمت فروخت کے لحاظ سے زکوٰۃ کا حساب کرلیا جائے۔

سوال 23: خام مال، زیر تکمیل مال، تیار مال، خراب مال جو بیچنے کے لیے ہے یا ضائع کرنے کے لیے، نیز وہ مال جس میں صنعتی ادارہ اپنی چیز پیک کر کے فروخت کرتا ہے ان کی کونسی قیمت لگائی جائے گی؟

جواب:

نمبر شمار	مسائل کی انواع	حکم
1	خام مال (را میٹیریل)	قیمت فروخت پر زکوٰۃ ہے (71)
2	زیر تکمیل مال (ورک ان پروسیس) مثلاً دباغت کے لئے کھالیں، بنوانے کے لیے کپڑا	موجودہ حالت میں جو اس کی قیمت ہو (قیمت خرید+زائد خرچ) اسی پر زکوٰۃ ہے
3	تیار مال (فنش گڈز)	قیمت فروخت پر زکوٰۃ ہے
4	خراب مال (ویسٹیج) اگر بیچنے کی نیت سے ہو	قیمت فروخت پر زکوٰۃ ہے
5	خراب مال (ڈمپ) ضائع کرنے کی یا رفاہی استعمال کی نیت ہو	زکوٰۃ نہیں ہے
6	وہ مال جس میں صنعتی ادارہ اپنی چیز (پروڈکٹ) پیک کر کے فروخت کرتا ہے اور وہ چیز خود نہیں بناتا باہر سے لیتا ہے۔	قیمت فروخت پر زکوٰۃ ہے

سوال 24: جو مال پھنسا ہوا ہے (ڈیڈ اسٹاک) اس کی کس قیمت پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: اس کی بھی قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا جو تجربہ کار افراد لگائیں گے۔(72)

سوال25: شیئرز کی کس قیمت پر زکوٰۃ ہے؟

جواب:

مسائل کی انواع	حکم
(1) شیئرز سالانہ نفع (Divident) کے لیے رکھے ہیں	• اگر کمپنی کی نوعیت تجارتی نہیں ہے بلکہ اس کا کام خدمات مہیا کرنا ہے جیسے بحری نقل وحمل کی کمپنی وغیرہ، تو ان کمپنیوں کے شیئرز پر زکوٰۃ واجب نہیں البتہ حاصل ہونے والا نفع خود یا دیگر قابل زکوٰۃ اموال کے ساتھ مل کر نصاب کے بقدر ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔(73) • اور اگر کمپنی کی نوعیت تجارتی ہے، یعنی ساز وسامان تیار کر کے یا خرید کر آگے فروخت کرتی ہے تو اس قسم کی کمپنی کے جو شیئرز ہیں چونکہ ان کی مالیت میں کمپنی کے قابل زکوٰۃ مال (نقد، سامان تجارت، خام مال وغیرہ) اور غیر قابل زکوٰۃ مال (بلڈنگ، مشینری وغیرہ) دونوں کی مالیت شامل ہوتی ہے، لہٰذا اصولاً زکوٰۃ شیئرز کی صرف اتنی مالیت پر ہوگی جو قابل زکوٰۃ مال کے مقابلے میں ہوں مثلاً کسی کمپنی کے 60 فیصد اثاثے قابل زکوٰۃ ہیں اور 40 فیصد غیر قابل زکوٰۃ تو اس صورت میں شیئرز کی بازاری قیمت لگا کر اسکی 60 فیصد قیمت کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔(74) لیکن اگر یہ جاننا مشکل ہو کہ شیئرز میں قابل زکوٰۃ مال کتنا ہے اور غیر قابل زکوٰۃ مال کتنا تو احتیاطاً پوری بازاری قیمت کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔(75)

(2) شیئرز آگے فروخت (کیپٹل گین) کے لیے ہیں	قیمت فروخت پر زکوۃ ادا کردی جائے۔(76)

- شیئرز کے علاوہ جتنے بھی فائننشل انسٹرومنٹس ہیں مثلا بونڈ سرٹیفکیٹس یہ سب قرض کے حکم میں ہیں لہٰذا ان کی اصل قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔(77)

جبکہ این آئی ٹی یونٹ کی قیمت فروخت پر زکوۃ لازم ہے۔(78)

سوال 26: کیا بچت سرٹیفکیٹ، این آئی ٹی یونٹ، ڈیفنس سرٹیفکیٹ اور پرائز بانڈ پر زکوۃ واجب ہے؟

جواب: جو اسکیمیں جائز ہوں تو سال گزرنے کے بعد اصل قیمت اور نفع دونوں پر زکوۃ واجب ہوگی، اور جو جائز نہیں تو ان کے اصل مال پر زکوۃ واجب ہوگی البتہ اس کا جو سود ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں۔ اس سب کو بغیر ثواب کی نیت سے صدقہ کرنا ضروری ہے۔(79)

سوال 27: کسی نے چند گزشتہ سالوں کی زکوۃ ادا نہیں کی اب ادا کرنا چاہتا ہے، یا کسی کے مال تجارت پر رمضان میں زکوۃ واجب ہوئی تھی اور چار مہینے تک زکوۃ ادا نہیں کی، چار ماہ گزرنے کے بعد مال تجارت کی قیمت بڑھ گئی تو اب کس قیمت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کی جائے گی وجوب جس دن آیا اس دن کی قیمت معتبر ہوگی یا ادائیگی جس دن ہو رہی ہے اس دن کی؟

جواب: جس دن ادائیگی ہو رہی ہے اس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔(80)

- ## تجارتی مال کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ

سوال 28: تجارتی مال کی زکوۃ نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: تجارتی مال کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب صاحب نصاب آدمی کا سال قمری

اعتبار سے مکمل ہوجائے تو جس دن سال مکمل ہوا اس دن تمام تجارتی مال کی قیمت فروخت لگائیں نیز سال کے دوران جو نفع ہوا اور وہ موجود ہے اس کو بھی شامل کریں اسی طرح تجارتی مال کے علاوہ کسی اور جائز ذریعے سے جو مال حاصل ہوا مثلاً گفٹ میں ملا اس کو بھی شامل کریں۔ پھر ان سب کے مجموعے سے قرضہ منہا کر کے بقیہ رقم کی ڈھائی فیصد زکوہ نکالیں یا مال تجارت کا ڈھائی فیصد دیں۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ مجموعی رقم کو 40 سے تقسیم کردیں جو جواب ہوگا وہی زکوٰۃ ہے۔(81)

سوال 29: تجارتی مال کے علاوہ کس کس مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

جواب: سونا، چاندی، نقدی، مویشی پر۔

- **صرف سونا**

سوال 30: کسی کے پاس صرف سونا ہو تو کتنے سونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: تولہ کے اعتبار سے ساڑھے سات تولہ سونا ہو

گرام کے اعتبار سے 479 /87 گرام سونا ہو (یعنی 87 گرام اور 479 ملی گرام)۔(82)

- **نوعیت**

سوال 31: کس قسم کے سونے پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب: ہر قسم کے سونے پر زکوٰۃ واجب ہے چاہے زیورات کی شکل میں یا ڈلی کی شکل میں ہو مردوں کا ہو یا عورتوں کا ہو، تجارت کا ہو یا استعمال کے لئے ہو۔(83)

سوال 32: سونے کی گھڑی یا برتن پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔(84)

سوال 33: اگر سونا خالص نہیں بلکہ اس میں کھوٹ ملا ہوا ہے تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: سونا اور کھوٹ میں جو زیادہ ہوگا اسی کا اعتبار ہوگا اگر سونا زیادہ ہے یعنی آدھے سے زیادہ

ہے تو وہ سب (سونا+کھوٹ) سونے کے حکم میں ہے۔اور کھوٹ غالب ہے یعنی آدھے سے زیادہ ہے تو وہ سب کھوٹ کے حکم میں ہے یعنی اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی الا یہ کہ وہ تجارت کے لئے ہو۔(85)

سوال 34: اگر سونا اور چاندی مکس ہے تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: اس صورت میں بھی غالب کا اعتبار ہوگا اگر سونا زیادہ ہے تو اس پوری چیز کو سونا تصور کیا جائے گا اور سونے کے اعتبار سے زکوٰۃ دی جائے گی۔اگر چاندی کی مقدار زیادہ ہے تو سب کو چاندی تصور کیا جائے گا اور چاندی کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔(86)

• قیمت

سوال 35: تیار زیورات کی قیمت متعین کرنے کا شریعت میں کیا طریقہ ہے؟

یہ بات معروف ہے زیورات بنوانے پر اجرت چھیجت اور دیگر لاگتیں ہوتی ہیں جو صرف فروخت کرنے پر حاصل ہوتی ہیں اگر بالفرض زیور کو گلایا جائے تو سونے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا لہذا زکوٰۃ کے حساب کے لئے زیور کی کونسی قیمت معتبر ہے صرف سونے کی قیمت شمار کی جائے گی یا قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا۔

نیز یہ کہ قیمت فروخت بھی دو قسم کی ہے ایک تھوک فروخت کی قیمت دوسری پرچون قیمت، زکوٰۃ کے حساب کے لئے ان دونوں میں سے کس قیمت کو اختیار کرنا ہوگا؟

مذکورہ بالا تفصیلات دکانداروں سے متعلق ہیں، نیز یہ کہ عام لوگوں کے زیورات کی قیمت کس طرح متعین کی جائے جو لوگ اپنا زیور زکوٰۃ کا حساب کروانے کے لئے لاتے ہیں تو عام طور پر دکاندار اس زیور کے وزن میں سے نگینہ ٹانکہ اور ملاوٹ کی کٹوتی کر کے خالص سونے کا اندازہ کرتا ہے جس طرح پرانا زیور خریدتے وقت صرف سونے کی قیمت لگائی جاتی ہے بالکل اسی طرح صرف سونے کی قیمت لگا کر زکوٰۃ کا حساب بتا دیتا ہے اس طرح سے

زکوۃ کا حساب کرنا از روئے شرع کیسا ہے اگر مذکورہ طریقہ غلط ہے تو صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: دکاندار کے لئے زیور کی زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے۔ اگر زیور میں سونا کم ہے لیکن نگینہ اور بنوائی وغیرہ کیوجہ سے قیمت زیادہ ہے اور وہ زیادہ قیمت پر فروخت ہوگا تو اس زائد قیمت پر زکوۃ واجب ہے کیونکہ یہ مال تجارت ہے اور یہ حکم دکاندار کے لئے ہے۔

اور عام شخص جس کے پاس زیور ہو وہ جب زیور فروخت کرتا ہے تو زیور میں سے نگینہ، مزدوری، ٹانکہ وغیرہ کاٹ کر صرف خالص سونے کی قیمت دی جاتی ہے اس کی قیمت صرف سونے کی لگتی ہے اس لئے اس کے لئے صرف سونے پر زکوۃ واجب ہے۔(87)

- **سونا + مختلف اشیاء**

سوال 36: سونے کے زیورات میں موتی نگینے بھی ہوتے ہے تو زکوۃ صرف سونے پر ہوگی یا موتی نگینے پر بھی؟

جواب: صرف سونے کی قیمت پر زکوۃ واجب ہے موتی نگینہ کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی اور زیور بنوانے کی اجرت بھی نہیں لگائی جائے گی۔(88)

البتہ تاجروں پر موتی، نگینہ کی قیمت پر بھی زکو واجب ہوگی۔

سوال 37: کپڑوں وغیرہ میں جو چاندی کے کام ہوتے ہیں تو کیا ان پر بھی زکوۃ واجب ہوئی؟

جواب: جی ہاں۔(89)

سوال 38: اگر مصنوعی اعضاء جیسے ناک، کان، دانت وغیرہ سونے چاندی کے بنے ہوئے ہوں تو کیا ان پر زکوۃ واجب ہوگی؟

جواب: اگر ان کو جسم میں اس طرح فٹ کیا گیا ہے کہ الگ کرنا ممکن نہیں تو وہ جسم ہی کے حکم میں ہیں، ان پر زکوۃ واجب نہیں، اور اگر جسم میں اس طرح لگایا گیا ہے کہ الگ کرنا چاہیں تو آسانی سے الگ کر کے دوبارہ لگایا جاسکتا ہے تو ان پر زکوۃ واجب ہوگی۔(90)

- **صرف چاندی**

سوال39: کسی کے پاس صرف چاندی ہو تو کتنی چاندی پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: تولہ کے اعتبار سے ساڑھے باون تولہ چاندی ہو۔

گرام کے اعتبار سے 612.35 یعنی چھ سو بارہ گرام اور پینتیس ملی گرام چاندی ہو۔(91)

سوال40: اگر چاندی خالص نہیں ہے بلکہ اس میں کھوٹ ملایا ہے تو اس میں کیا حکم ہے؟

جواب چاندی اور کھوٹ میں سے جو زیادہ ہوگا اسی کا اعتبار ہوگا اگر چاندی زیادہ ہے یعنی آدھے سے زیادہ ہے تو سب (چاندی + کھوٹ) چاندی کے حکم میں ہے اور اگر کھوٹ غالب ہے یعنی آدھے سے زیادہ ہے تو سب کھوٹ کے حکم میں ہے یعنی اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی الا یہ کہ وہ تجارت کے لیے ہو۔ (92)

- **صرف نقدی**

سوال41: کسی کے پاس صرف نقدی ہو تو کتنی نقدی پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔(93)

سوال42: کون سی نقدی پر زکوٰۃ واجب ہے کون سی پر نہیں؟

جواب: نقدی کسی بھی شکل میں ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہے خواہ اپنی کرنسی کی شکل میں ہو یا بیرونی کرنسی ریال، ڈالر وغیرہ یا بانڈز کی شکل میں ہو یا چیک وغیرہ کی شکل میں اپنے پاس موجود ہو یا بینک میں رکھی ہو، کسی کاروبار میں شراکت، یا مضاربت کے طور پر لگائی ہوئی ہو، کسی کے پاس امانت رکھی ہو یا ادھار دی ہوئی ہو جس کے ملنے کا غالب گمان ہو (مثلاً کسی نے کسی کو کوئی رقم ادھار دی ہو اور یہ یقین ہو کہ یہ رقم واپس مل جائے گی یا کسی نے تجارت کا سامان فروخت کیا اور اس کو اندازہ ہے کہ دو ماہ میں یا قسطوں کی شکل میں وہ رقم مل جائے گی تو وہ بھی مال زکوٰۃ میں شامل ہے)(94)

یا کمیٹی/BC میں لگی وہ رقم جو جمع کرائی جاچکی ہو (خواہ BC نکلی ہو یا نہ نکلی ہو مثلاً ایک لاکھ کی BC تھی اور پچاس ہزار جمع کرا دیے تھے اور ابھی تک BC نہیں نکلی تھی تو جمع شدہ پچاس ہزار پر زکوٰۃ ہوگی۔

اور اگر ایک لاکھ کی BC تھی اور تیس ہزار جمع کرائے تھے اور BC مل چکی تھی تو جمع شدہ تیس ہزار پر زکوٰۃ ہوگی اور بقیہ 70 ہزار جو قرضہ ہے وہ منہا ہوگا۔(95)

سوال 43: کس غرض کے لئے نقدی رکھی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ اور کس غرض کے لیے رکھنے پر واجب نہیں ہوتی؟

جواب: نقدی کسی بھی غرض کے لئے رکھی ہو (مثلاً: حج کے لئے، مکان/ دکان کی تعمیر کے لئے، بچوں کی شادی لئے) اگر اس دوران زکوٰۃ کا سال پورا ہو جائے گا تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔(96)

- **سونا + چاندی + نقدی + مال تجارت کا مجموعہ**

سوال 44: اگر کسی کے پاس کچھ سونا، کچھ چاندی، کچھ نقدی، کچھ تجارتی مال ہے یا ان میں سے بعض کا مجموعہ تو اس صورت میں زکوٰۃ کا نصاب کیا ہوگا؟

جواب: اس صورت میں سب کی قیمت دیکھی جائے گی مجموعہ کی قیمت اگر چاندی کے نصاب یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر یا اس سے زائد ہوئی تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔(97)

سوال45: چاندی کے نصاب کو کیوں معیار بنایا جاتا ہے سونے کے نصاب کو کیوں نہیں بنایا جاتا؟

جواب: اس کی دو وجوہات ہیں:

1۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ فقراء کے نفع کے لیے ہے اور اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے کہ چاندی کے نصاب سے حساب کرنے کی صورت میں فقراء کو زکوٰۃ زیادہ ملتی ہے اور سونے کے نصاب کے حساب سے کم ملتی ہے کیونکہ سونے کے نصاب کے حساب سے کم آدمیوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، اور زکوٰۃ کے معاملے میں فقراء کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے تا کہ معاشرے سے غربت ختم ہوجائے۔

2۔ دوسرا یہ کہ اس میں احتیاط بھی زیادہ ہے کہ جب کیش وغیرہ چاندی کے نصاب کے ساتھ پورا ہوتا ہو اور سونے کے ساتھ نصاب پورا نہیں ہوتا تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ جس نصاب کے ساتھ نصاب پورا ہوجائے اسی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔(98)

سوال46: کس قسم کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی؟

جواب: تجارتی مال، سونا، چاندی، نقدی، مویشی کے علاوہ کسی مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔(99)

- پس ہیرے جواہرات، ڈائمنڈز، یاقوت، مرجان، زبرجد، زمرد، موتی مونگا، نگ / الماس وغیرہ اگر تجارت کے لیے نہیں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔(100)
- لڑکیوں کو شادی میں دینے کے لئے جو سامان برتن، فرنیچر، واشنگ مشین، سلائی مشین، کپڑے، گھر کا ضروری سامان خرید کر رکھا جاتا ہے ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔(101)
- اسی طرح گھریلو استعمال کی چیزیں برتن، ڈنر سیٹ، بڑے بڑے دیگچے، ضرورت سے زائد کپڑے خواہ ان کے استعمال کی نوبت کم ہی آئے ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔(102)

دوسری شرط: مال خالص حرام کا نہ ہو

سوال 47: اگر کسی کے پاس حرام مال ہو تو کیا اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی؟

جواب: حرام مال کی کئی شکلیں ہیں ہر ایک کا الگ حکم ہے۔

- **خالص حرام:** اگر مال خالص حرام کا ہے جیسے غصب، رشوت، سود، جوئے، دوسرے کی اجازت کے بغیر لیا ہوا مال ہے تو اس پر زکوٰۃ لازم نہیں کیونکہ اس قسم کا مال انسان کی ملکیت میں نہیں آتا۔ اس کو اصل مالک یا اس کے ورثاء اگر معلوم ہوں تو ان کو لوٹانا ضروری ہے، اگر ورثاء معلوم نہ ہوں تو مسکینوں پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ (103)
- **حلال + حرام اور امتیاز ممکن ہو:** اگر مال خالص حرام کا نہیں بلکہ حرام کے ساتھ حلال بھی شامل ہے اور دونوں مالوں میں امتیاز ممکن ہو تو اس حرام مال کا حکم بھی یہی ہے کہ اس پر زکوٰۃ لازم نہیں اصل مالک معلوم ہو تو اس تک زکوٰۃ پہنچانا ضروری ہے ورنہ بلا نیت ثواب فقیروں پر صدقہ کرنا لازم ہے۔(104)
- **حلال+حرام اور امتیاز ممکن نہ ہو:** اگر مال خالص حرام کا نہیں بلکہ حرام کے ساتھ حلال بھی شامل ہے اور دونوں مالوں میں امتیاز ممکن نہیں تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حلال مال کے ساتھ حرام مال ملانے سے یہ حرام مال بھی اس کی ملک میں داخل ہو جائے گا۔ اگرچہ ملک خبیث ہی ہے لیکن چونکہ زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے ملک ہونا شرط ہے طیب اور پاک ہونا شرط نہیں۔ طیب اور پاک ہونا مقبولیت کی شرط ہے۔ لہٰذا ملک ہونے کی وجہ سے اس مخلوط مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور زکوٰۃ دینے کا فائدہ یہ ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے جو عذاب ہوتا ہے اس سے محفوظ رہے گا اور قبول نہ ہونے سے عذاب نہیں ہوتا البتہ ثواب سے محروم رہتا ہے اور عذاب نہ ہونا اور ثواب سے محروم رہنا دونوں ایک بات نہیں، البتہ حرام کمائی کا جو عذاب ہے وہ الگ ہے۔ چونکہ اس قول میں آسانی ہے اور فقیروں کا زیادہ فائدہ ہے اس وجہ

سے فقہاء نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔(105)

تیسری شرط: مال کی ملکیت بھی حاصل ہو

سوال48: کسی مال پر زکوۃ فرض ہونے کے لیے کیا یہ ضروری ہے کہ اس مال کی ملکیت بھی حاصل ہو؟

جواب: جی ہاں!(106)

سوال49: عورت کے زیور کی زکوۃ اس پر فرض ہے یا اس کے شوہر پر؟

جواب: اگر عورت اس زیور کی مالک ہے تو اس کی زکوۃ اسی پر واجب ہے شوہر پر واجب نہیں، البتہ اگر شوہر بیوی کی زکوۃ ادا کرنا چاہے تو اس کو بتلا کر ادا کر سکتا ہے۔(107)

- **مالک متعین نہیں**

سوال50: جس مال کا کوئی متعین مالک نہ ہو جیسے وقف کا مال تو کیا اس پر زکوۃ لازم ہوتی ہے؟

جواب: نہیں!(108)

- **ملکیت منتقل نہیں کی**

سوال51: اگر ماں باپ نے بالغ لڑکی کے لئے بقدر نصاب زیور خریدا لیکن لڑکی کو مالک بنا کر قبضہ نہیں دیا تو اس کی زکوۃ کس پر ہے؟

جواب: جو مالک ہوتا ہے زکوۃ اسی پر ہے اور اس صورت میں چونکہ لڑکی مالک نہیں (کیونکہ ملکیت کے لئے قبضہ ضروری ہے اور یہاں لڑکی کا قبضہ ہے نہیں) لہٰذا لڑکی پر زکوۃ لازم نہ ہوگی بلکہ ماں باپ میں سے جس کی ملکیت ہے زکوۃ بھی اسی کے ذمہ ہوگی۔(109)

سوال52: کسی نے اپنی زکوۃ علیحدہ کی لیکن مستحق کو مالک بنا کر نہیں دی اس دوران ایک سال گزر گیا تو کیا اس (زکوۃ کے لئے علیحدہ کی ہوئی) رقم کی بھی دوبارہ زکوۃ ادا کرنی

ہوگی یا یہ رقم زکوۃ سے مستثنیٰ ہوگی؟

جواب: جو رقم زکوۃ کے لیے علیحدہ کی لیکن کسی فقیر یا فقیر کے وکیل کو نہیں دی تو سال گزرنے کے بعد باوجود مملوک ہونے کے دوسری مملوک رقم کی طرح اس رقم پر زکوۃ واجب نہ ہوگی، لہٰذا اس رقم کو ہٹا کر بقیہ مملوک رقم کی زکوۃ دی جائے اور اس رقم کو گزشتہ کی زکوۃ شمار کر کے مستقل ادا کیا جائے گا۔(110)

سوال 53: بینک کے اکاؤنٹ میں رکھی گئی رقم اگر زبانی طور پر بیوی کو دے دی جائے اور اس کی زکوۃ بیوی کی طرف سے شوہر ادا کرتا رہے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب: محض زبانی کہہ دینے سے بیوی اس کی مالک نہیں ہوگی لہٰذا اس رقم کی زکوۃ شوہر پر لازم ہوگی البتہ اگر رقم بیوی کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دی جائے یا اس کے قبضے میں دے دی جائے تو اب بیوی اس کی مالک ہوگی اور اس رقم کی زکوۃ بیوی پر واجب ہوگی بشرطیکہ یہ رقم نصاب کے بقدر ہو۔ پھر اگر شوہر بیوی کی زکوۃ کی ادائیگی اس کی اجازت سے کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔(111)

- **ملکیت کا پتہ نہیں**

سوال 54: سسرال والے دلہن کو جو زیور دیتے ہیں اس کی زکوۃ کس پر لازم ہوگی؟

جواب: اس میں تفصیل ہے:

(1) اگر سسرال والوں (دلہا کے باپ وغیرہ) نے دلہن کو زیور دیتے وقت یہ کہہ دیا یا لکھ دیا یہ گفٹ یا ہدیہ کے طور پر ہے یا دلہن اس کی مالک ہے یا یہ مہر کا حصہ ہے تو اس کی زکوۃ دلہن کے ذمہ میں ہوگی اب چاہے خود ادا کرے یا اسکی طرف سے اس کی اجازت سے اس کا شوہر ادا کرے۔(112)

(2) اگر سسرال والوں نے زیور دیتے وقت تحریری یا زبانی طور پر کہہ دیا تھا کہ یہ

صرف استعمال کے لیے دیا جارہا ہے تو اس صورت میں ان زیورات کی دلہن مالک نہیں ہوگی لہٰذا اس پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی بلکہ سسرال والوں (دلہا کے باپ وغیرہ) پر لازم ہوگی۔(113)

(3) اگر سسرال والوں نے دلہن کو زیور دیتے وقت تحریری یا زبانی طور پر کچھ نہیں کہا تو اس صورت میں عرف کا اعتبار ہوگا۔

- اگر دلہا کی برادری کا عرف دلہن کو مالکانہ طور پر دینے کا ہے تو اس کی زکوٰۃ دلہن کے ذمہ ہوگی۔
- اگر استعمال کے طور پر دینے کا ہے تو سسرال والوں میں جو مالک ہے اسی کے ذمہ لازم ہوگی۔(114)

الغرض جس کی ملکیت ہوگی زکوٰۃ اسی پر لازم ہوگی، لہٰذا اگر مالک متعین نہیں ہے تو متعین کرلیا جائے تاکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو اور آخرت کا عذاب نہ ہو۔(115)

- **قبضہ ہے ملکیت نہیں**

سوال 55: اگر کسی کا کسی مال پر قبضہ ہے لیکن اس کی ملکیت نہیں جیسے قرضے میں لیا ہوا مال، مکان وغیرہ کرایہ پر دیتے ہوئے جو رقم ایڈوانس میں لی ہو یا امانت کا مال تو اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہوگی؟

جواب: جس کی ملکیت ہوگی اسی پر زکوٰۃ واجب ہوگی لہٰذا قرض اور ایڈوانس دینے والے اور امانت رکھوانے والے پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔(116)

- **قبضہ بھی ہے ملکیت بھی ہے:**

سوال 56: اگر کرایہ پر کوئی چیز لی اور چار پانچ سال کا کرایہ پیشگی دے دیا تو اس رقم کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

جواب: اب اس رقم کا مالک چونکہ کرایہ پر دینے والا ہوگیا۔لہٰذا وہی اس کی زکوٰۃ بھی

دے گا۔(117)

سوال 57: پگڑی کی رقم کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

جواب: موجودہ دور میں پگڑی کی رقم پگڑی دینے والے کو واپس نہیں کی جاتی، بلکہ پگڑی لینے والا اس کا مالک بن جاتا ہے۔لہٰذا پگڑی کی رقم کی زکوٰۃ پگڑی لینے والے پر ہوگی ،پگڑی دینے والے پر نہیں۔(118)

- **جس وقت سال پورا ہوا رقم ملکیت میں تھی سال پورا ہونے کے بعد ملکیت سے نکالی**

سوال 58: کسی چیز مثلاً مکان کا سودا کیا ایڈوانس رقم ادا کردی ابھی چیز پر قبضہ نہیں کیا تو اس ایڈوانس رقم کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے فروخت کنندہ پر یا خریدار پر؟

جواب: اگر خریدار نے اپنی زکوٰۃ کا سال مکمل ہونے سے پہلے ہی مکان کی قیمت ادا کردی تھی تو اس رقم کی زکوٰۃ خریدار پر لازم نہیں اور اگر زکوٰۃ کا سال مکمل ہونے کے بعد مکان کی رقم ادا کی تھی تو خریدار پر اس رقم کی بھی زکوٰۃ لازم ہے۔(119)

چوتھی شرط: مال کی ملکیت کے ساتھ اس پر تصرف کی قدرت بھی ہو

سوال 59: اگر کوئی مال ملکیت میں تو ہے مگر اس طرح قبضے میں نہیں کہ انسان اس پر تصرف کر سکے جیسے:

1۔ عورت کا مہر جو اس کے قبضے میں نہیں آیا۔

2۔ قیدی کا مال۔

3۔ جو مال گم ہو گیا۔

4۔ جو دریا میں گر گیا۔

5۔ کسی نے غصب کرلیا ہو اور مالک کے پاس غصب کا کوئی ثبوت نہ ہو۔

6۔ جنگل میں دفن کردیا ہو یہ یاد نہ رہا ہو کہ کہاں دفن کیا تھا۔ الغرض جس مال کے ملنے سے مایوسی ہوگئی یا ناامیدی غالب ہو تو کیا اس قسم کے مال پر زکوٰۃ فرض ہوگی؟

جواب: مذکورہ اموال پر زکوٰۃ واجب نہیں، نہ گمشدگی کے زمانے میں نہ مل جانے کے بعد گزشتہ سالوں کی۔(120)

سوال60: کسی نے کسی کے مال پر قبضہ کیا ہوا ہے اور مالک کے پاس اسکا ثبوت (گواہ) موجود ہے یا قابض اقرار کرتا ہے کہ تمہاری رقم میرے پاس ہے اور مالک کو یقین یا غالب گمان ہے کہ رقم واپس مل جائیگی تو کیا اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب: ہاں اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے جب یہ رقم وصول ہوجائے تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ لیکن اگر اس رقم (جس کا ثبوت یا اقرار موجود ہے) کے ملنے سے مایوسی ہوگئی تو اس رقم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔(121)

سوال61: قرض کے بدلہ میں اگر کوئی رقم وغیرہ گروی/رہن رکھوادی تو اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

جواب: رہن کی زکوٰۃ نہ رہن دینے والے پر ہے کہ اس کے تصرف میں نہیں نہ رہن رکھنے والے پر ہے کہ اس کی ملکیت نہیں، رہن واپس لینے کے بعد بھی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔(122)

پانچویں شرط: مال بقدر نصاب ہو

سوال62: زکوٰۃ اس مال پر فرض ہوتی ہے جو بقدر نصاب ہو تو یہ بتائیے کہ زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے؟

جواب: زکوۃ کا نصاب یہ ہے:(123)

نمبر شمار	جنس	مقدار
1	صرف سونا	ساڑھے 7 تولہ (84.479 گرام) ہو
2	صرف چاندی	ساڑھے 52 تولہ (612.35 گرام) ہو
3	صرف نقدی	ساڑھے 52 تولہ چاندی کے بقدر ہو
4	صرف مال تجارت	ساڑھے 52 تولہ چاندی کے بقدر ہو
5	ان چاروں/بعض کا مجموعہ	ساڑھے 52 تولہ چاندی کے بقدر ہو

سوال63: کیا نصاب کی تکمیل میں ہر شخص کی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہوگا یعنی یہ دیکھا جائے گا کہ اس کی ذاتی ملکیت میں جو مال ہے وہ نصاب کے بقدر ہے یا نہیں یا کسی اور کے مال کے ساتھ ملا کر نصاب کی تکمیل کی جائے گی؟

جواب: نصاب کی تکمیل میں ہر شخص کی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہوگا۔ کسی اور کے مال کا اعتبار نہ ہوگا پس (اگر کسی شخص مثلاً شوہر کی ذاتی ملکیت میں جو مال ہے وہ نصاب سے کم ہے لیکن کسی دوسرے (مثلاً بیوی) کے مال کے ساتھ ملانے سے وہ نصاب کے بقدر ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں زکوۃ فرض نہیں ہوگی نہ شوہر پر نہ بیوی پر۔(124)

سوال64: اگر کسی گھر میں مثلاً تین بھائی اکٹھے رہتے ہیں ہر ایک الگ الگ کماتا ہے، لیکن کھانا پینا سب کا مشترک ہے ہر ایک کی بیوی کی انفرادی ملکیت میں سونا یا چاندی ہے لیکن نصاب سے کم ہے (اور کوئی ایسا مال نہیں جس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے) البتہ سب بیویوں کے سونا/چاندی کو جمع کریں تو وہ نصاب کے بقدر ہو جاتا ہے تو کیا ان خواتین پر زکوۃ فرض ہوگی؟

جواب: زکوٰۃ کے نصاب کی تکمیل میں چونکہ ہر شخص کی انفرادی ملکیت کا اعتبار ہوتا ہے اور یہاں انفرادی طور پر کسی کی بیوی کے پاس بھی بقدر نصاب سونا چاندی نہیں ہے لہٰذا کسی پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔(125)

سوال65: مشترک کاروبار میں بعض لوگ کاروبار کی کل مالیت کی زکوٰۃ ادا کر دیتے ہیں ہر فرد کی ملکیت میں کتنا مال ہے زکوٰۃ کی ادائیگی میں اس تناسب کو نہیں دیکھا جاتا، کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے؟

جواب: زکوٰۃ میں ہر فرد کی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہوتا ہے اور ہر فرد پر مال کی ملکیت کے تناسب سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لہٰذا مجموعی کاروبار کی مالیت کے اعتبار سے زکوٰۃ نکالنا درست نہیں۔(126)

سوال66: زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے نصاب کے بقدر مال ہونا پورے سال ضروری ہے؟ (یعنی سال کے کسی بھی حصہ میں اگر نصاب سے کم ہوا تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی؟)

- یا سال کے اول آخر میں نصاب کے بقدر ہونا ضروری ہے (درمیان سال میں مال اگر نصاب سے کم بھی ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا زکوٰۃ فرض ہی رہے گی)؟
- اگر سال کے اول آخر میں مال بقدر نصاب تھا، درمیان سال میں سارا مال ہی ختم ہو گیا اب زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے:

سال کے اول و آخر میں مال کا بقدر نصاب ہونا اور درمیان سال میں مال کا بالکلیہ ختم نہ ہونا شرط ہے، درمیان سال میں نصاب سے کم ہونا، یہ شرط نہیں۔

- پس اگر پورے سال (شروع، درمیان، آخر) نصاب کے بقدر مال موجود رہا تو زکوٰۃ

فرض ہوگی۔

- سال کے اول و آخر میں بقدر نصاب تھا درمیان سال میں نصاب سے کم ہوگیا تو بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔
- سال کے اول و آخر میں بقدر نصاب تھا سال کے درمیان میں سارا مال ہی ختم ہوگیا (یا مال زکوٰۃ نہ رہا، مثلاً صرف تجارتی پلاٹ تھے اب استعمال کی نیت کرلی) تو کچھ بھی نہ بچا تو ظاہری بات ہے اب زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی البتہ اب اگر کبھی یہ شخص نصاب کے بقدر مال کا مالک بنا تو جس تاریخ سے بنا ہے اسی تاریخ سے مال کا حساب دوبارہ شروع ہوگا۔(127)

❑ قرض منہا کرنے کے بعد بقدر نصاب بچتا ہو

1۔ زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت کون سے قرضے منہا ہوں گے

سوال 67: زکوٰۃ کا حساب کرتے ہوئے کون سے قرضے منہا ہوں گے؟

جواب: یہ قرضے منہا ہوں گے:

(1) فرضیت سے پہلے کے قرضے: جو قرضے زکوٰۃ فرض ہونے (یعنی سال پورا ہونے) سے پہلے انسان کے ذمہ لازم ہوئے ہوں۔(128)

(2) ذاتی ضروریات کے قرضے: وہ معمولی قرضے جو انسان اپنی ذاتی یا ہنگامی ضروریات کے لیے لیتا ہے جیسے مکان کی تعمیر کے لیے، چھوٹی موٹی دکان کے لیے، شادی کے لیے لئے گئے قرضے۔(129)

(3) جن کا مطالبہ انسان کی طرف سے ہو: وہ واجبات جو انسان پر لازم ہوتے ہیں اور ان کا مطالبہ کرنے والے انسان ہی ہوتے ہیں۔

- جیسے (یوٹیلٹی بلز، ٹیلیفون، بجلی یا پانی کے بل)۔
- وہ ادائیگیاں جو پارٹیوں کو کرنی ہیں ایسے ہی قسطوں پر خریدی ہوئی چیزوں کی اور کمیٹی

(بی سی) کی واجب الاداء قسطیں۔

- ملازمین اور عملہ کی تنخواہیں، ٹیکس جن کی ادائیگی زکوٰۃ نکالنے کی سالانہ تاریخ تک واجب ہوچکی ہو اسی طرح بیوی کا مہر معجّل (یعنی جس کا بیوی کے مطالبہ پر فوری ادا کرنا ضروری ہے) یا وہ مہر مؤجّل (جس کا فوری ادا کرنا ضروری نہیں) جس کی ادائیگی کی فکر اور کوشش میں شوہر لگا ہوا ہے۔(130)
- گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو ادا نہیں کی وہ بھی قرضہ ہے اور زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت اس کو بھی منہا کیا جائے گا۔ (131)

(4) جن کے ملنے کا یقین نہ ہو: جن قرضوں کے وصول ہونے سے بالکل مایوسی ہوگئی ہو (مال ضمار وغیرہ) یا نا امیدی غالب ہو اور امید بہت تھوڑی ہو (مقروض اقرار کرتا ہو یا انکار اور قرض خواہ کے پاس ثبوت نہ ہو)

نوٹ: اس قسم کے قرضے اگر وصول ہو بھی جائیں تو بھی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔(132)

(5) دین ضعیف ہو: (الف) جو قرضے/دین دوسروں سے وصول کرنے ہوں اور وہ مالی لین دین کی وجہ سے ان کے ذمہ لازم نہ ہوئے ہوں (دین ضعیف)

- جیسے عورت کا مہر جو شوہر کے ذمے ہو
- خلع کی رقم جو بیوی کے ذمے ہو
- دیت کی رقم جو قاتل کے ذمے ہے
- مرحوم نے کسی کے لئے کچھ رقم کی وصیت کی ہو جو ورثا کے ذمے ہے
- ملازمین کی تنخواہیں جو مالکان کے ذمے ہوں(133)
- پراویڈنٹ فنڈ کی رقم (134)

(ب) جو قرضے/دین دوسروں سے وصول کرنے ہیں اور وہ ضرورت کی چیزیں (غیر اموال زکوٰۃ) فرخت کرنے کی وجہ سے ان کے ذمہ لازم ہوئے ہوں، نقدی، سونا، چاندی، مال تجارت (اموال زکوٰۃ) فروخت کرنے کی وجہ سے لازم نہ ہوئے ہوں (دین متوسط) (135)

اس قسم کے قرضہ/دین کی وصولی میں اگر کئی برس گزر جائیں تو ان گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی۔ لہٰذا زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت ان قرضوں کو منہا کرلیا جائے۔ (136)

نوٹ: اس قسم کا قرضہ جس وقت وصول ہوا

- **پہلے سے بقدر نصاب ہے:** اگر اس وقت آدمی کے پاس پہلے سے بقدر نصاب مال موجود تھا تو اس نصاب پر جب سال پورا ہوگا اس وقت تمام مال (نصاب + وصول شدہ قرض) کی زکوٰۃ دی جائے گی۔ (137)
- **بقدر نصاب بنتا ہے:** اگر آدمی کے پاس پہلے سے کچھ مال تھا لیکن بقدر نصاب نہیں تھا، وصول شدہ قرض/دین کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہوجاتا ہے تو اس وقت سے یہ آدمی صاحب نصاب شمار ہوگا اور اس کے بعد پورا سال ہونے پر زکوٰۃ دینا ہوگی۔ (138)
- **بقدر نصاب نہیں بنتا:** اگر پہلے سے کچھ مال نہ تھا یا اتنا کم تھا کہ وصول شدہ قرض/دین کے ساتھ مل کر بھی بقدر نصاب نہیں بنتا۔ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (139)

2۔ زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت کون سے قرضے منہا نہیں ہوں گے

سوال 68: زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت کون سے قرضے منہا نہیں ہوں گے؟

جواب: یہ قرضے منہا نہیں ہوں گے:

(1) **فرضیت کے بعد کے قرضے:** جو قرضے زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد (یعنی سال پورا ہونے کے بعد) انسان کے ذمے لازم ہوئے ہوں۔ (140)

(2) **پیداواری قرضے:** طویل المیعاد تجارتی یا پیداواری قرضے جو کاروبار وسیع کرنے

کے لیے فیکٹریوں اور کارخانوں کے مالکان بڑے بڑے سرمایادار لیتے ہیں اور اس رقم سے ناقابل زکوٰۃ اثاثے خریدتے ہیں ایسے قرضے بھی منہا نہیں ہوں گے (سوائے اس سال کی واجب الادا قسط کے کہ وہ منہا ہوگی) (141)

(3) جن کا مطالبہ اللہ کی طرف سے ہو: وہ واجبات جو انسان پر لازم ہوتے ہیں اور ان کا مطالبہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے کسی انسان کی طرف سے نہیں ہوتا جیسے کفارہ کی رقم ذمہ میں ہے، یا حج، قربانی، صدقۃ الفطر ادا نہیں کیا اور بندہ اللہ کا مقروض ہے یا کچھ رقم صدقہ کرنے کی نظر مانی تھی اور ابھی تک وہ رقم صدقہ نہیں کی (مثلاً کسی کمپنی کے شرکا نے یہ طے کیا ہوا ہے کے سال کے کل فیصد نفع کا 10 فیصد صدقہ کریں گے) اس قسم کے قرضے منہا نہیں ہوں گے۔ (142)

(4) جن کے ملنے کا یقین ہو: جن قرضوں کے (دین قوی) وصول ہونے کا یقین یا غالب امید ہو (مقروض انکار کرتا ہے یا اقرار کرتا ہے لیکن گواہ موجود ہوں) تو اس صورت میں جب مال ملے گا تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی۔ (143)

لہٰذا بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ کا حساب کرتے ہوئے اس قسم کے قرضوں کو منہا نہ کیا جائے بلکہ دوسرے زکوٰۃ کے مال کے ساتھ ان قرضوں کو بھی ملا لیا جائے اور ان سب کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

- اور یہ بھی جائز ہے کہ جب یہ قرضہ وصول ہو جائے اسی وقت ان کی زکوٰۃ ادا کردی جائے ، کئی سال گزر چکے ہوں تو گزشتہ سالوں کی بھی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔ (144)

(5) دین قوی: جو قرضہ دوسروں سے وصول کرنے ہوں اور وہ نقدی، سونا چاندی، مال تجارت (یعنی اموال زکوٰۃ) کی لین دین خرید و فروخت کی وجہ سے لوگوں کے ذمے لازم ہوتے ہوں اور بقدر نصاب ہوں۔ (یعنی دین قوی ہو) (145)

- تو اس قسم کے قرض/ دین کی وصولی میں اگر کئی سال گزر گئے پھر یہ وصول ہوا تب بھی

ان گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت اس قسم کے قرضوں کو منہانہ کیا جائے بلکہ دوسرے اموال زکوٰۃ کے ساتھ ان قرضوں کو بھی ملالیا جائے اوران سب کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔(146)

- اور یہ بھی جائز ہے کہ جب یہ قرضے وصول ہوجائیں اسی وقت ان کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔(147)

نوٹ: اس قسم کے قرضے جس وقت وصول ہوں تو

- **پہلے سے بقدر نصاب ہو:** اگر پہلے سے بقدر نصاب مال موجود تھا تو وصول شدہ قرض تھوڑا بہت جتنا بھی وصول ہوا وہ سابق نصاب کے ساتھ شامل ہوجائے گا اور اسی کے ساتھ اس وصول شدہ قرض کی بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔(148)

- **وصول شدہ قرض بقدر نصاب ہو:** اگر پہلے سے بقدر نصاب مال موجود نہیں تھا اب وصول شدہ قرض چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سب کی زکوٰۃ دینا ہوگی۔

- **وصول شدہ قرض بقدر نصاب نہ ہو:** اگر پہلے سے بقدر نصاب مال موجود نہیں ہے اور تھوڑا تھوڑا وصول ہورہا ہے تو اس قسم کے قرضے (یعنی دین قوی میں) سے جب اتنی مقدار وصول ہوجائے کہ پہلے سے موجود مال زکوٰۃ کے ساتھ مل کر چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ کے بیس فیصد (یعنی ساڑھے دس تولہ چاندی) ہوجائے تو اب زکوٰۃ فرض ہوگی اس سے کم میں فرض نہیں ہوگی (اور گزرے ہوئے زمانے کی زکوٰۃ مال کے اصلی سال سے شمار کرتے ہوئے ادا کرے) اور جب سے نصاب کامل ہوا ہے اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔(149)

چھٹی شرط: مال پر پورا ایک قمری سال گزر گیا ہو

سوال 69: کیا زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مال پر سال گزرنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں۔(150)

سوال 70: سال گزرنے کا کیا مطلب ہے؟ تفصیل بیان کریں۔

جواب:

(1) پہلی مرتبہ جب صاحب نصاب بنے اس وقت سے ایک سال گزرا ہو۔

(2) اصل نصاب پر سال گزرنا شرط ہے، ہر ہر مال (درمیان سال میں جو نفع ہوا ہے) پر سال گزرنا شرط نہیں۔

(3) سال قمری معتبر ہوگا شمسی نہیں۔(151)

(4) جو قمری تاریخ ایک بار طے ہوگئی اب ساری زندگی کے لیے وہی معتبر ہوگی الا یہ کہ کبھی مال بالکل ہی ختم ہو جائے۔

پہلی شرط کی تفصیل

سوال 71: "پہلی مرتبہ صاحب نصاب بنا ہو اس وقت سے ایک سال گزرا ہو" کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے بالغ ہونے کے بعد پہلی دفعہ جس تاریخ کو اس کے پاس نصاب کے برابر مال آجائے اس تاریخ کو وہ نوٹ کرلے پھر سال مکمل ہونے کے بعد جب دوبارہ وہی تاریخ آجائے اور اس وقت بھی نصاب مکمل ہو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی۔(152)

دوسری شرط کی تفصیل

سوال72: "اصل نصاب پر سال گزرنا شرط ہے ہر ہر مال پر نہیں" اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی ایک بار نصاب کا مالک بن جائے تو جب اس نصاب پر ایک سال گزرے گا تو سال کے دوران حاصل ہونے والے کل مال پر زکوۃ واجب ہوگی، ہر ہر رقم پر سال گزرنا شرط نہیں۔ مثلاً پہلی مرتبہ کوئی شخص صاحب نصاب بنا، فرض کیجئے اس کے پاس تین لاکھ روپے آگئے پھر 6 مہینے کے بعد 1 لاکھ مزید آگئے پھر 5 ماہ بعد ایک لاکھ مزید آگئے پھر سال مکمل ہونے سے دو دن پہلے دس لاکھ ہو گئے یہاں تک کہ زکوۃ کی سالانہ تاریخ تک مال 3 لاکھ سے 10 لاکھ تک پہنچ گیا تو اب زکوۃ صرف تین لاکھ پر لازم نہیں بلکہ 10 لاکھ پر ہوگی۔

- **درمیان سال میں اضافہ کی مثال:** اب دیکھیں اس مال میں سال صرف 3 لاکھ پر گزرا ہے، بقیہ سات لاکھ پر سال نہیں گزرا بلکہ بعض رقم پر 6 ماہ بعض پر 5 ماہ اور 5 لاکھ پر تو صرف دو دن گزرے ہیں لیکن زکوۃ پورے 10 لاکھ پر لازم ہو رہی ہے اس لیے کہ درمیان سال میں آنے والی رقموں کا الگ الگ سے سال شمار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ ہر ہر رقم کا الگ الگ سال شمار کیا جائے۔(153)

- **درمیان سال میں کمی کی مثال:** سال کے شروع میں 3 لاکھ روپے تھے، 6 ماہ بعد کچھ کمی ہوگئی، 5 ماہ بعد مزید کمی ہوگئی، حتی کہ سال کے درمیان ایک وقت ایسا آیا کہ نصاب سے بھی کم مال رہ گیا لیکن سال کے ختم پر دوبارہ تین لاکھ موجود ہیں تو اب زکوۃ تین لاکھ پر ہوگی درمیان کی کمی کو نہیں دیکھا جائے گا۔(154)

- **درمیان سال میں سارا مال ختم ہوگیا:** سال کے اول و آخر میں تین لاکھ تھے درمیان سال میں سارا مال ہی ختم ہوگیا تو اب سال کے ختم پر تین لاکھ پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

بلکہ سارا مال ختم ہونے کے بعد جس تاریخ کو وہ دوبارہ صاحب نصاب بنا ہے اس تاریخ سے جب پورا ایک سال مکمل ہوگا تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔(155)

تیسری شرط کی تفصیل

سوال73: "مال پر قمری سال گزرا ہو شمسی نہیں" اس کی تفصیل بیان کریں؟

جواب: اس کی تفصیل واضح ہے کہ پہلی دفعہ جس قمری تاریخ کو کوئی صاحب نصاب بنے اس تاریخ کو نوٹ کرے (چاہے وہ رمضان کی کوئی تاریخ ہو یا محرم کی یا پھر کسی اور مہینے کی) پھر جب سال گزرنے کے بعد دوبارہ وہی تاریخ آئیگی تو زکوٰۃ لازم ہوگی۔(156)

سوال74: عام طور پر closing جون یا دسمبر میں کی جاتی ہے اور اگر کمپنی بڑی ہو تو اس کے لئے دو دفعہ (ایک دفعہ اسلامی سال کے اختتام پر اور دوسری دفعہ انگریزی سال کے اختتام پر) closing کرنا مشکل ہوتا ہے اور غلطی کا بھی احتمال ہوتا ہے کیا کوئی صورت ہے کہ انگریزی سال سے ہی زکوٰۃ کا حساب کیا جائے؟

جواب: اگر واقعی قمری سال کے اعتبار سے حساب دشوار ہے تو شمسی سال کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کر دیں۔لیکن شمسی اور قمری سال کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے زائد عرصے کے منافع کا حساب کر کے اس کی زکوٰۃ بھی ادا کریں۔اور اگر کچھ مزید بھی دے دیں تو بہتر ہے۔ (157)

چوتھی شرط کی تفصیل

سوال75: ''جو قمری تاریخ ایک بار طے ہوگی ساری زندگی کے لیے وہی معتبر ہوگی الا یہ کہ کبھی بالکل ہی مال ختم ہو جائے'' اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد جس قمری تاریخ کو پہلی بار کوئی صاحب نصاب ہو تو ہمیشہ کے لیے اس کے لئے وہ تاریخ متعین ہو جاتی ہے ہر سال اسی

تاریخ میں زکوٰۃ کا حساب کرنا ہوگا۔(158)

● اس معاملے میں بہت بے توجہی پائی جاتی ہے لوگ اصل تاریخ یاد نہیں رکھتے پھر بغیر تاریخ کے تعین کے زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔

● البتہ اگر کسی کا مال زکوٰۃ بالکلیہ ختم ہو جائے تو اس کی سالانہ تاریخ بھی متاثر ہوگی اور اس کے بعد جب جس تاریخ کو وہ دوبارہ صاحب نصاب بن جائے تو آئندہ کے لیے وہی تاریخ اس کے لئے مقرر ہوگی۔(159)

سوال 76: اگر کسی کو اپنی زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ معلوم نہیں تو پھر وہ اپنی زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ کس طرح متعین کرے؟

جواب: اگر صاحب نصاب بننے کی قمری تاریخ یاد نہیں تو غور وفکر کے بعد جس تاریخ کا غالب گمان ہو جائے اس تاریخ کو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے متعین کرلیں۔

اور اگر کسی تاریخ کے بارے میں غالب گمان نہ ہو تو خود کوئی قمری تاریخ مقرر کرلیں اور پھر آئندہ ہر سال اسی تاریخ کو زکوٰۃ ادا کریں۔(160)

سوال 77: اگر کوئی شخص زکوٰۃ کی تاریخ میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے مثلاً اسکا سال یکم رجب کو مکمل ہوتا ہے اور وہ یکم رمضان کو زکوٰۃ کا حساب کرنا چاہتا ہے تو کیا ایسا کرسکتا ہے؟

جواب:

● اگر تاریخ تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ پہلے اصل تاریخ پر زکوٰۃ نکال دیں (مثلاً رجب میں زکوٰۃ نکال دی)

● پھر جو تاریخ متعین کرنا چاہے ہیں (مثلاً یکم رمضان) اس تاریخ تک جتنے ماہ بنتے ہوں اس کی بھی زکوٰۃ دے دیں (مثلاً ماہ رجب سے رمضان تک دو ماہ بنتے ہیں)۔ پھر جو تاریخ متعین کی ہے (مثلاً یکم رمضان) آئندہ ہر سال اسی تاریخ کو زکوٰۃ ادا کرتے رہیں۔(161)

زکوٰۃ کا حساب لگانے کا آسان طریقہ

■ ہر مسلمان مرد و عورت جس کے پاس نصاب ساڑھے باون تولے (613.35 گرام) چاندی یا اس کی مالیت کے برابر قابل زکوٰۃ اثاثے ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔

■ قابل زکوٰۃ اثاثے کل چار ہیں۔ ❶ سونا ❷ چاندی ❸ نقد مال ❹ مال تجارت۔ ان کی مختلف شکلیں ذیل میں آرہی ہیں۔

■ سب سے پہلے زکوٰۃ واجب ہونے کی قمری (چاند کی) تاریخ کا تعین کر لیں، زکوٰۃ واجب ہونے کی قمری تاریخ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔14ھ

اس تاریخ کو ملکیت میں موجود قابل زکوٰۃ اثاثوں کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق مالیت بالترتیب تحریر کیجیے۔

❶ سونا خواہ کسی بھی شکل میں ہو اور کسی بھی مقصد کے لیے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❷ چاندی خواہ کسی بھی شکل میں ہو اور کسی بھی مقصد کے لیے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❸ **نقد رقم**

(الف) ہاتھ میں، بینک بیلنس، کسی کے پاس امانت قرض دی ہوئی رقم جبکہ واپسی کا امکان ہو، کمیٹی میں جمع رقم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ) اور پرائز بانڈ، ہر قسم کے بچت سرٹیفکیٹس وغیرہ، سرمایہ کاری مضاربت یا شراکت داری میں لگی ہوئی رقم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ج) مستقبل کے کسی بھی مقصد مثلاً حج وغیرہ کے لیے جمع شدہ رقم، مکان یا چیز تیار ہونے سے پہلے بکنگ میں دی ہوئی رقم کسی بھی مقصد کے لیے ایڈوانس دی ہوئی رقم جس کا اصل یا بدل واپس ملے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(د) انشورنس پالیسی میں اپنی اصل جمع شدہ رقم، پراویڈنٹ فنڈ کی وہ رقم جو اپنے اختیار سے کسی محکمے میں منتقل کروادی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ز) ادھار دیا گیا نقد یا مال/ پارٹیوں پر بقایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

● فروخت کرنے کے لیے خرید اگیا سامان، جائیداد، حصص، خام مال

(الف) فروخت شدہ چیز کی قابل وصول رقم (Book Debts)--------------

----

(ب) سامانِ تجارت کے عوض حاصل شدہ چیز ----------------------

(ج) تیار مال کا اسٹاک (فیکٹری یا دکان میں)--------------------

(د) بیچنے کی نیت سے لی گئی زمین، دکان، مکان وغیرہ--------------

مجموعہ قابل زکوٰۃ مال-------------------

مالی ذمہ داریاں

● قرض (ادھار لی ہوئی رقم، ادھار خریدی ہوئی چیز کی قیمت، بیوی کا مہر جو باقی ہے، کمیٹی کی بقیہ قسطیں---

● ملازمین کی تنخواہ جس کی ادائیگی اس تاریخ تک لازم ہو چکی ہے--------------

● ٹیکس، کرایہ، یوٹیلیٹی بلز جن کی ادائیگی اس تاریخ تک لازم ہو چکی ہے-------------

● گزشتہ برسوں کی زکوٰۃ کی وہ رقم جو ادا نہیں کی گئی-------------------

مجموعہ مالی ذمہ داریاں --------------------

کل مملوکہ قابل زکوٰۃ مال کی رقم-------------- میں سے مجموعہ مالی ذمہ داریوں کی رقم کو منہا کر کے جو باقی بچے وہ قابل زکوٰۃ مال کی صافی رقم-------------- ہے۔ اب اس قابل زکوٰۃ مال کی رقم کو چالیس (40) پر تقسیم کیجئے، حاصل قسمت جتنی رقم-------------- ہو، وہ اصل واجب زکوٰۃ رقم ہے، اس رقم کو ہدایات برائے مصارف زکوٰۃ کے مطابق صرف فرما کر اپنی عظیم ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے ہوئے عنداللہ ماجور ہوں۔

مشق:2

(کس مال پر زکوۃ واجب ہے کس پر نہیں)

1. جس مال میں چھ باتیں ہوں گی اس پر زکوۃ واجب ہے ____________________

____

____

2. مال تجارت وہ ہے جس میں چار باتیں ہوں ____________________

____

____

	مال تجارت ہے	نہیں ہے
3. جو زمین وراثت میں ملی، اس میں تجارت کی نیت کرلی ___	☐	☐
4 . جو زمین ہدیہ میں ملی اور اس میں تجارت کی نیت کرلی ___	☐	☐
5. فلیٹ خریدنے کے بعد تجارت کی نیت کرلی ___	☐	☐
6. خریدتے وقت دونوں نیتیں تھیں، تجارت کی بھی استعمال کی بھی	☐	☐
7. فیکٹری کی وہ مشینیں جن سے مختلف چیزیں/مصنوعات تیار کی جاتی ہیں ___	☐	☐
8. وہ مشینیں جو فروخت کرنے کے لیے ہیں ___	☐	☐

	مال تجارت ہے	نہیں ہے
9. وہ آلات جو موٹر مکینک گاڑیاں صحیح کرنے کے لیے رکھتے ہیں	☐	☐
10. وہ آلات جو موٹر مکینک اس لیے رکھتے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر گاڑیوں میں فٹ کر دیے جائیں گے	☐	☐
11. کسی شخص نے تجارت کی نیت سے ایک پلاٹ خریدا پھر اس پلاٹ پر اپنا گھر بنانے کی نیت کر لی	☐	☐
12. تجارتی مال کا کسی اور مال سے تبادلہ کیا وہ تبادلہ کا مال	☐	☐

مشق 3:

	واجب ہے	واجب نہیں
1. کسی کے پاس مال تجارت ہے جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی سے کم ہے لیکن اس کے پاس کچھ نقدی یا سونا، چاندی بھی ہے اور ان سب کو ملا کر مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی بن جاتی ہے۔	☐	☐
2 . خراب مال جس کو ضائع کرنے یا رفاہی استعمال کی نیت ہو	☐	☐
3. خراب مال (ویسٹیج) جس کو بیچنے کی نیت ہو	☐	☐

	واجب ہے	واجب نہیں
4. ایسے کمپنیوں کے شیئرز جن کی نوعیت تجارتی نہیں ہے۔ بلکہ خدمات مہیا کرنا ہے، جیسے: بحری نقل وحمل کی کمپنیاں	☐	☐
5. جو سونا عورتوں کے استعمال کے لیے ہو اور فروخت کرنے کے لیے نہ ہو	☐	☐
6. سونے کی گھڑی، برتن	☐	☐
7. ایسے کپڑے جن میں چاندی کے کام ہوا ہو اس چاندی پر	☐	☐
8. ہیرے، جواہرات، ڈائمنڈ جو تجارت کے لیے نہ ہو	☐	☐
9. چاندی جس میں کھوٹ غالب ہو	☐	☐
10. جو رقم حج، دکان، مکان یا شادی کے لیے رکھی ہو اور سال گزر جائے اس پر	☐	☐
11. لڑکیوں کو شادی میں دینے کے لیے جو سامان، برتن، فرنیچر، واشنگ مشین، سلائی مشین، کپڑے، گھر کا ضروری سامان خرید کر رکھا جاتا ہے	☐	☐
12. خالص حرام کا مال جیسے رشوت، سود، جوئے، دوسرے کی اجازت کے بغیر لیا ہوا مال	☐	☐

	واجب ہے	واجب نہیں
13. اموال وقف پر ————	☐	☐
14. جو رقم زکوٰۃ کے لیے علیحدہ کی لیکن کسی فقیر یا فقیر کے وکیل کو نہیں دی اور سال گزر جائے اس پر ————	☐	☐
15. عورت کا مہر جو قبضے میں نہیں آیا ————	☐	☐
16. قیدی کا مال/ جو مال کسی نے غصب کر لیا اور مالک کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو ————	☐	☐
17. جو مال گم ہو گیا/ جو دریا میں گر گیا اس پر ————	☐	☐
18. جس مال کے ملنے سے مایوسی ہو گئی یا ناامیدی غالب ہو—	☐	☐
19. کسی نے کسی کے مال پر قبضہ کیا ہوا ہے اور مالک کے پاس گواہ موجود ہے یا قابض اقرار کرتا ہے ————	☐	☐

مشق 4: (کونسے قرضے منہا ہوں گے کون سے نہیں)

	منہا ہوں گے	نہیں
1. جو قرضے دوسروں سے وصول کرنے ہوں اور وہ ضرورت کی چیزیں فروخت کرنے کی وجہ سے لازم ہوئے ہوں (دین متوسط)	☐	☐
2. وہ معمولی قرضے جو انسان اپنے ذاتی یا ہنگامی ضرورت کے لیے لیتا ہے	☐	☐
3. جو قرضے زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد لازم ہوئے ہوں ـــــ	☐	☐
4. وہ ادائیگیاں جو پارٹیوں کو کرنی ہیں ـــــــــــ	☐	☐
5. جو قرضے دوسروں سے وصول کرنے ہوں اور وہ نقدی، سونا، چاندی یا مال تجارت کی لین دین کی وجہ سے لوگوں کے ذمے ہوں	☐	☐
6. جو قرضے زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے انسان کے ذمہ لازم ہوئے ہوں	☐	☐
7. جن قرضوں کے وصول ہونے کا یقین یا غالب امید ہو (دین قوی)	☐	☐
8. وہ واجبات جو انسان پر لازم ہوتے اور ان کا مطالبہ کرنے والے انسان ہی ہوتے ہیں، جیسے: یوٹیلیٹی، پانی اور بجلی کے بلز	☐	☐
9. طویل المیعاد تجارتی یا پیداواری قرضے ـــــــــ	☐	☐

	منہا ہوں گے	نہیں
10. جو قرضے دوسروں سے وصول کرنے ہوں اور وہ مالی لین دین کی وجہ سے لازم نہ ہوئے ہوں (دین ضعیف، جیسے: خلع/دیت کی رقم) ________	☐	☐
11. اور وہ واجبات جو انسان پر لازم ہوں اور ان کا مطالبہ اللہ کی طرف سے ہو، جیسے کفارہ کی رقم ________	☐	☐
12. ملازمین اور عملہ کی تنخواہیں ________	☐	☐
13. جن قرضوں کے وصول ہونے سے مایوسی ہوگئی ہو یا ناامیدی غالب ہو ________	☐	☐
14. جو قرضے زکوۃ فرض ہونے کے بعد لازم ہوئے ہوں ___	☐	☐

2.1 کس وقت زکوۃ کی ادائیگی جائز، کب بہتر، کب لازم اور کب واجب ہوتی ہے؟

2.2 زکوۃ میں کیا دے سکتے ہیں؟

❑ زکوۃ میں کتنا دے سکتے ہیں؟

2.1 کس وقت زکوٰۃ کی ادائیگی جائز کب بہتر اور کب لازم اور واجب ہوتی ہے؟

سوال 78: کس وقت زکوٰۃ کی ادائیگی جائز کب بہتر اور کب لازم اور واجب ہوتی ہے؟

جواب:

(الف) صاحب نصاب بننے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔(162)

(ب) صاحب نصاب بننے کے بعد مال پر سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے۔(163)

(ج) صاحب نصاب بننے کے بعد مال پر سال مکمل ہوتے ہی فوراً زکوٰۃ ادا کردینا بہتر ہے تاخیر نہیں کرنی چاہئے ممکن ہے کہ اچانک موت آجائے اور یہ فرض گردن پر رہ جائے۔(164)

(د) مال کا سال مکمل ہونے کے بعد آئندہ سال آنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اگر زکوٰۃ ادا نہیں کی یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گزر گیا تو گناہ گار ہوگا۔ (165)

2.2 زکوٰۃ میں کیا دے سکتے ہیں؟

سوال 79: زکوٰۃ میں کیا کیا دے سکتے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ میں

(1) نقدی: دے سکتے ہیں خواہ اپنی کرنسی ہو یا کسی دوسرے ملک کی کرنسی ریال، ڈالر وغیرہ کی شکل میں ہو یا چیک کی شکل میں ہو۔(166)

(2) نقدی سے خرید کر: نقد رقم سے کوئی چیز خرید کر دے سکتے ہیں مثلاً زکوٰۃ کی رقم سے مکان خرید کر یا مکان بنوا کر مستحق کو دے سکتے ہیں۔(167)

کتابیں خرید کر طلبہ کو دے سکتے ہیں۔(168)

کھانے پینے کی اشیاء خرید کر مستحق کو دے سکتے ہیں۔(169)

کوئی دینی رسالہ کسی مستحق کے لئے زکوٰۃ کی رقم سے جاری کروا سکتے ہیں۔(170)

(3) اشیاء/سامان: تجارت کا مال جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے بعینہ وہ مال زکوٰۃ میں دیا جا سکتا ہے، جس سونے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ سونا چاندی بقدر زکوٰۃ زکوٰۃ میں دیا جا سکتا ہے۔(171)

ذاتی استعمال کی اشیاء، زکوٰۃ میں دی جا سکتی ہیں، جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ ان کی بازاری قیمت فروخت لگا لی جائے، اور واجب شدہ زکوٰۃ میں سے اتنی ہی زکوٰۃ ادا سمجھی جائے۔(172)

البتہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ زکوٰۃ میں ردی اور ناکارہ چیز دیتے ہیں مثلاً بعض کتب خانہ والے زکوٰۃ میں ایسی کتابیں دیتے ہیں جو فروخت نہیں ہو پاتیں، اسی طرح کپڑے بیچنے والے پرانے تھان یا کپڑے کے جو چھوٹے چھوٹے پیس اور ٹکڑے ہوتے ہیں اس سے زکوٰۃ نکالتے ہیں، اسی طرح اناج بیچنے والے پرانا، نہ بکنے والا اناج زکوٰۃ میں دیتے ہیں۔

اس طرح جو تاجر ردی اور خراب چیزوں سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں یہ عادت اخلاص کے سراسر خلاف ہے، کل قیامت کے دن جب ثواب کم ملے گا پھر افسوس ہوگا لیکن تلافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔(173)

اور ان چیزون سے زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں حکم یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے یا تاجر نے ردی اور خراب چیزوں کی جو قیمت لگائی ہے اگر مارکیٹ میں اتنی قیمت پر وہ چیز فروخت ہوگی تو اس قیمت کے حساب سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر مارکیٹ میں اس قیمت پر

فروخت نہیں ہوگی تو اس قیمت کے حساب سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، بلکہ مارکیٹ کے قیمت کے اعتبار سے جو قیمت ہوگی اتنی مقدار کی زکوٰۃ ادا ہوگی باقی جو زائد قیمت لگائی ہے وہ ذمہ میں رہ جائے گی وہ ادا کرنا لازم ہوگی، اس لئے زکوٰۃ میں پرانی اور ردی چیزیں نہیں دینا چاہئیں۔(174)

□ زکوٰۃ میں کتنا دے سکتے ہیں؟

سوال80: مستحق کو کتنی زکوٰۃ دینی چاہئے، اور کتنی زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: مستحقین کی مختلف نوعیتیں ہوتی ہیں۔

(1) مستحق مقروض: اگر کوئی مستحق مقروض ہے تو اس کو یکمشت اتنی رقم دینا جس سے وہ اپنا قرضہ ادا کر لے یا اتنی زائد رقم دینا کہ قرضہ ادا کرنے کے بعد اس کے پاس نصاب سے کم بچے یہ بلا کراہت درست ہے اور اتنی زائد رقم دینا کہ وہ صاحب نصاب بن جائے تو یہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔(175)

(2) مستحق صاحب عیال: اگر کوئی مستحق اہل وعیال، بال بچوں والا ہے تو اس کو یکمشت اتنی رقم دینا کہ اس کے بال بچوں پر تقسیم کریں تو ان میں سے کوئی بھی صاحب نصاب نہ بنے یہ بلا کراہت درست ہے۔(176)

(3) مستحق حاجت مند: کسی مستحق کو بنیادی انسانی ضروریات (مکان/ مکان کا کرایہ/ نان نفقہ/لباس) کی وجہ سے یکمشت اتنی زکوٰۃ دینا کہ جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کرلے بلا کراہت درست ہے۔(177)

(4) صرف مستحق: کسی مستحق کو یکمشت اتنی رقم دینا کہ اس کے پاس موجود رقم سے مل کر وہ صاحب نصاب نہ بنے بلا کراہت درست ہے اور اتنی رقم دینا کہ اس کے پاس موجود رقم سے ملکر وہ صاحب نصاب بن جائے مکروہ ہے اور اتنی رقم دینا کہ جس سے مستحق اور اس کے اہل وعیال کی کم از کم ایک دن کی ضروت پوری ہوجائے مستحب ہے۔(178)

مشق:5

(کس وقت زکوٰۃ کی ادائیگی جائز، کب بہتر اور کب لازم اور واجب ہوتی ہے)

ادا ہوگئی | نہیں ہوئی

1. صاحب نصاب بننے سے پہلے زکوٰۃ ادا کردی ______ ☐ ☐

2. صاحب نصاب بننے کے بعد سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کردی ☐ ☐

3. صاحب نصاب بننے کے بعد مال پر سال مکمل ہوتے ہی زکوٰۃ ادکردی ☐ ☐

4. زکوٰۃ میں یہ سب کچھ دیا جاسکتا ہے ______________________

____

جائز بلا کراہت | مکروہ

5. مستحق مقروض کو اتنی رقم دینا جس سے وہ اپنا قرضہ ادا کرلے ______ ☐ ☐

6. مستحق اہل وعیال والے کو اتنی رقم دینا کہ اس کے بال بچوں پر

تقسیم کریں تو ان میں سے کوئی بھی صاحب نصاب نہ بنے ______ ☐ ☐

7. مستحق کو اتنی رقم دینا کہ اس کے پاس موجود رقم سے مل کروہ

صاحب نصاب بن جائے ______________ ☐ ☐

2.3 کن شرائط کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے؟

2.3 کن شرائط کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے

سوال 81: زکوٰۃ کی ادائیگی کے درست اور صحیح ہونے کے لئے وہ کیا شرائط ہیں جن کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی؟

جواب:

(1) مصرف: زکوٰۃ کے جو مصرف شریعت نے بتائے ہیں انہی کو دی جائے ان کے علاوہ نہ دی جائے۔

(2) تملیک: زکوٰۃ کی رقم / چیز مستحق کو مالک بنا کر دیجائے (خواہ کسی بھی غرض (شادی، علاج، تعلیم وتبلیغ) کے لئے دی جائے) تعمیرات میں جہاں کوئی مالک ہی نہیں بن سکتا ہو یا مالک بن سکتا ہو لیکن اس کو مالک بنائے بغیر صرف استعمال کے لیے دینا کافی نہیں۔(179)

(3) بلا عوض: زکوٰۃ کی رقم مستحق کو بلا عوض دی جائے مستحق سے کوئی عوض وصول نہ کیا جائے البتہ مستحق اگر کوئی ہدیہ دے یا زکوٰۃ میں لی ہوئی چیز فروخت کرے تو یہ صحیح ہے۔(180)

(4) نیت: زکوٰۃ کی نیت سے دی جائے ہاں زکوٰۃ کہہ کر دینا شرط نہیں۔(181)

(5) حساب: پوری پوری دی جائے صرف علیحدہ کر کے رکھ لینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔(182)

(6) یقین: زکوٰۃ کی ادائیگی کا یقین ہو شک نہ ہو، اگر کسی کو شک ہو کہ زکوٰۃ ادا کی یا نہیں؟ پوری ادا کی یا تھوڑی، تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔(☆)

پہلی شرط: زکوٰۃ مصرف میں دی جائے

سوال82: زکوٰۃ کے مصارف کیا ہیں، کن کو زکوٰۃ دیجا سکتی ہے؟

جواب: زکوٰۃ کے مصارف یہ ہیں

(1) فقراء ومساکین

(2) عاملین زکوٰۃ (زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر اہلکار)

(3) مقروض

(4) مسافر

(1) فقراء اور مساکین

سوال83: فقیر اور مسکین سے کیا مراد ہے؟

جواب: فقیر اور مسکین ملتے جلتے لفظ ہیں، بعض لوگوں نے دونوں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر ضرورت سے کم ہو اور بعض حضرت نے فرق اس کے برعکس بیان کیا ہے لیکن زکوٰۃ کے حکم میں دونوں برابر ہیں۔ اور حکم یہ ہے کہ جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے بقدر نقدی، مال تجارت یا اتنی قیمت کا بنیادی ضرورت سے زیادہ سامان موجود نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اگر چہ وہ فقیر تندرست ہو اور کمانے پر قادر ہو۔ (183)

سوال84: جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر ضرورت سے زائد سامان ہو اس کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی تو یہ بتائیں کہ ضرورت اور ضرورت سے زائد سامان سے کیا مراد ہے کونسی اشیاء ضرورت کی کہلائیں گی، کونسی ضرورت سے زائد۔

جواب: ضروت سے مراد انسانی زندگی کی وہ ضرورت ہے جسے اگر پورا نہ کیا جائے تو

اس کے ہلاکت میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو۔ایسی ضرورت کے لئے کام آنے والی اشیاء درج ذیل ہیں۔

(1) رہائشی مکان۔ (2) نان ونفقہ۔ (3) سردی اور گرمی سے بچاؤ کے لئے بدن کے کپڑے۔ (4) حفاظت کی غرض سے خریدا ہوا اسلحہ، بندوق رائفل وغیرہ۔

یہ چیزیں نہ ہوں تو واقعۃً انسان کے ہلاکت میں پڑ جانے کا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔

اور بعض ایسی چیزیں بھی ''ضروری سامان'' میں شامل ہوتی ہیں۔جن کا براہِ راست انسانی زندگی کو ہلاکت سے بچانے کے ساتھ تعلق تو نہیں ہوتا مگر ان کے نہ ہونے کی صورت میں ہلاکت کا کم ازکم امکان ضرور رہتا ہے کسی نہ کسی درجہ میں ان سے محروم شخص بھی ہلاک ہی تصور کیا جاتا ہے، جیسے

(1) قرض کا ہونا۔ چنانچہ مقروض کے پاس اگر چہ نصاب کی بقدر مال ودولت ہو مگر اسے بھی حاجتِ اصلیہ (ضرورت) میں مشغول تصور کیا جائے گا کیونکہ مقروض کو کبھی قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا اور جیل کی ہوا کھانا پڑتی ہے جو ایک طرح سے ہلاکت ہے۔اور یہ مال اسی ہلاکت سے دفاع کا سبب بن سکتا ہے لہذا یہ حاجتِ اصلیہ (ضرورت) میں شامل ہے۔

(2) آلاتِ صنعت وحرفت جسے آدمی اپنے روزگار کے لئے استعمال کرتا ہے۔

(3) گھر کا سامان جیسے برتن فرنیچر وغیرہ جو روز مرہ استعمال میں آتا ہے۔

(4) سواری جس کے ذریعے انسان روزگار رعلاج معالجہ اور بہت سی ضروریات میں فائدہ حاصل کرتا ہے۔

(5) دینی کتب، کیونکہ ان کے نہ ہونے کی صورت میں جہل باقی رہتا ہے جو علماء کے ہاں ایک طرح کی ہلاکت ہے،علم کے بغیر تو انسان محض چوپایہ ہے۔(184)

سوال 85: امیر باپ کے غریب بیٹے کو، امیر بیٹے کے غریب باپ کو اسی طرح امیر شوہر کی غریب بیوی کو یا امیر بیوی کے غریب شوہر کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: اصول یہ ہے کہ نابالغ بچہ / بچی باپ کے (نہ کہ ماں کے) مالدار ہونے کی وجہ سے مالدار سمجھے جائیں گے اس کے علاوہ اور کوئی کسی کے مالدار ہونے سے مالدار نہیں سمجھا جائے گا۔

لہٰذا امیر باپ کے نابالغ چھوٹے بچے / بچی کو زکوٰۃ دینا تو جائز نہ ہوگا خواہ باپ کی پرورش میں ہوں یا کسی اور کی۔ (185)

اس کے علاوہ تمام صورتوں میں جائز ہوگا یعنی امیر باپ کے غریب بالغ بچہ بچی کو اگر چہ وہ باپ کی پرورش میں ہو۔(186)

امیر بیٹے کے غریب باپ کو(187)

امیر ماں کی غریب اولاد (بالغ نابالغ سب) کو۔(188)

امیر شوہر کی غریب بیوی کو۔(189)

امیر بیوی کے غریب شوہر ان سب کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ (190)

(2) عاملینِ زکوٰۃ

سوال 86: عاملین زکوٰۃ کسے کہتے ہیں اور کون کون عاملین زکوٰۃ میں شامل ہیں کون نہیں؟

جواب: عاملین زکوٰۃ سے مراد وہ اہلکار ہیں جو حکومت اسلامیہ کیطرف سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے پر مامور ہوں، ان لوگوں کو بھی ان کے کام کے بقدر زکوٰۃ میں سے اجرت دینا جائز ہے اگر چہ یہ لوگ مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔(191)

البتہ مدارس کے سفراء (برادری کے وہ افراد جو صدقہ زکوٰۃ وصول کرتے ہیں) عاملینِ زکوٰۃ میں شامل نہیں۔(192)

(3) مقروض

سوال 87: کس مقروض کو زکوۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب: جو مقروض نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے بقدر نقدی / مال تجارت یا اتنی قیمت کا ضرورت سے زائد سامان) ہی کا مالک نہیں یا نصاب کا مالک ہو لیکن اگر وہ قرضہ میں دیدے تو بقدر نصاب مال نہ بچے ایسے مقروض کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (193)

(4) مسافر

سوال 88: کس مسافر کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: جس مسافر کے پاس سفر میں اتنے پیسے نہ رہے ہوں جن سے وہ اپنی سفر کی ضرورت پوری کر کے واپس وطن آسکے اگرچہ اپنے وطن میں اس کے پاس نصاب کے برابر مال موجود ہو۔ (194)

سوال 89: جو شخص صرف فقیر ہے اور جو مسافر فقیر ہے ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: جو شخص صرف فقیر ہو اس کے لئے حاجت سے زیادہ لینا بھی درست ہے بنسبت مسافر فقیر کے کہ اس کے لئے حاجت سے زیادہ لینا حلال نہیں۔ یعنی جس قدر اس کے ظن غالب میں آئے کہ وہ بقدر حاجت ہے اس قدر لے سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ (195)

سوال 90: اپنی زکوۃ، زکوۃ کے مصارف (فقیر، عاملین زکوۃ الخ) میں سے ہر ہر مصرف کو دینا ضروری ہے یا کسی ایک مصرف کو دینا بھی کافی ہے نیز ایک مصرف (مثلاً فقراء) کے کسی ایک فرد کو بھی دے سکتے ہیں یا کئی افراد میں تقسیم کرنا ضروری ہے؟

جواب: زکوۃ کے تمام مصارف میں سے ہر ہر مصرف کو دینا ضروری نہیں، تمام مصارف میں سے ہر ہر مصرف میں بھی دے سکتے ہیں اور صرف ایک مصرف میں بھی خرچ کر سکتے ہیں،

اور ایک مصرف میں ایک شخص کو بھی دے سکتے ہیں اور کئی افراد کو بھی۔ (196)

• کن لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی؟

سوال 91: کن لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی؟

جواب: ان لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

(1) غنی، مالدار کو (مالدار باپ کی نابالغ اولاد کو)

(2) غیر مسلم کو

(3) اپنے اصول (باپ، دادا، نانا، پرنانا، ماں، دادی، پردادی، نانی، پرنانی آخیر تک) کو خواہ وارث ہوں یا غیر وارث

(4) اپنے فروع کو (بیٹا، پوتا، نواسہ، پرنواسہ، بیٹی، پوتی، نواسی، پرنواسی آخیر تک)

(5) بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو

(6) بنی ہاشم کو

(7) ان لوگوں کو جن کے بارے میں یقین یا غالب گمان ہو کہ وہ زکوٰۃ کو ناجائز کاموں میں خرچ کریں گے یا صحیح مصرف میں خرچ نہیں کریں گے۔ (197)

سوال 92: مالدار کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے تو مالدار سے کیا مراد ہے؟

جواب: جس کے پاس کسی بھی قسم کا نصاب (سونا، چاندی، نقدی، مال تجارت، مویشی) موجود ہو۔ (198)

سوال 93: کس قسم کے کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟

جواب: کافر خواہ کسی بھی قسم کا ہو حربی ہو یا ذمی ہو شروع ہی سے کافر ہو یا اسلام سے مرتد ہوا ہو، ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (199)

البتہ نفلی صدقات میں یہ تفصیل ہے کہ نفلی صدقات حربی (جو دارالاسلام کے شہری حقوق نہ

رکھتا ہو) کو نہیں دے سکتے، ذمی (حربی مستامن بھی ذمی کے حکم میں ہے) کو دے سکتے ہیں۔ (200)

سوال94: اپنے اصول (باپ، دادا، نانا، پرنانا، ماں، دادی، پردادی، نانی، پرنانی آخیر تک) اور فروع (بیٹا، پوتا، نواسہ، پرنواسہ، بیٹی، پوتی، نواسی، پرنواسی آخیر تک) شوہر/ بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے ان کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کو کیا زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: اصول فروع، شوہر بیوی کے علاوہ تمام رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

- چنانچہ بہن بھائیوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں خواہ حقیقی ہوں سوتیلے ہوں یا رضائی ہوں۔
- بھانجے، بھانجی، بھتیجے، بھتیجیوں ان کی اولادوں، اولادوں کی اولاد آخیر تک سب کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں خواہ حقیقی ہوں یا سوتیلے ہوں یا رضائی ہوں۔
- چچا، چچی، ماموں، ممانی، خالہ پھوپھی، خالو، پھوپھا ان کی اولادیں اولادوں کی اولادیں آخیر تک سب کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔
- تمام سسرالی رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (201)

سوال95: بنو ہاشم سے کیا مراد ہے؟

جواب: بنو ہاشم سے مراد حضرت عباس، حارث بن عبد المطلب، حضرت عقیل، حضرت جعفر، حضرت علیؓ اور ان کی اولادیں ہیں۔

ان حضرات کی اولادوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، نہ غیر بنی ہاشم ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، نہ بنی ہاشم بنی ہاشم کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، نہ بنی ہاشم کے غلاموں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، بنی ہاشم کی اولادوں کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ (جیسے صدقہ فطر، عشر، نذر، کفارہ، کی رقم) بھی نہیں دیے جاسکتے۔ (202)

صدقات نافلہ اور دیگر فنڈز سے ان کی مدد کی جاسکتی ہے اور کرنی چاہیے۔ (203)

بنو ہاشم کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عامل (اہلکار) مقرر کر کے اجرت میں زکوٰۃ دینا بھی جائز نہیں۔(204)

سوال 96: سید حضرات (بنو ہاشم) جن کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی تو کسی تدبیر سے ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب: سید (بنو ہاشم) یا کوئی بھی ایسا شخص جو مستحق زکوٰۃ نہ ہو لیکن ضرورت مند ہو اور زکوٰۃ کے علاوہ اس کی مدد کسی اور ذریعہ سے نہ ہو سکتی ہو تو ایسی صورتحال میں زکوٰۃ کی تملیکِ شرعی کے بعد ان کی مدد کی جاسکتی ہے۔ زکوٰۃ کی تملیک کی بے غبار صورت یہ ہے کہ کسی مستحق زکوٰۃ شخص سے کہا جائے کہ تم اپنے لیے کہیں سے قرض لے کر اس ضرورت مند شخص کی مدد کر دو تمہارے قرض کی ادائیگی کا انتظام ہو جائے گا، پھر جب وہ مستحق شخص اپنے لیے کسی سے قرض لے کر اس ضرورت مند کی مدد کر دے اور اس کے بعد زکوٰۃ کی رقم اس مستحق کو دے دی جائے تاکہ وہ اپنا قرض اتار لے، تو اس طرح کرنے سے زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور ضرورت مند کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔(205)

• کسی مستحق سے تحقیق کرنا

سوال 97: کسی مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ دینے سے پہلے اس سے پوچھنا کہ تم مستحق زکوٰۃ ہو (یا فارم بھروانا) یہ ضروری ہے، یا اس کے مستحق ہونے کا یقین یا غالب گمان یا صرف گمان بھی کافی ہے؟

جواب:

(1) مستحق سے پوچھنا کہ تم مستحق زکوٰۃ ہو یا مستحق زکوٰۃ کا فارم بھروانا یہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ضروری اور لازم نہیں ہاں اگر کوئی ایسا کرے تو جائز ہے۔ (206)

(2) جس کے بارے میں یقین ہو یا غالب گمان ہو کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہے (یہ غالب گمان اس سے پوچھنے کے بعد ہوا ہو یا پہلے سے ہو) تو اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔(207)

(3) جو خود کہہ دے کہ میں مستحق نہیں، یا اس کے بارے میں یقین یا غالب گمان ہو کہ وہ مستحق زکوٰۃ نہیں، یا مستحق ہونے کا صرف گمان ہی گمان ہو غالب گمان نہ ہو، یا مستحق کے بارے میں سوچ و بچار، تحری و اجتہاد ہی نہ کیا ہو ایسے شخص کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی چاہے بعد میں اس کا غیر مستحق ہونا واضح ہو جائے یا کچھ پتہ نہ چلے، ہاں اگر دینے کے بعد یہ پتہ چلا کہ وہ مستحق تھا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔(208)

سوال 98: اگر کسی مستحق سے تحقیق کرنا ناگزیر ہو تو اس سے کیا کیا سوالات کیے جا سکتے ہیں؟

جواب: اس طرح سے سوالات کر سکتے ہیں۔

سوالنامہ برائے استحقاق زکوٰۃ

1۔ تعارف

نام:.................................ولدیت:..

پتہ:...

شناختی کارڈ نمبر:..

افراد خانہ مرد:..............عورت:..............بچے:..............بچیاں:..........................

2۔ ملکیت کی تفصیل

(1) ملکیت میں موجود سونا: تولہ.............. ماشہ.............. رتی..........................

(2) ملکیت میں موجود چاندی: تولہ.............. ماشہ.............. رتی..........................

(اگر بیوی کو سونا/چاندی بنا کر دیا ہے لیکن عاریۃً (عارضی استعمال کے لئے) دیا ہو، اسے مالک نہیں بنایا تو اس کو بھی درج کریں)

(3) نقد رقم (جس کرنسی میں بھی ہو، روپوں میں):.................................

(4) بینک میں موجود رقم:...

(5) ملکیت میں موجود بانڈز کی رقم:..

(6) کسی کے پاس امانت رکھی ہوئی رقم:...

(7) کمیٹی میں ادا کی ہوئی رقم (جب کہ کمیٹی وصول نہ کی ہو):.......................................

(8) انشورنس یا تکافل میں ادا کی گئی قسطیں:..

(9) ادھار دیے گئے نقد یا مال کی صورت میں پارٹیوں پر بقایا جات (جس کے واپس آنے کی امید ہو):...

(10) تجارت کی نیت سے لی گئی زمین، مکان یا دوکان کی موجودہ قیمت:.................

....

(11) کاروبار میں شراکت (قابل زکوۃ اثاثوں کی مالیت):...

....

(12) زمین یا مکان بیچنے کی نیت سے بک کروایا ہو (ادا کی ہوئی اقساط کی مالیت):...............

....

(13) دوکان یا فیکٹری میں تیار مال کی موجودہ قیمت: ....

(14) شیئرز:..

3۔ غیر نامی اشیاء کی تفصیل

ان اشیاء کی قیمت بھی لکھیں جو آپ کے زیرِ استعمال نہ ہوں اور اس میں بڑھوتری بھی نہ ہوتی ہو، جیسا کہ:

(1) ملکیت میں موجود زمین (زرعی/غیر آباد):..

(2) مکان یا دوکان (جو تجارت کے لئے اور زیر استعمال نہ ہو):...................................

(3) برتن وغیرہ:................... (4) دیگر اشیاء:...............................

4۔ ذمے پر لازم رقوم کی تفصیل

(1) ذمہ پر قرضہ:...

(2) کمیٹی کے بقایاجات (جب کہ کمیٹی مل چکی ہے):..

(3) یوٹیلیٹی بلز جس ذمہ پر لازم ہوں:...

(4) ملازمین کی تنخواہیں ودیگر واجب الادا پیمنٹس:...

میں مسمیٰ/مسمات:.............................ولد..

اقرار کرتا ہوں کہ اوپر فراہم کی گئی معلومات درست ہیں۔

دستخط:...

تصدیق نامہ

میں.......................................ولد......................................اس بات کی

تصدیق کرتا ہوں کہ اس فارم کے اندراجات میری معلومات کی حد تک بالکل درست ہیں اور ان میں کسی کذب بیانی یا حقیقت چھپانے سے کام نہیں لیا گیا ہے۔

دستخط:...

پتہ:..

شناختی کارڈ نمبر:...

کیفیت

• مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دی بعد میں غیر مستحق نکلا

سوال 99: جس شخص کے بارے میں اس کے کہنے کی وجہ سے یا از خود ہی یقین یا غالب گمان تھا کہ یہ شخص مستحق زکوٰۃ ہے، اس بناء پر اس کو زکوٰۃ دے دی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو مستحق زکوٰۃ نہیں تھا، وہ تو مالدار تھا یا سید تھا، وہ تو ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوٰۃ دینا صحیح نہیں (مثلاً اندھیری رات میں زکوٰۃ دی تھی) تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہوگئی، دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں، البتہ اگر دینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، دوبارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ (209)

• کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے؟

سوال 100: کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے؟

جواب:

(1) مستحق مقروض کو زکوٰۃ دینا غیر مقروض سے افضل ہے۔

(2) مستحق رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا غیر رشتہ دار سے افضل ہے۔

(3) قریبی رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا دور کے رشتہ دار سے افضل ہے۔

(4) زیادہ حاجت مند کو زکوٰۃ دینا کم حاجت مند سے افضل ہے۔

(5) نیک و پرہیزگار مستحق کو زکوٰۃ دینا گناہ گار مستحق سے افضل ہے۔

(6) ایسے مستحق شخص کو زکوٰۃ دینا جس سے مسلمانوں کو زیادہ نفع ہو دیگر سے افضل ہے۔

(7) عام حالات میں اپنے شہر والوں کو زکوٰۃ دینا دیگر شہر والوں سے افضل ہے۔

(8) جس مستحق میں کئی جہتیں (رشتہ دار/ مقروض وغیرہ) ہوں وہ افضل ہوگا بہ نسبت ایک جہت والے مستحق سے۔

(9) دارالاسلام والے کو زکوٰۃ دینا افضل ہے بہ نسبت دارالکفر والوں سے۔

(10) دینی مدارس کو زکوٰۃ دینا، رفاہی اداروں کی بہ نسبت افضل ہے۔ (210)

دوسری شرط: تملیک

سوال 101: زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت صحیح ہو گی جبکہ زکوٰۃ کی رقم / چیز مستحق کو مالک بنا کر دی جائے، اس شرط کی وضاحت کریں۔

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ صورت جس میں زکوٰۃ کی رقم کا مستحق کو مالک بنا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور مندرجہ ذیل صورتوں میں ادا نہیں ہو گی۔

(1) ایسی جگہ زکوٰۃ لگانا جہاں کوئی مالک ہی نہ بن سکتا ہو جیسے براہ راست مسجد، مدرسہ، سڑک، نہر، کنویں، ہسپتال، مسافر خانہ، یتیم خانہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کی رقم لگانا، زکوٰۃ کی رقم سے قبرستان کی زمین خریدنا۔ (211)

زکوٰۃ کی رقم میت کے غریب ولی کو دیے بغیر براہ راست تجہیز و تکفین میں خرچ کرنا، اس رقم سے میت کا قرضہ ادا کرنا۔ (212)

کسی مسجد میں قرآن کریم وقف کر دینا یا کسی مدرسہ کے لیے دینی کتابیں وقف کر دینا کسی مستحق کو مالک بنائے بغیر۔ (213)

(2) جہاں کوئی مالک تو بن سکتا ہو لیکن زکوٰۃ کی رقم یا چیز (نہ کہ چیز کی منفعت) کا اس کو مالک بنائے بغیر صرف استعمال کے لیے دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، جیسے زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق کو بطور قرض دینا یا زکوٰۃ کی رقم (مستحق مریض / اس کے گھر والوں کو مالک بنائے بغیر، مریض کی اجازت کے بغیر) سے مریض کا علاج کروانا۔ (214)

اسی طرح کسی زندہ مقروض شخص کا قرضہ اس کی اجازت کے بغیر ادا کرنے سے بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی، ہاں! مقروض کی اجازت سے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گی کیونکہ اس صورت

میں قرض خواہ مقروض کی طرف سے نائب سمجھا جائے گا اور قرض خواہ کا قبضہ گویا مقروض کا قبضہ ہوگا۔(215)

زکوٰۃ کی رقم سے مستحق کو کھانا کھلانا اور اس کھانے کا مستحق کو مالک نہ بنانا۔ (216)

مستحقین کی مدد کے لیے مل یا کارخانے لگانا ان کو اس کا مالک نہ بنانا۔ (217)

زکوٰۃ کی مد میں مستحق کو مکان کی رہائش دینا، اس سے کرایہ وصول نہ کرنا۔ (218)

تیسری شرط: زکوٰۃ کی رقم مستحق کو بلاعوض دینا

سوال102: زکوٰۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مستحق کو بلاعوض دی جائے، اس شرط کی تفصیل بتائیں۔

جواب: اس کا مطلب واضح ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مستحق کو کسی چیز کے عوض میں نہ دی جائے مثلاً مستحق سے کوئی چیز خریدی تھی، اس کی قیمت زکوٰۃ کی رقم سے ادا نہ کی جائے۔

اسی طرح مستحق ملازم ہو تو اسے کام کی اجرت/تنخواہ زکوٰۃ سے نہ دی جائے، اسی طرح زکوٰۃ کی رقم دینے کے بعد بھی مستحق سے کسی عوض کا مطالبہ نہ کیا جائے، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی، زکوٰۃ کی رقم بغیر کسی عوض کے ہونی چاہیے۔ (219)

ہاں! زکوٰۃ دینے کے بعد اگر مستحق اپنی خوشی سے کبھی کوئی ہدیہ دے تو اسے لے سکتے ہیں۔(220)

اگر کسی فقیر کو زکوٰۃ کی مد سے کھانے پینے کی چیزیں ملی ہیں اور فقیر کسی مالدار کو اپنے ساتھ کھانے کی اجازت دے تو مالدار کے لیے کھانا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر فقیر زکوٰۃ کی چیزیں خود لینے کے بعد مالدار آدمی کو مالک بنا کر دے دے تو جائز ہے کیونکہ پہلی صورت میں اباحت ہے، دوسری میں ہدیہ اور مالداروں کے لیے اباحت کے طور پر کھانا جائز نہیں، ہدیہ کے طور پر ملے تو کھانا جائز ہے۔ (221)

اسی طرح زکوٰۃ کی چیزیں مستحق کو مالک بنا کر دینے کے بعد اگر وہ فروخت کرنا چاہتا ہے تو

باہمی رضامندی سے تاجرانہ قیمت پر خریدنا جائز ہوگا اور تاجرانہ قیمت سے کم پر خریدنا مکروہ ہوگا اور نہ خریدنا بہتر ہے۔ (222)

چوتھی شرط: زکوٰۃ کی نیت سے دینا

سوال 103: زکوٰۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لیے کن صورتوں میں زکوٰۃ کی نیت کا ہونا ضروری ہے اور کن صورتوں میں نہیں؟

جواب: اگر کسی شخص نے سال پورا ہونے کے بعد سارا مال ہی صدقہ کر دیا اور زکوٰۃ کی نیت نہیں کی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اس صورت میں زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری نہیں۔ (223)

اسی طرح اگر کسی مستحق پر قرضہ تھا، وہ معاف کر دیا تو یہ معاف کرنا صحیح ہے، اتنے حصہ کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی خواہ اس معاف کرنے میں زکوٰۃ کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ (224)

سوال 104: زکوٰۃ کی ادائیگی صحیح ہونے کے لیے کس کی نیت ضروری ہے کس کی نہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص خود زکوٰۃ ادا نہیں کر رہا، وکیل کے ذریعہ مستحق کو دے رہا ہے تو اگر مالک نے وکیل کو دیتے وقت نیت کر لی تھی تو اب جس وقت وکیل مستحق کو دے تو بغیر وکیل کی نیت کے ہی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، یعنی زکوٰۃ میں مؤکل کی نیت کا اعتبار ہے وکیل کی نیت کا نہیں، پس جس وقت مؤکل وکیل کو مال دے رہا ہے اس وقت نیت کر لے یا جس وقت وکیل فقیر کو دے رہا ہے اس وقت نیت کر لے یا فقیر کو دینے کے بعد استعمال ہونے سے پہلے پہلے نیت کر لے، یہ سب جائز ہے۔ (225)

جس آدمی پر زکوٰۃ واجب نہیں، اگر اس کے گھر کے افراد نے اس کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ کی نیت سے کسی مستحق کو رقم دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اگر اجازت کے بعد دی تو ادا ہو جائے گی۔ (226)

سوال105: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کس وقت نیت کا ہونا ضروری ہے، کس وقت نہیں؟

جواب:

(1) جس وقت مال زکوٰۃ کو دیگر اموال سے علیحدہ کیا جا رہا ہو اس وقت زکوٰۃ کی نیت کر لینا کافی ہے، پھر اگر مستحق کو زکوٰۃ دیتے وقت کوئی نیت نہ ہو تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(2) مال زکوٰۃ کو دیگر اموال سے علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں تھی لیکن مستحق کو زکوٰۃ دیتے وقت نیت تھی یہ بھی صحیح ہے، زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (227)

(3) نہ مال زکوٰۃ کو دیگر اموال سے علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت تھی نہ مستحق کو زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کی لیکن مستحق کے مالِ زکوٰۃ استعمال کرنے سے پہلے نیت کر لی، یہ بھی صحیح ہے، زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(4) نہ مال زکوٰۃ دیگر اموال سے علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت تھی، نہ مستحق کو دیتے وقت نیت تھی نہ مستحق کو دینے کے بعد اس کے استعمال کرنے سے پہلے نیت کی بلکہ استعمال کے بعد نیت کی، اب یہ نیت درست نہیں، زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (228)

سوال106: زکوٰۃ کی جتنی رقم بنتی تھی اس سے زائد ادا کر دی تو کیا اس زائد رقم کو اگلے سال کی زکوٰۃ میں شمار کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر زائد رقم دیتے وقت آئندہ سال کی پیشگی زکوٰۃ دینے کی نیت تھی تو شمار کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

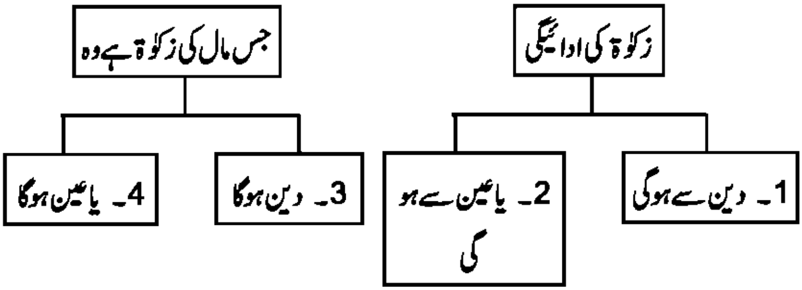
سوال107: اگر کسی سے زبردستی زکوٰۃ وصول کر لی گئی مثلاً بعض برادریوں میں یہ قانون ہوتا ہے کہ برادری کے تمام افراد اپنی اپنی زکوٰۃ دفتر میں جمع کرائیں ورنہ زبردستی وصول کی جائے گی یا ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: زبردستی زکوٰۃ وصول کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

حکومت اموال ظاہرۃ (مویشی، زرعی پیداوار) کی زکوٰۃ زبردستی وصول کرسکتی ہے، اموال باطنہ (سونا چاندی وغیرہ) کی نہیں۔ (229)

سوال 108: قرض میں دی ہوئی رقم کو زکوٰۃ میں شمار کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: جس مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی کی جارہی ہے اور جس مال کی زکوٰۃ دی جارہی ہے اس کی کل چار صورتیں ممکن ہیں۔



- **1 اور 3 (دین کی جو وصول نہ ہوگا + دین سے صحیح)**

دین کی زکوٰۃ دین سے ادا کرنا، اس سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ جیسے مقروض مستحق کو تمام قرضہ معاف کردینا۔ (230)

نوٹ: دین کی زکوٰۃ جو عنقریب وصول ہوجائے گا دین سے ادا کرنا جائز نہیں، جیسے مستحق کو بعض مال جو اس کے ذمہ دین تھا معاف کردیا اور اس میں باقی (مال جو اس سے بعد میں وصول کرنا ہے اس) کی زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کی تو یہ جائز نہیں کیونکہ باقی قبضہ کے بعد عین ہوگیا اور عین کی زکوٰۃ دین سے ادا کرنا صحیح نہیں۔ مثلاً حامد کے ڈیڑھ لاکھ روپے محمود کے ذمہ قرض ہیں، حامد نے اس کو پچاس ہزار معاف کردیے تو ان پچاس ہزار کی زکوٰۃ اس کے ذمہ معاف ہوگی لیکن اگر وہ یہ نیت کرے کہ ایک لاکھ جو باقی ہے ان کی زکوٰۃ بھی اسی پچاس سے ادا ہوجائے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ وہ ایک لاکھ جب قبضہ میں آئیں گے تو عین ہوجائیں گے اور

عین کی زکوٰۃ دین سے ادا کرنا درست نہیں۔ (231)

- **2اور4(عین کی + عین سے صحیح)**

عین کی زکوٰۃ عین سے ادا کرنا مثلاً نقدی یا سامان بقدر نصاب ہے، اس میں سے مقدار واجب نقد دے دی تو یہ درست ہے۔

- **2اور3(دین کی + عین سے صحیح)**

دین کی زکوٰۃ عین (موجود مال/نقد) سے ادا کرنا جیسے نصاب کے بقدر مال کسی کو قرضہ دیا ہوا تھا اور اس کی زکوٰۃ اپنے پاس موجود نقد رقم سے ادا کر دی، یہ جائز ہے۔

- **1اور4(عین کی + دین سے صحیح نہیں)**

عین کی زکوٰۃ دین سے دینا صحیح نہیں، مثلاً جو مال کسی کے ذمہ دین ہے اسے اپنے موجود مال کی زکوٰۃ بنانا مثلاً موجودہ مال کی جتنی زکوٰۃ بنتی ہے اتنی رقم کسی کو قرضہ دے رکھی تھی تو اس قرضہ کو زکوٰۃ شمار کرنا صحیح نہیں۔ (232)

سوال109: کسی شخص پر ہماری رقم واجب الادا ہے اور وہ رقم ملنے کی امید بھی نہیں ہے تو کیا اس مقروض کو بتا کر اس رقم کو زکوٰۃ میں شمار کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اس طرح سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی البتہ اگر الگ سے زکوٰۃ کی رقم اس کو دے دی جائے اور جب وہ اس کو لے لے تو اس سے کہا جائے کہ اب آپ کے پاس رقم آ گئی ہے اس لیے اب میرا قرض ادا کر دو، اس کے بعد وہ رقم واپس کر دے تو اس طرح کرنے سے آپ کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، بشرطیکہ وہ مستحق زکوٰۃ ہو۔

کیونکہ قرض کی رقم دیتے وقت زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت نہیں تھی اور قرض کی رقم زکوٰۃ کی نیت سے پہلے سے الگ بھی نہیں کی گئی حالانکہ زکوٰۃ ادا ہونے کے لیے ان دونوں شرطوں میں

سے کسی ایک شرط کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ (233)

سوال 110: جس شخص پر ہمارا قرضہ ہے، اس کو زکوٰۃ کی رقم دینے کے بعد مطالبہ کرنا کہ میرا قرضہ دو، اس پر اگر وہ قرضہ نہ دے تو کیا اس سے چھیننا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔ (234)

سوال 111: جس شخص پر ہمارا قرضہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم اس کو دے کر پھر اپنے قرضہ میں واپس لے لیں لیکن خدشہ ہے کہ یہ رقم بھی وہ اپنے پاس ہی رکھ لے، قرضہ میں ادا نہ کرے، اس صورت میں کیا تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے۔

جواب: اس کی یہ تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے، مقروض قرض خواہ کے خادم کو اپنی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے اور پھر قرضہ ادا کرنے کے لیے وکیل بنائے، پس جب وہ وکیل (خادم) زکوٰۃ پر قبضہ کرے گا تو اس کے مؤکل (یعنی فقیر مدیون) کی ملک ہو جائے گا اور وہ زکوٰۃ دینے والا اس مال کو اس مؤکل (فقیر مدیون) کی غیر موجودگی میں وکیل کے سپرد کرے تاکہ وہ مؤکل اس وکیل کو مال زکوٰۃ قبضہ کر لینے کے بعد قرضہ میں دینے سے پہلے اپنا قرض ادا کرنے کی وکالت سے نہ ہٹا دے۔ (235)

پانچویں شرط: زکوٰۃ حساب سے پوری پوری دینا

سوال 112: زکوٰۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کی یہ شرط ہے کہ "زکوٰۃ حساب سے پوری پوری دی جائے اس کی وضاحت کریں۔"

جواب: اس کا مطلب واضح ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی جب ہوگی جب زکوٰۃ مستحق کو دی جائے اور حساب کر کے پوری پوری دی جائے، پس اگر مستحق کو زکوٰۃ دینی ہی نہیں بلکہ صرف علیحدہ کر کے رکھ لی یا اس کو بھجوائی لیکن ابھی تک اسے پہنچی نہیں، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر زکوۃ کا حساب کیے بغیر صرف اندازہ سے زکوۃ دی اور اندازہ کم رہا تو بھی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(236)

اگر بذریعہ ڈاک، بذریعہ بینک، ایزی پیسہ، بذریعہ اومنی وغیرہ کے زکوۃ دی تو بجھوانے پر جتنی کٹوتی ہوئی اس کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اس کو زکوۃ میں شمار نہ کیا جائے۔ (237)

چھٹی شرط: زکوۃ کی ادائیگی کا یقین ہو، شک نہ ہو

سوال113: زکوۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ادائیگی کا یقین یا غالب گمان ہو، اس کی وضاحت کریں۔

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو شک ہو کہ میں نے زکوۃ ادا کی یا نہیں یا یہ شک ہو کہ پوری ادا کی یا تھوڑی، تو اس کو دوبارہ زکوۃ دینی چاہیے، اس کی زکوۃ ادا نہیں ہوئی۔(238)

2.4 زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کون سی چیزیں شرط نہیں؟

2.4 زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کون سی چیزیں شرط نہیں؟

سوال 114: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کون سی چیزیں شرط نہیں؟

جواب:

(1) **کسی کی اجازت شرط نہیں:** اپنے مال کی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کسی اور کی اجازت شرط نہیں، چنانچہ بیوی اپنی مرضی سے جس مستحق کو زکوٰۃ دینا چاہے زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ (239)

(2) **خود دینا شرط نہیں:** زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کسی کو وکیل بھی بنایا جاسکتا ہے۔ (240)

(3) **زکوٰۃ کے لیے علیحدہ کی ہوئی رقم ہی سے زکوٰۃ دینا شرط نہیں:** چنانچہ اگر گھر میں زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کر کے رکھی تھی اور باہر کوئی مستحق مل گیا تو اپنی جیب سے زکوٰۃ دے کر گھر آ کر زکوٰۃ کی رقم میں سے اتنی رقم لے لیں تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (241)

(4) **اکٹھی دینا شرط نہیں:** تھوڑی تھوڑی کر کے بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ (242)

(5) **تمام مصارف (فقیر، مسکین، مقروض الخ) کو دینا شرط نہیں:** ایک مصرف میں بھی دے سکتے ہیں، ایک مصرف کے ایک فرد کو بھی دے سکتے ہیں اور کئی افراد کو بھی۔ (243)

(6) **اپنے علاقہ کے مستحق کو دینا شرط نہیں:** دوسرے علاقہ کے مستحقین کو بھی دے سکتے ہیں۔ (244)

(7) **مستحق کو زکوٰۃ کہہ کر دینا شرط نہیں:** مستحق کو اس بات کا علم ہونا کہ یہ زکوٰۃ ہے، یہ ضروری نہیں، زکوٰۃ اس کے بغیر بھی ادا ہو جاتی ہے، چنانچہ ہدیہ، عطیہ، انعام، عیدی، قرض کے نام سے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے بشرطیکہ دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت ہو۔ (245)

مشق 6: (کن شرائط کے ساتھ زکوۃ ادا کرنے سے ادا ہوجاتی ہے)

1. ان چھ شرائط کے ساتھ زکوۃ ادا کرنے سے ادا ہوجاتی ہے ________

____

____

2. زکوۃ کے مصارف یہ ہیں ________

____

	ادا ہوئی	نہیں ہوئی
3. مالدار کو زکوۃ دی ________	☐	☐
4. بہن، بھائی، چچا، پھوپھی یا ماموں، خالہ کو زکوۃ دی ________	☐	☐
5. اپنے بیٹے یا پوتے کو زکوۃ دی ________	☐	☐
6. کافر یا مرتد کو زکوۃ دی ________	☐	☐
7. بیوی نے شوہر یا شوہر نے بیوی کو زکوۃ دی ________	☐	☐
8. مستحق سمجھ کر زکوۃ دی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سید یا مالدار ہے	☐	☐
9. مستحق سمجھ کر زکوۃ دی، دینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کافر ہے	☐	☐
10. زکوۃ کی رقم سے مسجد، مدرسہ، سڑک وغیرہ کی تعمیر کروائی	☐	☐
11. زکوۃ کی رقم مستحق کو بطور قرض دی ________	☐	☐

	ادا ہوئی	نہیں ہوئی
12. زکوٰۃ کی رقم سے مستحق سے کوئی چیز خریدی	☐	☐
13. زکوٰۃ فرض ہو جانے کے بعد سارا مال صدقہ کر دیا	☐	☐
14. زکوٰۃ کی رقم کو دیگر رقم سے علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں تھی، مستحق کو زکوٰۃ دیتے وقت نیت تھی	☐	☐
15. نہ علیحدہ کرتے وقت نیت تھی، نہ مستحق کو دیتے وقت بلکہ استعمال کے بعد نیت کی	☐	☐
16. کسی سے زبردستی زکوٰۃ وصول کی	☐	☐
17. قرض میں دی ہوئی رقم کو موجودہ رقم کی زکوٰۃ میں شمار کرنے سے	☐	☐
18. زکوٰۃ کی ادائیگی میں شک ہو	☐	☐

مشق 7: (زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہ چیزیں شرط نہیں)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہ سات چیزیں شرط نہیں ہیں ________________

____

____

2.5 زکوٰۃ کی ادائیگی میں کن آداب کی رعایت کرنی چاہیے؟

2.5 زکوٰۃ کی ادائیگی میں کن آداب کی رعایت کرنی چاہیے؟

(1) زکوٰۃ نکالتے وقت ان باتوں کا اہتمام ہو

سوال 115: زکوٰۃ ادا کرتے وقت کن باتوں کا اہتمام کرنا چاہیے؟

جواب: زکوٰۃ ادا کرتے وقت ان باتوں کا اہتمام کرنا چاہیے

1۔ جلد سے جلد ادا کریں:

- زکوٰۃ ایک فریضہ ہے، اسے جلد از جلد ادا کر دینا چاہیے۔
- زکوٰۃ اللہ کا حکم ہے، لہٰذا زکوٰۃ کو جلد از جلد ادا کرنا چاہیے تاکہ حکم کی تعمیل میں رغبت کا اظہار ہو، بے رغبتی کا اظہار نہ ہو۔
- بسا اوقات انسان نیکی کا ارادہ کرتا ہے لیکن کچھ رکاوٹیں ایسی پیدا ہو جاتی ہیں یا پیدا کر دی جاتی ہیں کہ اس کے دل میں جو نیکی کا خیال آیا تھا وہ کمزور پڑ جاتا ہے کیونکہ خیر کا ارادہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے اور مہمان کی اگر ناقدری کی جائے تو پھر وہ لوٹ کر نہیں آتا، نیز مومن کا دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے، اس کا کوئی بھروسہ نہیں، نہ جانے کب پلٹ جائے، پھر شیطان کی بھی کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح انسان خیر کے ارادہ سے باز آجائے، چنانچہ وہ فقر و فاقہ، افلاس و محتاجی سے ڈراتا ہے، طرح طرح کی ضرورتیں سامنے لا کر زکوٰۃ سے روکنا چاہتا ہے لہٰذا ارادوں کے بدل جانے، رکاوٹوں کے پیش آنے سے پہلے پہلے ہی زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیے۔(246)

2۔ عمدہ سے عمدہ مال سے زکوٰۃ دیں:

- زکوٰۃ میں اگرچہ درمیانہ درجہ کا مال واجب ہوتا ہے لیکن انسان کو چاہیے آخرت کا بیش بہا ثواب، اللہ کا خصوصی قرب حاصل کرنے کے لیے عمدہ سے عمدہ مال سے زکوٰۃ دے۔
- قرآن کریم میں آتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔ (سورۃ البقرۃ:267)

اے ایمان والو! جو کچھ تم نے کمایا ہو اور جو پیداوار ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہو اس کی اچھی چیزوں کا ایک حصہ (اللہ کے راستے میں) خرچ کیا کرو؛ اور یہ نیت نہ رکھو کہ بس ایسی خراب قسم کی چیزیں (اللہ کے نام پر) دیا کرو گے جو (اگر کوئی دوسرا تمہیں دے تو نفرت کے مارے) تم اسے آنکھیں میچے بغیر نہ لے سکو، اور یاد رکھو کہ اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ ہر قسم کی تعریف اسی کی طرف لوٹتی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

(سورۃ آل عمران:92)

تم نیکی کے مقام تک اس وقت تک ہر گز نہیں پہنچو گے جب تک ان چیزوں میں سے (اللہ کے لیے) خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں۔

- پھر بات یہ ہے کہ عمدہ مال سے زکوۃ نکالنے سے انسان کے اندر اعلیٰ اخلاق، بلند خیالات، پاکیزہ جذبات پیدا ہوتے ہیں جب کہ معمولی، گلی سڑی، بے کار قسم کی چیزیں دینے سے انسان کے اندر بخل، حرص، پست خیالی پیدا ہوتی ہے کیونکہ بے کار اور رڈی چیزیں دوسروں کو دینے والے کی غرض دوسروں کی مدد اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے زیادہ اپنے گھر/ادارہ کی صفائی ہوتی ہے۔

اس لیے اس طرح دینے والے کے دل میں صفائی کے بجائے گندگی پیدا ہوتی ہے، روایتوں میں آتا ہے کہ لوگ اصحاب صفہ کے لیے کھجوروں کے بدمزہ خوشے لاکر لٹکا دیتے تھے، جب وہ بھوک کی شدت سے بے تاب ہوجاتے تو مجبوراً ان میں سے دو چار کھجوریں توڑ کر کھالیتے، اس پر مذکورہ بالا آیتیں نازل ہوئیں۔(247)

3۔ جس مستحق کو دینا افضل ہے اس کو دیں:

امام غزالیؒ فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ زکوۃ ان لوگوں کو دی جائے جن میں یہ صفات ہوں۔

پہلی صفت: علماء، طلبہ ہوں۔

قرآن کریم میں ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ۔ (سورۃ البقرۃ:273)

(مالی امداد کے بطور خاص) مستحق وہ فقراء ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں اس طرح مقید کر رکھا ہے کہ وہ (معاش کی تلاش کے لیے) زمین میں چل پھر نہیں سکتے۔

دوسری صفت: باعمل، متقی، پرہیزگار ہوں۔

حدیث میں آتا ہے:

لَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ۔ (248)

تمہارا کھانا متقی کے علاوہ کوئی نہ کھائے۔

تیسری صفت: جو اپنی ضرورت کو چھپاتے ہوں۔

قرآن کریم میں ہے

یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ، تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۔ (سورۃ البقرۃ:273)

اس لیے ناواقف آدمی انہیں مال دار سمجھتا ہے، تم ان کے چہرے کی علامتوں سے ان (کی اندرونی حالت) کو پہچان سکتے ہو (مگر) وہ لوگوں سے لگ لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔ اور تم جو مال بھی خرچ کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

چوتھی صفت: وہ اہل وعیال والا ہو، کسی مرض میں گرفتار ہو یا کسی پریشانی میں مبتلا ہو۔

یہ بھی "لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا" والی آیت میں شامل ہیں۔

پانچویں صفت: وہ رشتہ دار ہو۔

- یہ چند اوصاف ہیں جو صدقہ لینے والوں میں مطلوب ہیں، پھر ہر صفت کے مختلف درجے ہیں، اس لیے مناسب یہ ہے کہ اعلیٰ ترین درجہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، اگر کسی شخص میں یہ تمام صفات بیک وقت مل گئیں اور زکوۃ دینے والا ایسے شخص کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہوگیا تو یہ بڑا ذخیرہ اور ایک عظیم نعمت ہوگی، ایسے شخص کو دہرا اجر ملے گا، اگر

تلاش وجستجو کی لیکن کامیابی نہ ہوئی، پھر بھی اجر ملے گا۔

نوٹ: مستحقین میں باہم ایک دوسرے پر جو فوقیت ہے اس کا دارومدار دو چیزوں پر ہے، ایک تو دینے والوں سے ان اشخاص کے قرب و بعد کی نسبت، دوسرے ان اشخاص کی حاجتوں اور ضرورتوں کی کمی وبیشی، قرابت داروں کو ترجیح کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خواہ ان کی ضرورت کتنی ہی کم اور معمولی ہو، ان کو ان لوگوں پر ترجیح ہے جن کی ضرورت اور حاجت مندی ان سے کہیں زیادہ ہے بلکہ مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ اگر دو ضرورت مند برابر کے حاجت مند ہوں اور ان میں سے ایک آپ کا عزیز یا دوست یا ہمسایہ ہو تو وہ آپ کی امداد کا زیادہ مستحق ہوگا، یعنی ضرورت اور حاجت کی مساوات کے بعد تعلقات کی کمی وبیشی ترجیح کا دوسرا سبب بنے گی نہ کہ پہلا سبب اور یہ انسان کی فطرت ہے کہ ایسی حالت میں وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو ترجیح دے۔

فقراء اور مساکین میں سے ان لوگوں پر جو بے حیائی کے ساتھ دربدر بھیک مانگتے پھرتے ہیں ان کو ترجیح دی گئی ہے جو فقر وفاقہ کی ہر قسم کی تکلیف گوارا کرتے ہیں لیکن اپنی عزت و آبرو اور خودداری کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے، یہ تعلیم خود قرآن پاک نے دی ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ نیز آنحضرت ﷺ نے بھی اس کی تاکید فرمائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ”مسکین وہ نہیں ہے جس کو ایک دو لقمے دربدر پھرایا کرتے ہیں“۔ صحابہؓ نے دریافت کیا پھر کون مسکین ہے، ارشاد ہوا ”وہ جس کو حاجت ہے لیکن اس کا پتہ نہیں چلتا اور وہ کسی سے مانگتا نہیں“۔ (249)

4۔ خوش دلی سے زکوۃ دیں:

جب زکوۃ کی رقم مستحق کو دیں تو خوش دلی اور طبیعت میں بشاشت اور جوش محبت ہو کہ اللہ کے دیے ہوئے مال کو اللہ کے حکم پر خرچ کر رہا ہوں، طبیعت میں بوجھ نہ ہو۔

- حدیث میں آتا ہے کہ تین باتیں جس میں ہوں گی اسے ایمان کا (حقیقی) مزہ نصیب ہو جائے گا۔

جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرے، اس طرح زکوۃ ادا کرے کہ ادا کرتے وقت اندر سے جی خوش ہو رہا ہو، زکوۃ کی ادائیگی میں اس کا نفس اس کی اعانت کر رہا ہو (زکوۃ میں اگر جانور دے رہا ہو تو) بڑی عمر والا بوڑھا جانور نہ دے، نہ خارشی جانور دے، نہ گھٹیا مال دے، لیکن درمیانی درجہ کا مال دے، اللہ تعالیٰ تم سے نہ بہترین مال کا مطالبہ کرتے ہیں، نہ ردی، بے کار مال کا حکم دیتے ہیں۔ (250)

5۔ جہاں سب کے سامنے علی الاعلان دینے میں فائدہ ہو وہاں علی الاعلان دے دے

- اصول یہ ہے کہ نوافل میں اخفاء افضل ہوتا ہے اور فرائض میں اظہار، جیسے نفل نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے لیکن فرض نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ افضل ہیں، اسی طرح نفلی صدقات میں اخفاء افضل ہے اور زکوۃ میں اظہار تاکہ دوسروں کو بھی اس حکم کی تعمیل کی ترغیب ہو جائے یا بعض اوقات خود سائل مجمع میں سوال کر بیٹھتا ہے تو اب اس کی ضرورت مجمع ہی میں پوری کی جائے، البتہ زکوۃ علی الاعلان دیتے ہوئے ریا کاری سے اور مسلمان کی عزت نفس مجروح کرنے سے بچنا بھی ضروری ہے۔ (251)

(2) زکوۃ نکالتے وقت ان باتوں سے بچیں:

سوال116: زکوۃ ادا کرتے وقت کن باتوں سے بچنا چاہیے؟

جواب: زکوۃ ادا کرتے وقت ان باتوں سے بچنا چاہیے

1۔ کسی قسم کا بدلہ طلب نہ کرے

- اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ زکوۃ خالصتاً لوجہ اللہ ادا کی جائے، کسی قسم کی دنیاوی غرض نہ ہو، قرآن کریم میں ہے:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا۔

(سورۃ الدھر:9)

(اوران سے کہتے ہیں کہ) ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ۔

- اسی حقیقت کو قرآن کریم نے ایک دل نشین تشبیہ سے واضح کیا ہے:

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ، فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ (سورۃ البقرۃ:265)

اور جو لوگ اپنے مال اللہ کی خوشنودی طلب کرنے کے لیے اور اپنے آپ میں پختگی پیدا کرنے کے لیے خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک باغ کسی ٹیلے پر واقع ہو، اس پر زور کی

بارش برسے تو وہ دگنا پھل لے کر آئے، اور اگر اس پر زور کی بارش نہ بھی برسے تو ہلکی پھوار بھی اس کے لیے کافی ہے، اور تم جو عمل بھی کرتے ہو، اللہ اسے خوب اچھی طرح دیکھتا ہے۔

2-3۔ احسان نہ جتلائے۔ تنگ نہ کرے

● جس کو زکوۃ دی ہے اس پر احسان نہ جتائے، طعنے دے کر ذلیل کر کے تنگ نہ کرے، اس سے سارا اجر وثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ (252)

قرآن کریم میں ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى، وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ۔

(سورۃ البقرۃ: 63-262)

جو لوگ اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کے پاس اپنا ثواب پائیں گے، نہ ان کو کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ کوئی غم پہنچے گا، بھلی بات کہہ دینا اور درگزر کرنا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد کوئی تکلیف پہنچائی جائے اور اللہ بڑا بے نیاز، بہت بردبار ہے۔

● اسی حقیقت کو قرآن کریم نے ایک دل نشین تشبیہ سے واضح کیا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى

كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا۔ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔

(سورۃ البقرۃ: 264)

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر اس شخص کی طرح ضائع مت کرو جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ چنانچہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چکنی چٹان پر مٹی جمی ہو، پھر اس پر زور کی بارش پڑے اور اس (مٹی کو بہا کر چٹان) کو (دوبارہ) چکنی بنا چھوڑے۔ ایسے لوگوں نے جو کمائی کی ہوتی ہے وہ ذرا بھی ان کے ہاتھ نہیں لگتی۔ اور اللہ (ایسے) کافروں کو ہدایت نہیں پہنچاتا۔

- **ریاکاری، من و اذی کی ایک اور قرآنی تشبیہ:**

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ، كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ۔ (سورۃ البقرۃ: 266)

کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا

ایک باغ ہو جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں (اور) اس کو اس باغ میں اور بھی ہر طرح کے پھل حاصل ہوں، اور بڑھاپے نے اسے آ پکڑا ہو، اور اس کے بچے ابھی کمزور ہوں، اتنے میں ایک آگ سے بھرا بگولا آ کر اس کو اپنی زد میں لے لے اور پورا باغ جل کر رہ جائے؟ اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو۔

● **"من واذیٰ" کی بنیاد:**

"من اور اذیٰ" کی بنیاد اس پر ہے کہ دینے والا خود کو محتاج کا محسن سمجھتا ہے، یہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی علامات بتائی جائیں جن سے یہ سمجھ میں آ جائے کہ دینے والے نے اپنے نفس کو محسن نہیں سمجھا، اس کی ایک واضح علامت یہ ہے کہ دولت مند شخص یہ تصور کرے کہ فقیر نے اس کا کچھ نقصان کر دیا ہے یا وہ اس کے دشمن سے جا ملا ہے، اب دل کو ٹٹولے اور یہ دیکھے کہ فقیر کو صدقہ دینے سے پہلے اگر اس طرح کی کوئی صورت پیش آتی اور طبیعت کو بری لگتی، اتنی ہی بری اب بھی ہے یا کچھ زیادہ، اگر زیادہ ہے تو یہ سمجھ لو کہ اس کے صدقہ میں "من" ضرور موجود ہے، اس لیے کہ اس نے صدقہ دینے کے بعد اس کی توقع کی ہے جو صدقہ دینے سے قبل نہیں کی تھی۔ (253)

3۔ کن صورتوں میں زکوٰۃ فرض ہوجانے کے بعد معاف ہوجاتی ہے؟

سوال 117: کن صورتوں میں زکوٰۃ فرض ہوجانے کے بعد معاف ہوجاتی ہے؟

جواب:

(1) ارتداد: جب کوئی زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ادا کرنے سے پہلے نعوذ باللہ مرتد ہوجائے۔(254)

(2) موت: جب کوئی زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ادا کرنے سے پہلے فوت ہوجائے۔

- اور اس نے نہ اپنے ترکہ میں سے زکوٰۃ نکالنے کی وصیت کی ہو اور نہ ہی ورثہ اس پر رضامند ہوں تو اس کے ترکہ میں سے زکوٰۃ نہیں نکالی جائے گی اور یہ شخص گناہ گار بھی ہوگا۔(255)
- اور اگر وصیت کی ہو تو اس کے ترکہ کے ایک تہائی سے زکوٰۃ نکالنا لازم ہوگا۔(256)

(3) تمام مال ضائع ہوجائے: جب زکوٰۃ واجب ہونے (سال گزرنے) کے بعد اسی طرح ادائیگی سے پہلے کل مال/بعض مال ضائع ہوجائے۔ (257)

- البتہ اگر سال پورا ہونے کے بعد ادائیگی سے پہلے اپنا مال خود ضائع کردیا یا سارا مال کسی کو ہدیہ کردیا تو اب زکوٰۃ معاف نہیں ہوگی۔(258)

سوال 118: جو مال واجب ہونے کے بعد ادا کرنے سے پہلے ضائع ہوگیا تھا جس کی وجہ سے زکوٰۃ معاف ہوگئی تھی اب وہ مال دوبارہ مل جائے تو کیا حکم ہوگا کیا گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ تو واجب نہیں ہوگی اور آئندہ سالوں کا یہ حکم ہے کہ

- گمشدہ مال کے ساتھ اگر اور کوئی نصاب بھی ہے تو اس نصاب پر جب سال مکمل ہوگا اس وقت دونوں (پہلے سے موجود+گمشدہ مال جب ملا ہے) کی زکوۃ ادا کریں۔
- اگر کوئی اور نصاب پہلے سے نہیں لیکن گمشدہ مال کے ساتھ مل کر نصاب مکمل آجاتا ہے تو اب اس تاریخ سے جب ایک سال مکمل ہوگا تو زکوۃ واجب ہوگی۔ (259)

(4) تمام مال صدقہ کردے: سارا مال بغیر زکوۃ کی نیت کے خیرات کر دیا جائے۔ تو ان صورتوں میں زکوۃ ساقط ہوجاتی ہے۔(260)

4۔ زکوۃ فرض نہیں، قربانی اور صدقہ فطر واجب

سوال 119: مال کی کتنی مقدار ہے جس پر زکوۃ تو فرض نہیں ہوتی لیکن قربانی اور صدقہ فطر واجب ہوتا ہے اور ایسے شخص کو زکوۃ دینا بھی جائز نہیں ہوتا؟

جواب: جس شخص کے پاس مال تجارت، سونا، چاندی، نقدی موجود نہیں ہے لیکن اس کے پاس ضرورت سے زائد اتنا سامان ہے جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر ہے تو ایسے شخص پر زکوۃ تو فرض نہیں لیکن قربانی اور صدقہ فطر واجب ہے، نیز ایسے شخص کو زکوۃ دینا بھی جائز نہیں، نہ ایسے شخص کے لیے زکوۃ لینا جائز ہے۔(261)

1. صدقہ فطر وزکوۃ کے نصاب میں فرق

نمبر شمار	صدقہ فطر	نمبر شمار	زکوۃ
1	صرف ساڑھے سات تولہ سونا	1	صرف ساڑھے سات تولہ سونا
2	صرف ساڑھے باون تولہ چاندی	2	صرف ساڑھے باون تولہ چاندی
3	ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر نقدی	3	ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر نقدی
4	ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر مال تجارت	4	ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر مال تجارت

5	ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر ضرورت سے زائد سامان	5	XXX
6	ان پانچوں کا مجموعہ بقدر ساڑھے باون تولہ چاندی	6	ان چاروں کا مجموعہ بقدر ساڑھے باون تولہ چاندی
7	ان میں سے بعض کا مجموعہ جب کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر ہو۔	7	ان میں سے بعض کا مجموعہ جب کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر ہو۔
8	صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے صدقہ فطر کے نصاب پر سال گزرنا فرض نہیں	8	زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے زکوٰۃ کے نصاب پر سال گزرنا شرط ہے
9	صدقۃ الفطر میں صدقہ کی مقدار تقریباً پونے دو سیر گندم متعین ہے یہ مقدار مال کے کم وبیش ہونے سے نہیں بدلتی بلکہ اگر زیر سرپرستی افراد کم وبیش ہوں تو یہ مقدار کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔	9	جبکہ زکوۃ کل مال کے ڈھائی فیصد (چالیسویں حصے) کے اعتبار سے فرض ہوتی ہے جسکی مقدار مجموعی مال کے کم وبیش ہونے سے کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔
10	صدقۃ الفطر کا تعلق اس شخص سے ہوتا ہے جس پر یہ واجب ہے لہذا صدقۃ الفطر واجب ہوجانے کے بعد اگر مال ہلاک ہوجائے تو اس کا وجوب ختم نہیں ہوتا۔	10	جبکہ زکوۃ کا تعلق مال سے ہوتا ہے لہذا زکوۃ فرض ہوجانے کے بعد اگر مال ہلاک ہوجائے (چوری ہوجائے ،جل جائے یا غرق ہوجائے) تو زکوۃ کی فرضیت ختم ہوجاتی ہے۔

2. صدقہ فطر اور زکوۃ میں حکم کے اعتبار سے فرق

1	صدقہ الفطر واجب ہے کیونکہ سنت سے ثابت ہے	1	زکوۃ فرض ہے کیونکہ قرآن مجید سے ثابت ہے

3. صدقہ فطر اور زکوۃ کس پر واجب کس پر نہیں اس اعتبار سے فرق

1	صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے عاقل اور بالغ ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ بچے اور مجنون پر بھی واجب ہوتا ہے	1	جبکہ زکوۃ فرض ہونے کے لیے عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے۔

4. صدقہ فطر اور زکوۃ کس کی طرف سے واجب ہے اور کس کی طرف سے نہیں

1	صدقۃ الفطر واجب ہو جائے تو خود اپنے اوپر بھی واجب ہوتا ہے اور ہر اس شخص کی طرف سے اس پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے جن پر اسے سرپرستی حاصل ہے اور ان کا خرچہ اس کے ذمہ ضروری ہوتا ہے۔ جیسے نابالغ اولاد	1	جبکہ اگر کوئی شخص صاحب نصاب ہو تو صرف اس کے اوپر زکوۃ فرض ہوتی ہے، کسی دوسرے کی طرف سے زکوۃ فرض نہیں ہوتی

5. صدقہ فطر اور زکوۃ کے مصرف میں فرق

1	صدقۃ الفطر غیر مسلم فقیر کو دینا جائز ہے	1	زکوۃ غیر مسلم فقیر کو دینا جائز نہیں

5۔ نہ زکوۃ فرض نہ قربانی اور صدقۂ فطر لیکن سوال ناجائز

سوال 120: مال کی کتنی مقدار ہے جس پر نہ زکوۃ فرض ہوتی ہے نہ قربانی اور صدقۂ فطر، اور ایسے شخص کو زکوۃ دینا بھی جائز اور اس کے لیے لینا بھی جائز البتہ زکوۃ مانگنا درست نہیں ہوتا؟

جواب: جس شخص کے پاس ایک دن/ رات کا کھانا موجود ہو، اس کیلئے زکوۃ مانگنا جائز نہیں البتہ ازخود کوئی دے دے تو لے سکتا ہے۔ (262)

6۔ کچھ بھی فرض نہیں، سوال بھی جائز

سوال 121: مال کی کتنی مقدار ہے جس پر نہ زکوۃ فرض ہوتی ہے نہ قربانی اور صدقۂ فطر اور ایسے مستحق کو زکوۃ دینا بھی جائز اور اس کے لیے مانگنا بھی جائز ہوتا ہے۔

جواب: جس شخص کے پاس ایک دن رات کا کھانا بھی موجود نہ ہو اور نہ ہی کمانے کی قدرت ہو، اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے۔ (263)

(6)مسائل صدقۃ الفطر

(6)مسائلِ صدقۃ الفطر

6.1 صدقہ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

سوال122: صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے؟

جواب: جو مسلمان اتنا مال دار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن اس کے پاس نصاب کے بقدر ضرورت سے زائد سامان ہے تو اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے چاہے وہ تجارت کا مال ہو یا تجارت کا نہ ہو اور چاہے سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو ۔

- کسی کے پاس رہنے کے لیے لاکھوں روپے کی مالیت کا بہت بڑا گھر ہے اور پہننے کے لیے قیمتی کپڑے ہیں مگر ان میں سونا چاندی نہیں لگا ہوا اور خدمت کے لیے دو چار خدمت گار ہیں، گھر میں لاکھوں کا ضروری سامان بھی ہے اور وہ سب کام میں آیا کرتا ہے یا کچھ سامان ضرورت سے زیادہ بھی ہے، زیور بھی ہے، لیکن وہ اتنا نہیں جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو صدقۂ فطر واجب نہیں۔ (264)
- کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دے دیا ہے تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی پر کہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور ایسے آدمی کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں البتہ اگر اسی پر اس کا گزارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جائے گا اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا اور زکوٰۃ کا پیسہ بھی لینا درست ہوگا۔ (265)

خلاصہ: یہ ہوا کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ (266)

- کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال و اسباب ہے لیکن وہ قرضدار بھی ہے تو قرضہ نفی کر کے دیکھیں کیا بچتا ہے۔ اگر اتنی قیمت کا سامان باقی رہے جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو صدقہ فطر واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔ (267)
- جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ فطر واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے۔(268)
- صدقہ فطر واجب ہونے کے بعد اگر آدمی کے پاس مال ضائع ہو جائے تو صدقہ فطر ساقط نہیں ہوتا اور ذمہ میں رہتا ہے۔ (269)

6.2 صدقہ فطر کس کی طرف سے نکالنا ہے؟

سوال 123: صدقہ فطر کس کی طرف سے نکالنا واجب ہے؟

جواب: مالدار آدمی کے لیے صدقہ فطر اپنی طرف سے بھی ادا کرنا واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی البتہ نابالغ اولاد اگر مالدار ہو تو ان کے مال سے ادا کریں اور اگر مالدار نہیں ہے تو اپنے مال سے ادا کریں، بالغ اولاد اگر مالدار ہے تو ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا باپ پر واجب نہیں ہاں اگر باپ از خود ادا کر دے گا تو صدقہ فطر ادا ہو جائے گا۔

جبکہ عورت پر صدقہ فطر صرف اپنی طرف سے واجب ہے، کسی اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں، نہ اولاد کی طرف سے، نہ ماں باپ کی طرف سے، نہ شوہر کی طرف سے، نہ کسی اور کی طرف سے بشرطیکہ صاحب نصاب ہو۔ (270)

6.3 صدقہ فطر کس وقت واجب ہوتا ہے؟

سوال 124: صدقہ فطر کس وقت واجب ہوتا ہے؟

جواب: عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو

اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مر گیا اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اس کے مال میں سے نہ دیا جائے گا۔ اسی طرح جو بچہ عید کے دن صبح ہونے کے بعد پیدا ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔

- عید الفطر کے روز عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دینا بہت زیادہ فضیلت کی بات ہے۔ عید کی نماز کے بعد بھی دیا جا سکتا ہے لیکن عید کے دن سے زیادہ تاخیر کرنا خلاف سنت اور مکروہ ہے پھر بھی ادا کر دینا ضروری ہے اور رمضان المبارک کا چاند نظر آنے کے بعد رمضان المبارک میں بھی صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہے۔ رمضان سے پہلے صدقہ فطر ادا نہ کرے۔ (271)

6.4 صدقہ فطر کی فی کس مقدار کتنی ہے؟

سوال 125: صدقہ فطر کی فی کس مقدار کتنی ہے؟

جواب: صدقہ فطر میں اگر گیہوں، یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو دیں تو احتیاطاً پونے دو کلو یا پورے دو کلو دے دیں یا اوسط درجے کے پونے دو کلو کی قیمت دے دیں اگر جو یا جو کا آٹا یا کھجور دیں تو اس کا دو گنا (تقریباً ساڑھے تین کلو) دینا چاہیے۔

اگر گیہوں اور جو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار تو اتنا دے کہ اس کی قیمت گیہوں یا جو کے مذکورہ نصاب کے برابر ہو جائے۔

- اگر گیہوں اور جو نہیں دیئے بلکہ گیہوں اور جو کی قیمت دے تو یہ سب سے بہتر ہے۔
- ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دے دونوں باتیں جائز ہیں۔
- اگر کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے تو یہ بھی درست ہے لیکن وہ اتنے

آدمیوں کا نہ ہو جو سب مل کر نصاب زکوٰۃ یا نصاب صدقہ فطر تک پہنچ جائے اس لیے کہ ایک شخص کو اتنا دینا مکروہ ہے۔ (272)

6.5 صدقہ فطر کے مستحق کون ہیں؟

سوال 126: صدقہ فطر کے مستحق کون لوگ ہیں؟

جواب: صدقہ فطر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے، یعنی جہاں جہاں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے انہیں جگہوں میں صدقہ فطر دینا بھی جائز ہے اور جہاں جہاں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے ان جگہوں میں صدقہ فطر دینا بھی جائز نہیں البتہ غریب غیر مسلم لوگوں کو صدقہ فطر دینا جائز ہے زکوٰۃ دینا جائز نہیں صدقہ فطر اور زکوٰۃ میں یہ فرق ہے۔ (273)

مشق 8: (مسائل صدقۂ فطر)

1. صدقۂ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟ ________________

____

2. صدقۂ فطر کس کی طرف سے نکالنا ہے؟ ________________

____

3. صدقۂ فطر کس وقت واجب ہوتا ہے؟ ________________

____

4. صدقۂ فطر کی فی کس مقدار کتنی ہے؟ ________________

____

5. صدقۂ فطر کے مستحق کون ہیں؟ ________________

حوالہ جات

حوالہ جات

کچھ سوالات فہم زکوٰۃ کورس کے بارے میں

(۱): (جامع بیان العلم، رقم: 2345)

(۲): (ترمذی، الزھد/فی التوکل علی اللہ، رقم: 2345)

(۳): (بخاری، العلم/من یرد اللہ بہ خیرا، رقم: 71)

(۴): (مسلم، الذکر والدعاء/فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، رقم: 2699)

(۵): (مشکوٰۃ، کتاب العلم/الفصل الأول، رقم: 249)

(۶): (حیات المسلمین، روح دوم، علم دین کی تحصیل وتعلیم)

(۷): (ترمذی، رقم: 2685)

(۸): (ابن ماجہ: ثواب معلم الناس الخیر رقم: 242)

(۹): (مشکوٰۃ، کتاب العلم/الفصل الأول، رقم: 230)

(۱۰): (أحیاء العلوم: کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الثانی: 129/2)

1. زکوٰۃ کی ترغیب

(1): (بخاری، الایمان/قول النبی ﷺ بنی الاسلام علی خمس وھو قول وفعل ویزید وینقص، رقم: 8، مسلم، الایمان، ارکان الاسلام ودعائمہ العظام، رقم: 21)

(2): (بخاری: الزکوٰۃ/وجوب الزکوٰۃ: 1395)

(3): (الدر المختار/الزکوٰۃ: 256/2، البحر الرائق/الزکوٰۃ: 201/2)

(4): (الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ: زکاۃ، فقرۃ: 6)

(5): (بخاری: الزکوٰۃ/وجوب الزکوٰۃ، رقم: 1400-1399)

(6): (الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ: زکوٰۃ، فقرۃ: 5)

(7): (بخاری: الزکوٰۃ/اذا تحولۃ الصدقۃ، رقم: 1496)

(8): (آپ کے مسائل اور ان کا حل: 333/3)

(9): (آپ کے مسائل اور ان کا حل: 334/3)

(10): (آپ کے مسائل اور ان کا حل: 35/3-334)

(11):(آپ کے مسائل اور ان کا حل:335/3)

(12): (الفقہ الاسلامی وادلتہ:الزکوٰۃ:731-32/2،معارف الحدیث:302/4)

(13):(معارف الحدیث:302/4)

(14): (الفقہ الاسلامی وادلتہ:الزکوٰۃ:731-32/2)

(15):(المعجم الکبیر:مسند عبداللہ بن مسعود الھزلی،رقم:10196)

(16):(المعجم الأوسط،رقم:1579)

(17):(مسلم:الزکوٰۃ/تحریم الزکوٰۃ علی رسول اللہ وعلی آلہ،رقم:2481)

(18):(ابوداؤد:الزکوٰۃ/فی حقوق المال،رقم:1664)

(19): (بخاری:الزکوٰۃ/صلاۃ الامام ودعائہ بصاحب الصدقۃ،رقم:1402)

(20):(مسلم:زکوٰۃ/الم مانع الزکوٰۃ،رقم:2290مشکوٰۃ مع مظاہر حق:زکوٰۃ،رقم:1773)

(21):(بخاری:زکوٰۃ/الم مانع الزکوٰۃ،رقم:1403)

(22):(مظاہر حق:زکوٰۃ:173/2ط:دار الاشاعت)

(23):(بخاری:الزکوٰۃ/زکوٰۃ البقر،رقم:1460)

(24):(سنن کبریٰ للبیھقی:الزکوٰۃ/الھدیۃ للوالی بسبب الولایۃ،رقم:7455)

2.زکوٰۃ کے مسائل

(25): (الھندیۃ:الزکوٰۃ:171-72/1ط:رشیدیہ،بدائع الصنائع:4/2ط:سعید،البحر الرائق: 202/2ط:سعید،شامیۃ:258/2ط:سعید،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،زکوٰۃ،فقرہ:11)

(26): (مسائل بہشتی زیور:زکوٰۃ :310/1،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ:جنون، فقرۃ:14، الشامیہ،الزکوٰۃ:258/2ط:سعید)

(27): (فتاوی محمودیہ:الطلاق/ وقوع الطلاق وعدم وقوعہ،300/12،الاحکام الشرعیۃ فی الأحوال الشخصیۃ:الطلاق/فی من یقع طلاقہ ومن لایقع،مادۃ220،520/2،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ:طلاق،فقرہ:17،فتاوی دار العلوم زکریا:سکران،مکرہ،مجنون کی طلاق کا بیان،214/4)

(28): (الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ:اغماء،فقرۃ:12،الھندیۃ:الزکوٰۃ: 172/1، ردالمحتار: الزکوٰۃ/فی احکام المعتوہ:259/2ط:سعید،البحر الرائق:203/2ط:سعید)

(29): (الھندیۃ:الزکوٰۃ:171-72/1ط:رشیدیہ،بدائع الصنائع:4/2ط:سعید، البحر الرائق: 202/2ط:سعید،شامیۃ:258/2ط:سعید،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،زکوٰۃ،فقرہ:11)

(30): (الھندیہ،الزکوٰۃ:172/1ط:ط:رشیدیہ،الشامیہ:690-94/5ط:سعید، مجمع الانھر:

الزکوٰۃ:191/1، البحر الرائق:الزکوٰۃ:172/1ط:سعید، درمع الرد:258/2 ط:سعید، بدائع الصنائع:4/2-6ط:سعید)

(31): (الدر مع الرد:690/5،عالمگیری:172/1،البحر الرائق:202/2،شامیۃ:الزکوٰۃ/ مطلب فی احکام المعتوہ:258/2،عالمگیریۃ172/1۔بدائع الصنائع:4/2،امدادالفتاوی:479/3، تاتارخانیہ:271/2ط:ادارۃالقرآن،فتح القدیر:212/2ط:رشیدیہ)

(32):(مشکوٰۃ:الغصب والعاریۃ،رقم:2945،تسہیل بہشتی زیور:234/2،تاتارخانیہ:271/2ط: ادارۃالقرآن،فتح القدیر:212/2ط:رشیدیہ)

(33):(الموسوعۃالفقہیۃالکویتیۃ:زکاۃ،فقرۃ:12، الھندیۃ:الزکوٰۃ:171-72/1،بدائع الصنائع: 4/2،البحر الرائق:202/2،شامیۃ:258/2)

(34):(الموسوعۃالفقہیۃالکویتیۃ:زکاۃ،فقرہ13،الھندیۃ:171-72/1،بدائع الصنائع:4/2)

(35): (البحر الرائق :الزکوٰۃ:202/2ط:سعید، شامیۃ:الزکوٰۃ:258-262/2 ط:سعید، الھندیۃ: 171-74/1ط:رشیدیۃ،بدائع الصنائع،الزکوٰۃ:4-11/2ط:سعید)

(36):(محمودیہ،الزکوٰۃ/وجوب الزکوٰۃ:360/9،الموسوعۃالفقہیۃالکویتیہ:الزکوٰۃ،فقرۃ:28)

(37):(الشامیہ،الزکوٰۃ:291/2)

(38):(فتح القدیر:الزکوٰۃ:112/2ط:رشیدیۃ،شامیۃ:الزکوٰۃ:259-263/2ط:سعید،الھندیۃ: 172-89/1ط:رشیدیۃ،بدائع الصنائع:الزکوٰۃ:9/2ط:سعید)

(39): (شامیۃ:الزکوٰۃ:259/2ط:سعید،الھندیۃ:173/1ط:رشیدیۃ، بدائع الصنائع:الزکوٰۃ: 9/2-10ط:سعید)

(40): (البحر الرائق:الزکوٰۃ:206/2ط:سعید،شامیۃ:الزکوٰۃ:263/2ط:سعید،الھندیۃ:173/1 ط:رشیدیۃ، بدائع الصنائع:الزکوٰۃ:6/2-8ط:سعید، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ: الزکوٰۃ،فقرۃ:33)

(41):(الدرمع الرد:الزکوٰۃ:95/2-67-259ط:سعید،الھندیۃ:175/1ط:رشیدیۃ،البحر الرائق: الزکوٰۃ:03/2-202ط:سعید،فتح القدیر:112/2ط:رشیدیۃ،تاتارخانیۃ: 217/2، الموسوعۃ الفقہیۃالکویتیہ:الزکوٰۃ،فقرۃ:29،بدائع الصنائع،الزکوٰۃ:14/2ط:سعید)

(42):(ابوداؤد:الزکوٰۃ/العروض اذاکانت للتجارۃ ھل فیھامن زکاۃ،رقم:1562)

(★): (دیکھیں حوالہ:47)

(43):(تسہیل بہشتی زیور:396)

(44):(بدائع الصنائع:الزکوٰۃ:15/2ط:سعید،الھندیۃ:الزکوٰۃ:175/1ط:رشیدیۃ،البحر الرائق: الزکوٰۃ: 229/2ط:سعید،شامیۃ:الزکوٰۃ:302/2ط:سعید،الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ: الزکوٰۃ،فقرۃ:86)

(45): پلاٹ کی اقسام اوران پر زکوۃ کا حکم: کس قسم کے پلاٹ پر زکوۃ ہے اور کس قسم پر نہیں؟ اس بارے حکم یہ ہے کہ پلاٹ کے مختلف اقسام ہیں، جن کے احکام بھی مختلف ہیں: 1)......کسی کے پاس ابتداء سے پلاٹ موجود ہے مثلاً وراثت میں ملا ہے یا کسی نے ہبہ کیا ہے تو اس پر زکوۃ نہیں ہے خواہ اسے آگے فروخت کرنے کا ارادہ ہو۔2)...... پلاٹ خریدا ہے اور خریدتے وقت نیت تجارت کی تھی یعنی یہ ارادہ تھا کہ جب مہنگا ہوگا تو فروخت کروں گا، یہ پلاٹ مال تجارت میں شامل ہے اور اس کی زکوۃ واجب ہے، زکوۃ بھی موجودہ مارکیٹ ریٹ کے حساب سے دینا ضروری ہوگی، قیمت خرید کا اعتبار نہ ہوگا مثلاً پلاٹ دو لاکھ میں خریدا ہے لیکن ادائیگی زکوۃ کے وقت اس کی قیمت تین لاکھ ہے تو زکوۃ تین لاکھ پر ہوگی نہ کہ دو لاکھ پر۔3)......اپنی ضرورت مثلاً رہائش، مارکیٹ، دوکان وغیرہ بنانے کی نیت سے پلاٹ خریدا ہو تو ایسی صورت میں اس پلاٹ پر زکوۃ واجب نہیں ہے، خواہ بعد میں اس کے فروخت کرنے کا ارادہ کرلیا ہو۔ 4)......خریدتے وقت نہ تجارت کی نیت تھی نہ رہائش کی نیت تھی، اس صورت میں بھی پلاٹ پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بٹگرامی:102)

(46): (شامیة:الزکوٰة:273/2ط:سعید،الھندیة:174/1ط:رشیدیة، البحر الرائق:الزکوٰة: 209/2ط:سعید،أحسن الفتاوی:305/4)

(47): (شامیة:الزکوٰة:272/2ط:سعید،الھندیة:173/1ط:رشیدیة، بدائع الصنائع: الزکوٰة: 12/2ط:سعید،کویتیة:الزکوٰة،فقرة:83)

- مرغیوں کی بیٹ پر زکوۃ: پولٹری فارمز میں مرغیاں کافی تعداد میں ہوتی ہیں اور ان کی بیٹ بھی زیادہ ہوتی ہے اور بیٹ کو فروخت کیا جاتا ہے لیکن اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مال تجارت نہیں ہے، مال تجارت وہ مال کہلاتا ہے جو فروخت کرنے کی نیت سے خریدا گیا ہو۔(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بٹگرامی:129)

(48): مکان کے اقسام اور ان پر زکوۃ: مذکورہ تفصیل کے مطابق مکان کی بھی مختلف اقسام ہیں:
1)......کسی کے پاس ابتداء سے مکان موجود ہے مثلاً وراثت میں ملا ہے یا کسی نے ہبہ کیا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں، اگرچہ اس کے فروخت کرنے کا ارادہ ہو۔ 2)......مکان خود بنایا مگر مقصد تجارت ہے، یعنی آئندہ کسی مناسب قیمت پر فروخت کردے گا جیسا کہ بعض سوسائٹیاں اور ادارے مکانات بنا کر فروخت کرتے ہیں، شرعاً ایسے گھر مال تجارت میں شامل ہیں اور ان کی موجودہ مارکیٹ ریٹ پر زکوۃ واجب ہے۔ 3)......اپنی ذاتی مارکیٹ کے لیے مکان بنایا ہے۔ 4)......کرایہ پر دینے کے لیے مکان بنایا ہے۔5)......بناتے وقت نیت میں تردد تھا، تجارت کی نیت پختہ نہ تھی، ان تینوں صورتوں میں اس مکان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

- احسن الفتاوی:306/4 میں ہے: سوال: جو زمین یا مکانات تجارت کے لیے خریدے گئے ہوں یا برائے فروخت تعمیر کیے گئے ہوں ان کے اصلی سرمایہ پر زکوۃ ہوگی یا نہیں؟ جواب: تجارت کی نیت سے خرید کردہ زمین اور مکانات اور برائے فروخت تعمیر کردہ مکانات کی موجودہ مالیت پر زکوۃ فرض ہے۔
- خیر الفتاوی:434/3 میں ہے: سوال: ایک شخص کے پاس اپنے رہائشی مکان کے علاوہ دیگر پلاٹ وغیرہ بھی ہیں جنہیں خریدتے وقت اس کی نیت یہ تھی کہ وہ یہ پلاٹ اپنے بھائیوں یا بچوں میں تقسیم کرے گا، زکوۃ ادا کرتے

وقت اس کو ان پلاٹوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی پڑے گی یا نہیں؟ جواب: مسئول پلاٹوں کی مالیت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر اسکی کچھ آمدنی ہو مثلاً کرایہ وغیرہ آتا ہو تو آمدنی میں صاحب نصاب پر سال پورا ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی الخ۔ (زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:103)

(49): (تاتار خانیہ:237/2، الھندیہ، الزکوٰۃ:179/1 ط: رشیدیہ، والواجبہ:238/2، البحر الرائق:228/2)

(50): (الفقہ الاسلامی وادلتہ:864/2 ط: دار الفکر، ردالمحتار: الزکوٰۃ:265/2 ط: سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ: 228/2-206 ط: سعید، بدائع الصنائع، الزکوٰۃ:13/2 ط: سعید، الھندیۃ: الزکوٰۃ:180/1 ط: رشیدیۃ، تاتار خانیہ، الزکوٰۃ ط: ادارۃ القرآن، خیر الفتاوی:436/3)

● **کتابوں کے بلاکوں اور پلیٹوں پر زکوٰۃ:** کسی نے قرآن مجید یا کسی کتاب کی طباعت کے لیے عکسی بلاک بنائے ہیں اور ایک بار طباعت کے بعد ان کو اس لیے محفوظ کر کے رکھ لیتا ہے تاکہ آئندہ ان کے ذریعہ طباعت کرائے گا، ان بلاکوں کو بطور آلات رکھتا ہے اور اس سے چھپنے والی کتب کی تجارت کرتا ہے تو ان بلاکوں اور پلیٹوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ ماخذہ: خیر الفتاویٰ:455/3

● **چھپائی کے کاغذ پر زکوٰۃ:** اس نیت سے چھپائی کا کاغذ خریدا کہ کتاب چھاپ کر تجارت کرے گا خود کاغذ فروخت کرنا مقصود نہ ہو تب بھی اس کاغذ کی موجودہ مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے، یہ کاغذ کتابوں کے حکم میں ہے، مشینوں کے حکم میں نہیں۔ ماخذہ: فتاویٰ محمودیہ جدید:417/9۔

(زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:128)

(51): (شامیۃ: الزکوٰۃ:274/2 ط: سعید، بدائع الصنائع، الزکوٰۃ:20/2 ط: سعید)

● **مرغی فارم کے انڈوں کی زکوٰۃ:** مرغی فارم میں مرغی سے دو طرح کے انڈے حاصل ہوتے ہیں: (1) ٹیبل ایگ (Table Egg) یعنی وہ انڈے جنہیں فروخت کرنا مقصود ہے۔ (2) (Hatching Egg) یعنی وہ انڈے جو افزائش نسل کی خاطر رکھے جاتے ہیں شرعاً پہلی قسم کے انڈوں پر بازاری قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہے اور دوسری قسم کے انڈوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(ماخذہ زکوٰۃ کے چند جدید مسائل:27-24، فتاویٰ رحیمیہ:242/8-241، احسن الفتاویٰ:310/4، فتاویٰ حقانیہ:520/3، زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:128)

(52): (شامیۃ: الزکوٰۃ:268/2 ط: سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:206/2 ط: سعید)

(★): (دیکھیں حوالہ:43)

(53): (شامیۃ: الزکوٰۃ:84/2-267 ط: سعید، الھندیۃ:174/1 ط: رشیدیۃ)

(54): (الھندیۃ: الزکوٰۃ:175/1 ط: رشیدیۃ، شامیۃ: الزکوٰۃ:302/2 ط: سعید، البحر الرائق: الزکوٰۃ: 229/2 ط: سعید، بدائع الصنائع، الزکوٰۃ:15/2 ط: سعید)

(55): (الھندیۃ: الزکوٰۃ:179/1 ط: رشیدیۃ، شامیۃ: الزکوٰۃ:298/2 ط: سعید، البحر الرائق: الزکوٰۃ:228/2 ط: سعید، تاتار خانیۃ:237/2، بدائع الصنائع، الزکوٰۃ:20/2 ط: سعید)

(56): (الهندية: الزكوة: 179/1 ط: رشيدية، الشامية: الزكوة: 303/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 230/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة: 19/2 ط: سعيد)

(57): (الهندية: الزكوة: 180/1 ط: رشيدية، الشامية: الزكوة: 286/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 221/2 ط: سعيد، تاتارخانية: الزكوة: 2/44-243)

● **زکوٰۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے خرید کا نہیں:** مال تجارت کی زکوٰۃ دیتے وقت اس کی قیمت فروخت کا اعتبار ہے قیمت خرید کا اعتبار نہیں ہے۔ مثلاً کسی نے دو سال پہلے تجارت کی نیت سے دو لاکھ کا پلاٹ خریدا تھا اور اب اس کی قیمت تین لاکھ ہے تو زکوٰۃ تین لاکھ میں ہوگی دو لاکھ میں نہیں یا مثلاً ایک دکاندار نے ایک لاکھ کا کپڑا خریدا ہے اور اب اس کی قیمت فروخت ایک لاکھ بیس ہزار ہے تو زکوٰۃ ایک لاکھ بیس ہزار روپے پر واجب ہے۔ ماخذہ: امداد الفتاویٰ: 42/2، احسن الفتاویٰ: 4/09-305، فتاویٰ مفتی محمود: 3/50-249، فتاویٰ حقانیہ: 522/3، فتاویٰ دار العلوم دیوبند: 141/6۔ مال تجارت کی زکوٰۃ میں موجودہ قیمت فروخت کا اعتبار ہے قیمت خرید کا نہیں، اس کی ایک وجہ مذکورہ مثال سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ دکاندار نے کسی مل سے ایک لاکھ میں چالیس تھان کپڑا خریدا تو یہاں دو چیزیں ہیں: 1)...... ایک لاکھ روپیہ جو مل والے نے وصول کر لیا، ظاہر ہے کہ اس کی زکوٰۃ وہ دے گا۔ 2)...... کپڑا جو دکاندار نے وصول کیا ہے، ظاہر ہے اس کی زکوٰۃ دکاندار نے دینی ہے، اب اگر کہا جائے کہ دکاندار قیمت خرید کے حساب سے ایک لاکھ کی زکوٰۃ دے تو یہ بات غیر معقول ہے۔ کیونکہ ایک لاکھ تو مل والا دے چکا ہے، دکاندار نے تو اس کپڑے کی زکوٰۃ دینی ہے، چالیس تھانوں میں زکوٰۃ ایک تھان ہے، اگر وہ ایک تھان زکوٰۃ دیتا ہے تو تھان کی قیمت اڑھائی ہزار نہ ہوگی بلکہ تین ہزار ہوگی، اسی طرح اگر وہ رقم کی صورت میں زکوٰۃ دینا چاہتا ہے تو سب تھانوں کی قیمت ایک لاکھ بیس ہزار لگائے گا اور اڑھائی ہزار کی بجائے تین ہزار روپیہ زکوٰۃ دے گا۔ 2)...... دوسری وجہ یہ ہے کہ تاجرانہ قیمت خرید میں بڑی تخفیف اور رعایت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شے کی اصل قیمت سو روپے ہے تو کمپنی یا اس کا ڈیلر تاجر کو ستر یا اسی روپیہ پر فروخت کرے گا اس میں جو فرق ہے اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، اس کی دوبارہ ادائیگی ضروری ہے۔ مثلاً ایک لاکھ کا سامان خریدا تھا اور موجودہ قیمت فروخت ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور اس نے ایک لاکھ کے حساب سے اڑھائی ہزار روپیہ زکوٰۃ دیدی تو بیس ہزار کی زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ اس لیے پانچ سو روپیہ مزید دینا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص قیمت خرید کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرتا رہا ہے اور اب قیمت فروخت اور قیمت خرید کے درمیان فرق معلوم نہیں ہے جیسا کہ بہت سے حضرات ایسا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اندازہ لگا کر اندازہ سے کچھ زیادہ زکوٰۃ دیدے۔

● موجودہ قیمت فروخت کا اعتبار کم ہونے میں بھی ہے یعنی اگر کوئی مال تجارت مہنگا خریدا تھا اور اب اس کی موجودہ قیمت کم ہوگئی ہے تو اس کم قیمت کے حساب سے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

● پھر قیمت فروخت دو قسم کی ہوتی ہے (1) پرچون قیمت (Rateil price) (2) تھوک قیمت (Hole sale Price) پرچون قیمت تھوک قیمت سے عموماً زیادہ ہوتی ہے، اب زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟ اس

کا جواب یہ ہے کہ دکاندار جس قیمت پر فروخت کرتا ہے اس کا اعتبار ہے، اگر تھوک (ہول سیل) کی دکان ہے تو تھوک کی قیمت لگائی جائے اور اگر پرچون کی دکان ہے تو پرچون کی قیمت لگائے۔ فتاویٰ حقانیہ:3/522 میں ہے؛ سوال: آج کل بازار میں عموماً دو قسم کے نرخ ہوتے ہیں (1) تھوک (2) پرچون، تھوک کے نرخ میں مال کی قیمت کم ہوتی ہے اور پرچون کے نرخ میں عموماً زیادہ ہوتی ہے، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ زکوۃ کس نرخ کے حساب سے ادا کی جائے گی۔ جواب: دکاندار جس نرخ پر بھی سامان فروخت کرتا ہے اسی نرخ کے حساب سے زکوۃ ادا کی جائے گی۔

بعض دکانیں پرچون کی ہوتی ہیں لیکن بعض اوقات تھوک پر بھی فروخت کرتے ہیں اور بعض تھوک کی ہوتی ہیں لیکن کبھی پرچون پر بھی فروخت کرتے ہیں، ایسی صورت میں اکثر واشہر کا اعتبار ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ:2/42)

یعنی اگر اکثر تھوک پر فروخت ہوئی ہو تو تھوک کے حساب سے زکوۃ دی جاسکتی ہے اور اگر اکثر فروخت پرچون پر ہو تو پرچون کے حساب سے دی جائے گی۔

اور اگر پرچون اور تھوک دونوں کی فروخت برابر ہو تو ایسی صورت میں زکوۃ کم بنتی ہے اور پرچون کی صورت میں زیادہ بنتی ہے اور شریعت نے ایسی صورت میں مستحق کی رعایت کی ہے لہٰذا پرچون کے حساب سے زیادہ زکوۃ دے۔

جدید فقہی مسائل:2/68 میں ہے: اب اگر تھوک سے فروخت کرنے والی دکان ہے تو ظاہر ہے کہ تھوک کی قیمت کا اعتبار ہوگا اور ریٹیل سیل کا کاروبار ہے تو اسی قیمت کا اعتبار ہوگا، دونوں طرح خرید و فروخت کرتا ہو تو تقویم بالانفع کے اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے چھٹکر (پرچون) قیمت کے لحاظ سے زکوۃ ادا کرے۔ بعض اشیاء کی قیمت فروخت متعین ہوتی ہے مثلاً بعض کمپنیوں کی مصنوعات پر قیمت فروخت لکھی ہوتی ہے اور بعض کی حکومت متعین کردیتی ہے مثلاً آٹا، چینی وغیرہ اور بعض کی قیمتیں روز بروز تبدیل ہوتی ہیں لیکن حکومت کی طرف سے ہر نئے دن کا نرخ نامہ آجاتا ہے جیسے پھل اور سبزیاں وغیرہ ایسی اشیاء کی قیمت فروخت معلوم کرکے زکوۃ دینا آسان ہے، جس دن زکوۃ کی تاریخ آئے اس دن کی قیمت فروخت کے لحاظ سے زکوۃ کا حساب کرلیا جائے۔ بعض اشیاء کی قیمت فروخت متعین نہیں ہوتی، مختلف گاہکوں کو مختلف قیمتوں میں فروخت کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک قلم بیس کا خریدا ہے اور اب وہ پچیس میں بکتا ہے اور تیس میں بھی اور پینتیس میں بھی، ایسی صورت میں اکثر و بیشتر قیمت فروخت کا اعتبار کیا جائے گا۔ امداد الفتاویٰ :2/42، مکتبہ دارالعلوم کراچی:72، میں ہے: متفرق خریدار جس قیمت سے بھی لیتے ہیں وہ معتبر ہے اور اس میں اگر اختلاف ہو تو اکثر و بیشتر کا اعتبار ہے اور وہ قریب قریب متعین ہوتی ہے یعنی وہ قیمت کہ اگر کوئی تخفیف کی درخواست نہ کرے تو اس قیمت پر فروخت کی جایا کرے۔ ظاہر ہے کہ ایک چیز کی قیمت فروخت 25,30 اور 35 روپے تک ہو تو دکاندار گاہک کو 35 بتاتا ہے پھر بعض تخفیف کراتے ہیں لہٰذا 35 کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی۔ ہاں اگر اکثر خریدار تخفیف کرالیتے ہیں اور وہ چیز اکثر 30 میں فروخت ہوتی ہو تو تیس کا حساب درست ہے اور اگر اس میں اکثر واشہر نہ ہو یعنی 25، 30 اور 35 کا تناسب برابر یا تقریباً برابر ہو تو ایسی صورت میں 35 کے حساب سے زکوۃ دینا افضل ہے، 30 کے حساب سے اعدل اور

25 کے حساب سے جائز ہے۔ واضح رہے کہ قیمت فروخت سے واقعی قیمت فروخت ہی مراد نہیں ہے، موجودہ قیمت فروخت مراد ہے، موجودہ قیمت فروخت واقعی قیمت فروخت سے کم وبیش بھی ہوسکتی ہے۔ مثلاً مذکورہ صورت میں تیس روپے کے حساب سے زکوۃ دیدی تو یہ موجودہ قیمت فروخت ہے، اب اگر ایک ہفتہ کے بعد وہ چیز 25 میں فروخت ہوگئی، یا 35 میں فروخت ہوگئی (جوکہ واقعی قیمت فروخت ہے) تو اس سے سابقہ حساب اور زکوۃ پر کوئی اثر نہ پڑے گا، اس نے جو زکوۃ ادا کردی ہے وہ ادا ہوچکی ہے۔ بعض حضرات یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ موجودہ قیمت فروخت کا اعتبار کرنے میں نفع بھی شامل کیا جاتا ہے حالانکہ نفع ابھی تک حاصل نہیں ہوا جبکہ زکوۃ کے وجوب کے لیے ملک اور قبضہ دونوں ضروری ہیں۔ جواب یہ ہے کہ یہاں اصلاً نفع پر زکوۃ واجب نہیں کی جارہی، زکوۃ سامان پر واجب ہے اور زکوۃ کی موجودہ قیمت میں تبعاً نفع شامل کیا جارہا ہے، یہ موجودہ سامان کا حصہ ہے۔

(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی: 52-48)

(58): (الهندية: الزكوة: 1/80-179 ط: رشيدية، شامية: الزكوة: 2/286 ط: سعيد، تاتارخانية: الزكوة: 242/2)

(59): (تاتارخانية: الزكوة 242/2)

(60): (الهندية: الزكوة: 1/180 ط: رشيدية، شامية: الزكوة: 2/286 ط: سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة: 22/2 ط: سعيد)

(61): (تاتارخانية: الزكوة: 242/2)

(62): (الهندية: الزكوة: 1/190-180 ط: رشيدية، شامية: الزكوة: 2/286 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 221/2 ط: سعيد، تاتارخانية: الزكوة: 244/2، الفقه الاسلامي: 792/2)

(63): (الهندية: الزكوة: 1/90-180 ط: رشيدية، شامية: الزكوة: 2/300 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 229/2 ط: سعيد، تاتارخانية: الزكوة: 238/2، الموسوعة الفقهية الكويتية: الزكوة، فقرة: 90)

- **زکوۃ کی ادائیگی میں اپنے شہر کی قیمت کا اعتبار ہے:** ملک کے مختلف شہروں میں سونا، چاندی کی قیمت یکساں نہیں ہوتی بلکہ کم وبیش ہوتی ہے۔ مثلاً کراچی میں فی گرام کا ریٹ تین ہزار ہے تو لاہور میں اس سے کم یا زیادہ ہوتی ہے، زکوۃ کی ادائیگی میں اسی شہر کی قیمت کا اعتبار ہے جہاں زکوۃ ادا کی جارہی ہے، لہذا کراچی والے کراچی کے ریٹ کے مطابق اور اسلام آباد والے اسلام آباد کے ریٹ کے مطابق قیمت لگا کر زکوۃ ادا کریں گے۔
- **کتاب الفتاویٰ: 278/3 میں ہے:** جس شہر میں زکوۃ ادا کی جارہی ہو، وہاں کی قیمت کے لحاظ سے زکوۃ واجب ہوگی، کیونکہ زکوۃ میں مال زکوۃ کا چالیسواں حصہ ادا کرنا ہے اور اس شہر کے لحاظ سے قیمت ادا کی جائے تب ہی چالیسواں حصہ ادا ہوسکتا ہے، فقہاء نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔ (رد المحتار: 3/212-211: فلو بعث عبد للتجارة فی بلد أخر يقوم فی البلد الذی فيه العبد)

(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی: 146-145)

(64): (الهندية: الزكوة: 180/1ط: رشيدية، شامية: الزكوة: 286/2ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 229/2ط: سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة: 22/2ط: سعيد، خانية: 252/1، تاتارخانية: 238/2، الموسوعة الفقهية الكويتية: الزكوة، فقرة: 90)

(65): (حقانيه: 522/2)

(66): (امداد الفتاوی: 72/2)

(67): (جدید فقہی مسائل: 68/2)

فقہی مقالات: 150/3 زکوۃ کے جدید مسائل میں ہے: اسٹاک کی قیمت لگاتے ہوئے اس بات کی گنجائش ہے کہ آدمی زکوۃ نکالتے وقت یہ حساب لگائے کہ اگر میں پورا اسٹاک اکٹھا فروخت کروں تو بازار میں اس کی کیا قیمت لگے گی، دیکھئے ایک "ریٹیل پرائس" ہوتی ہے اور دوسری "ہول سیل پرائس" ہوتی ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ پورا اسٹاک اکٹھا فروخت کرنے کی صورت میں کیا قیمت لگے گی۔ لہذا جب دکان کے اندر جو مال ہے اس کی زکوۃ کا حساب لگایا جارہا ہو تو اس کی گنجائش ہے کہ تیسری قسم کی قیمت لگائی جائے، وہ قیمت نکال کر پھر اس کا اڑھائی فیصد زکوۃ میں نکالنا ہوگا۔ البتہ احتیاط اس میں ہے کہ عام ہول سیل قیمت سے حساب لگا کر اس پر زکوۃ ادا کر دی جائے۔ (زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بنگرامی: 52)

(68): (مسائل بہشتی زیور: 319، امداد الفتاوی: 72/2ط: مکتبہ دار العلوم)

(69): (الهندية: الزكوة: 180/1ط: رشيدية، شامية: الزكوة: 286/2ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 221/2ط: سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة: 22/2ط: سعيد، خانية: 238/1)

(70): (كفايت المفتی: 301/4ط: ادارة الفاروق)

(71): (هنديه: 179/1ط: رشيديه، رد المحتار: 265/2ط: سعيد، بدائع الصنائع: 13/2ط: سعيد، البحر الرائق: 206/2ط: سعيد)

- مال تجارت کی تین صورتیں ہیں:

(1) خام اشیاء (Raw Material) (2) تیاری میں مشغول اور مرکب شکل میں اشیاء (Good In Process) (3) تیار شدہ اشیاء (Manufactured Good) شریعت کی رو سے مال تجارت کی مذکورہ تمام صورتوں میں زکوۃ واجب ہے یعنی ان تینوں قسم کے اموال کی بازاری قیمت لگا کر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ دی جائے گی۔ کمپنیاں عموماً اپنے حساب میں خام اشیاء اور تیاری میں مشغول اشیاء کی وہ قیمت درج کرتی ہیں جو بازاری قیمت فروخت (Sale Price) سے اخراجات برائے تیاری منہا کرنے کے بعد باقی رہتی ہے، شرعاً اگر وہ قیمت تیار شدہ مال، خام اشیاء اور تیاری میں مشغول اشیاء کی قیمت فروخت سے زیادہ ہو یا اس کے برابر ہو تو اس کا اعتبار کرتے ہوئے زکوۃ ادا کرنا درست ہے اور اگر کمپنیوں کی درج کردہ قیمت مذکورہ اشیاء تجارت کی قیمت فروخت سے کم ہو تو اس کے مطابق زکوۃ ادا کرنے سے پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ مذکورہ اشیاء کی قیمت فروخت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ ماخذہ: زکوۃ کے چند جدید مسائل: 24-23

(زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بنگرامی:127)

(72): فروخت نہ ہونے والے مال تجارت کی قیمت کا تعین:

عام فروخت ہونے والے سامان کے بارے میں مکمل تفصیل پہلے آچکی ہے۔ البتہ جو مال تجارت عام فروخت نہ ہوتا ہو اس کی قیمت تجربہ سے لگائی جائے گی۔ فقہی مقالات :168/3 میں ہے: سوال: اگر کسی مال تجارت کا ریٹ کنفرم نہ ہو اور وہ مال بازار میں عام فروخت نہ ہوتا ہو اس کا ریٹ اپنی صوابدید کے مطابق مقرر کر کے اس پر مخصوص نفع رکھ کر فروخت کرنا چاہیں لیکن وہ مال ابھی تک فروخت نہیں ہوا اور نہ اب فروخت ہونے کا امکان ہے تو اس کی قیمت کا تعین کس طرح کریں؟ جواب: مال تجارت کی قیمت کے تعین کرنے کا تعلق تجربہ سے ہے، تجربہ سے اس کا فیصلہ کریں اور انصاف اور احتیاط کے ساتھ اس کی تخمینی قیمت لگائیں کہ جب یہ سامان فروخت ہوگا تو ہمیں اس کے اتنے پیسے ملیں گے، اس طرح قیمت کا تعین کر کے اسی کے حساب سے زکوٰۃ ادا کردیں۔

(زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بنگرامی:53)

(73): (زکوٰۃ اور اس کے شرعی احکام، مفتی عبدالمنان صاحب:26)

(74): کمپنی کی مجموعی مالیت: کمپنی کی مجموعی مالیت کیا ہے اور اس کے قابل زکوٰۃ اثاثوں اور ناقابل زکوٰۃ اثاثوں کا کیا تناسب ہے؟ اس کی تفصیل متعلقہ کمپنی ہی سے معلوم کی جاسکتی ہے، ہر کمپنی سال میں ایک بار یا کسی معینہ تجارتی دورانیہ میں اپنے تمام اثاثوں کی تفصیل تیار کرتی ہے، اس کو اردو میں ''تختۂ توازن'' اور عربی میں لائحۃ الرصید'' اور انگریزی میں (Balance Sheet) کہا جاتا ہے۔ اثاثوں کی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں، ایک وہ قیمت ہوتی ہے جو بوقت خرید تھی پھر استعمال کے بعد فرسودگی کی وجہ سے اس کی قیمت کم ہوجاتی ہے، زمانہ گزرنے کے ساتھ قیمت میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ قیمت کے اس تغیر کا ٹھیک ٹھیک اندازہ مشکل ہوتا ہے، اس لیے بیلنس شیٹ میں اثاثوں کی وہ قیمت لگائی جاتی ہے جس کے عوض ابتداء میں وہ خریدے گئے تھے، اس کو کتابی قیمت یا (Book Value) کہا جاتا ہے، عموماً چونکہ اثاثوں کی موجودہ بازاری قیمت (Market Value) اصل قیمت سے مختلف ہوتی ہے، اس بناء پر عموماً بیلنس شیٹ سے کمپنی کی صورتحال کی حقیقی نمائندگی نہیں ہوتی بلکہ ظنی اور تقریبی ہوتی ہے، اس میں دھوکہ بھی چلتا ہے جس کا اثر ادائیگی زکوٰۃ پر پڑنا لازم ہے۔ اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ بیلنس شیٹ کے مطابق جو زکوٰۃ بنتی ہے اس سے کچھ زیادہ دی جائے۔ دوسرا حل یہ ہے کہ شیئرز کی پوری مارکیٹ ویلیو کے حساب سے زکوٰۃ دے دی جائے، ناقابل زکوٰۃ اور قابل زکوٰۃ اثاثوں کا فرق نہ کیا جائے اور یہی احوط ہے۔ (زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بنگرامی:111)

- **کمپنی کے ریزرو فنڈ پر زکوٰۃ کا حکم اور طریقہ:** کمپنی جب سالانہ منافع کا حساب لگاتی ہے تو منافع کا کچھ حصہ بطور احتیاط محفوظ کر لیتی ہے اور باقی منافع شرکاء میں تقسیم کردیتی ہے، جو رقم بطور احتیاط محفوظ کرلی جاتی ہے اس کو عربی میں احتیاطی اور انگریزی میں ریزرو (Reserve) کہا جاتا ہے، یہ رقم اس لیے الگ سے محفوظ رکھی جاتی ہے کہ اگر آئندہ کمپنی کو کوئی نقصان ہو تو اس سے اس کا تدارک کیا جاسکے، شرعاً

ریزرو کی رقم پر زکوۃ واجب ہے۔لیکن اس کی ادائیگی کمپنی کے ذمہ نہیں ہے بلکہ ہر شیئر ہولڈر اپنے حصے کے حساب سے خود زکوۃ دے گا۔

فی التاتارخانیۃ: 297/2 فی شرح الطحاوی فان کان نصف کل واحد منھا علی الانفراد یبلغ نصابا کاملا تجب الزکوۃ والا فلا سواء کانت شرکتھا شرکۃ عنان او مفاوضۃ او شرکۃ بالارث وغیرہ من الاسباب۔

اس بارے میں فتاوی عثمانی: 73/2 سے دو استفتاء اور ان کے جوابات ملاحظہ ہوں، ان سے ریزرو فنڈ سے متعلقہ مسائل کی پوری تحقیق ہو جائے گی۔ سوال: محترمی و مکرمی حضرت العلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ضروری گزارش یہ ہے کہ بنگلہ دیش میں اسلامی بینکوں کے نفع میں سے ایک معینہ حصہ قانونا ریزرو فنڈ (Reserve) کے نام سے رکھا جاتا ہے۔اب اس ریزرو فنڈ کی رقم پر ادائے زکوۃ واجب ہونے نہ ہونے پر یہاں کے علماء کرام میں اختلاف ہو رہا ہے، معدودے چند علماء کی رائے زکوۃ ادا کرنے کی طرف ہے جیسے بعض علماء عرب کی رائے ہے، اس کے لیے بینک کو شخص قانونی قرار دے کر ادائے زکوۃ کو واجب کہا گیا ہے، دوسری علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ زکوۃ عبادت ہے اس کے لیے عاقل بالغ مسلم ہونا ضروری ہے، اس لیے نابالغ و مجانین کے مال پر زکوۃ واجب نہیں، اسی طرح ریزرو فنڈ کی رقم پر بھی چونکہ مالکان کو تصرف کا قانونا اختیار نہیں ہے اس لیے زکوۃ واجب نہ ہوگی۔اس بارے میں حضرت محترم کی رائے سے مطلع ہونے کا خواہش مند ہوں والسلام۔مفتی عبدالرحمٰن، مرکز الفکر الاسلامی بنگلہ دیش ڈھاکہ۔

جواب: مخدوم گرامی قدر حضرت مولانا عبدالرحمٰن مدظلہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آنجناب کا گرامی نامہ بینکوں کے ریزرو فنڈ کے بارے میں موصول ہوا، اس وقت میں سفر پر تھا اس لیے جواب میں تاخیر ہوئی، معذرت خواہ ہوں، یہ مسئلہ صرف بینکوں کے ریزرو فنڈ کا نہیں بلکہ مشترک سرمایہ کی تمام کمپنیوں کے ریزرو فنڈ کا ہے، اس مسئلے پر جتنا کچھ بندہ نے غور کیا اس کا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ ریزرو فنڈ عرفا و قانونا کمپنی ہی کے اثاثوں کا حصہ ہے، جسے آئندہ خسارے وغیرہ کی تلافی کے لیے شرکاء نے تقسیم کرنے کے بجائے الگ کر کے رکھ لیا ہے۔لیکن وہ انہی کی ملک ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے مملوک اموال کا کچھ حصہ الگ اٹھا کر اس لیے رکھ دے کہ آئندہ جب کوئی بیماری پیش آئے گی تو اس کو خرچ کرے گا، رہا یہ کہ جب تک کوئی رقم ریزرو کا حصہ ہے اس پر شرکاء کو تصرف کا اختیار نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پابندی خود شرکاء نے باہمی رضامندی سے لگائی ہے اور جب وہ چاہیں حصہ داروں کی عمومی میٹنگ بلا کر اس شرط کو ختم کر سکتے ہیں لہذا ان کا تصرف اس لحاظ سے برقرار ہے، نیز جب بھی کمپنی ختم ہوگی تو دوسرے اثاثوں کی طرح ریزرو فنڈ کے اثاثے بھی انہیں شرکاء پر تقسیم ہوں گے نیز اگر کوئی شخص کمپنی کے ختم ہونے سے پہلے اپنا حصہ فروخت کرے گا تو اس کی قیمت میں ریزرو فنڈ میں اس کا جو حصہ ہے وہ بھی منعکس ہوگا لہذا ریزرو فنڈ یقینا حصہ داروں کی ملکیت ہے اور قابل زکوۃ ہے۔البتہ ائمہ ثلاثہ خصوصا امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق کمپنی پر خلطۃ الشیوع کی بنیاد پر بحیثیت کمپنی زکوۃ

واجب ہے۔لہٰذا وہ اپنے تمام قابل زکوۃ اثاثوں کی قیمت لگا کر اس پر زکوۃ ادا کرے گی جس میں ریزروفنڈ بھی شامل ہوگا۔لیکن حنفیہ کے مسلک میں چونکہ خلطۃ الشیوع معتبر نہیں ہے لہٰذا کمپنی پر بحیثیت کمپنی زکوۃ واجب نہیں ہے۔ بلکہ ہر حصہ دار کے اپنے حصے پر زکوۃ واجب ہے، ہر حصہ دار وجوب زکوۃ کی تاریخ میں اپنے حصے کی بازاری قیمت معلوم کرے پھر اگر اس نے وہ حصے فروخت کرنے کی نیت سے خریدے ہیں تو کل بازاری قیمت کا چالیسواں حصہ ادا کرے، چونکہ بازاری قیمت میں کمپنی کے تمام اثاثے بشمول ریزروفنڈ منعکس ہوتے ہیں، اس لیے ریزروفنڈ کی زکوۃ الگ سے نکالنے کی ضرورت نہیں اور اگر فروخت کی نیت سے نہیں بلکہ شرکت جاری رکھنے کے لیے خریدے ہیں تو اسے یہ حق ہے کہ کمپنی کے ناقابل زکوۃ اثاثوں کا تناسب اپنے حصہ کی کل بازاری قیمت سے منہا کرے مثلاً کمپنی کے ناقابل زکوۃ اثاثے (عمارت، فرنیچر، گاڑیاں وغیرہ) اگر کل اثاثوں کا بیس فیصد ہیں تو وہ اپنے حصے کی بازاری قیمت میں سے بیس فیصد منہا کر سکتا ہے، ریزروفنڈ چونکہ قابل زکوۃ اثاثوں میں شامل ہے اس لیے اسے ناقابل زکوۃ اثاثوں کے تناسب میں شامل کر کے منہا نہیں کیا جائے گا والسلام۔

نیز:68/2میں ہے: سوال: عرصہ سولہ سال سے میں ایک کمپنی میں بحیثیت تقسیم کار کے کاروبار کرتا ہوں، گزشتہ سال تک تو سرمایہ کافی تھا مگر اب کام کی وسعت کی وجہ سے یہ سرمایہ بالکل قلیل ہے، شرکاء نے مجبوری سے بینک سے بذریعہ اوورڈرافٹ روپیہ لینا شروع کیا، مندرجہ بالا ادارہ ایک مخصوص رقم بطور ریزروفنڈ محفوظ رکھتا ہے، اس کا کوئی شریک زکوۃ ادا نہیں کرتا، اس کی زکوۃ کا کیا حکم ہے؟ جواب: اصل یہ ہے کہ مشترکہ کاروبار میں ہر حصہ دار پر اتنے مال کی زکوۃ فرض ہوتی ہے جتنا کاروبار میں سے اس کے حصے میں آئے، جس میں ریزروفنڈ میں اس کا حصہ بھی شامل ہے(تقسیم شدہ منافع کی زکوۃ اس کے علاوہ ہے) لہٰذا اگر ہر حصہ دار اپنے اپنے کل حصہ کی زکوۃ نکال دے تو ریزروفنڈ کی زکوۃ بھی اس میں خود بخود آ جائے گی۔

(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بلگرامی:123-121)

(75): (فتح القدیر:الزکوۃ:20/2-119 ط:رشیدیہ، البحر الرائق:الزکوۃ:206/2 ط:سعید، الهندیہ: الزکوۃ: 173/2 ط:رشیدیہ)

(76):(بدائع الصنائع:الزکوۃ:20/2 ط:سعید، البحر الرائق:الزکوۃ:228/2 ط:سعید، الهندیہ: الزکوۃ:179/2 ط:رشیدیہ)

• شیئرز خریدنے کے دو مقاصد ہوسکتے ہیں: کسی کمپنی کے شیئرز خریدنے ہوں تو اس کے دو مقاصد ہوسکتے ہیں: 1) کیپیٹل گین (Capital Gain) خریدنے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ شیئرز جب مہنگے ہوں گے تو اسٹاک مارکیٹ میں انہیں فروخت کر کے نفع حاصل کرے گا۔ چنانچہ ایسے لوگ اندازہ لگاتے ہیں کہ آئندہ کس کمپنی کے شیئرز کی قیمت میں اضافہ ہوسکتا ہے وہ اس کمپنی کے شیئرز خرید لیتے ہیں، چند دنوں کے بعد ان کی قیمت بڑھتی ہے تو انہیں فروخت کر کے نفع حاصل کرتے ہیں، اس صورت میں خود شیئرز ہی کو ایک سامان تجارت بنا کر لین دین کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں زکوۃ کا حکم یہ ہے کہ شیئرز ہولڈر کے پاس جتنے شیئرز ہیں ان پر مارکیٹ قیمت (Market Value) کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ شیئرز کی قیمت تین طرح کی

ہیں: (1) اصل قیمت جسے عربی میں القیمۃ الاسمیۃ اور انگریزی میں Face Value یا Par Value کہتے ہیں، اس سے مراد وہ قیمت ہے جس کی ادائیگی پر ابتداء میں یہ سرٹیفکیٹ جاری ہوا تھا، یہ قیمت شیئرز کے اوپر لکھ دی جاتی ہے۔ (2) بازاری قیمت جسے عربی میں القیمۃ السوقیہ، انگریزی میں Market Value کہتے ہیں۔ (3) بریک اپ ویلیو (Brak Up value) یعنی اگر کمپنی تحلیل ہو تو ہر شیئر کے مقابلے میں کمپنی کے اثاثوں کا جو حصہ آئے گا وہ بریک اپ ویلیو ہے، ان تینوں قیمتوں میں سے کس حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی؟ اگر کسی کمپنی کی بریک اپ ویلیو آسانی سے معلوم کی جاسکتی ہو تو کوۃ کے حساب کی بنیاد بننے کے لیے وہ سب سے زیادہ موزوں ہے، لیکن بریک اپ ویلیو کا تعین بہت مشکل ہے اور عام حصہ داروں کے لیے تو بہت ہی مشکل ہے، لہٰذا اس بات پر تقریباً تمام علماء عصر کا اتفاق ہے کہ شیئرز کی مارکیٹ ویلیو پر زکوٰۃ واجب ہے، فیس ویلیو اور اصل قیمت پر نہیں۔ شیئرز کی مارکیٹ ویلیو اصل ویلیو اور بریک اپ ویلیو میں سے کم بھی ہو سکتی ہے اور زیادہ بھی پھر مارکیٹ ویلیو (Market Value) کی بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک وہ قیمت ہے جس پر اس نے شیئرز خریدا ہے اور ایک وہ قیمت ہے جو فی الوقت مارکیٹ میں ہے، شرعاً مارکیٹ قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے مثلاً ایک کمپنی نے ابتداء میں شیئرز فلوٹ (Float) کیے تو شیئرز کی قیمت دس روپے مقرر کی تو یہ اس کی قیمت اسمیہ ہے، خالد نے مثلاً سو شیئرز خریدے، چھ ماہ کے بعد اس کی قیمت پندرہ روپے ہوگئی اور زکوٰۃ کی مقررہ تاریخ آ چکی تو زکوٰۃ پندرہ روپے کے حساب سے دے گا پھر اگر خالد نے اسے پندرہ روپے کے عوض بکر پر فروخت کردیا اور مزید چھ ماہ کے بعد اس کی قیمت بیس روپے ہوگئی تو اس وقت بیس روپے کے حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی، قیمت اسمیہ اور قیمت خرید کے حساب سے نہیں، اگر بکر نے اس صورت میں قیمت اسمیہ کے حساب سے زکوٰۃ دے دی تو مارکیٹ ریٹ چونکہ اس سے دگنا ہے، اس لیے اتنی مقدار کی زکوٰۃ دوبارہ دینی ہوگی اور اگر قیمت خرید کے مطابق دی تو اس کی مقدار 1/2 دوبارہ دے دے۔ یا مثلاً ایک کمپنی نے ابتداء میں دس دس روپے کے شیئرز فلوٹ کیے، زید نے ایک شیئر خرید لیا، چھ ماہ کے بعد اس کی قیمت گر کر آٹھ روپے ہوگئی تو زید آٹھ روپے کے حساب سے زکوٰۃ دے گا، اس دوران خالد نے خرید لیا اور کچھ عرصہ کے بعد اس کی قیمت چھ روپے ہوگئی تو چھ روپے کے حساب سے زکوٰۃ دے گا۔ (زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بلگرامی: 110-108)

(77): ● **سندات، بانڈز اور ڈبینچر پر زکوۃ:** بعض اوقات کمپنیوں کو اپنے منصوبوں کی تکمیل یا توسیع کے لیے شیئرز کے اجراء کے بعد مزید سرمایہ کی ضرورت پیش آتی ہے اس وقت کمپنی نئے حصص جاری کرنے کے بجائے عوام سے سرمایہ قرض لیتی ہے اور اس کے ثبوت کے لیے دستاویزات جاری کرتی ہے۔ ان دستاویزات کو سندات، بانڈز (Bonds) اور ڈبینچر (Debenture) کہا جاتا ہے، بانڈز اور ڈبینچر میں فرق بھی ہے۔ لیکن زکوٰۃ کا حکم یہ ایک ہی ہے، شرعاً یہ خود مال نہیں بلکہ مال کی رسید ہے، وثیقہ ہے، اس کی پشت پر دین قوی موجود ہے، اس لیے اس کی زکوٰۃ بھی واجب ہے، جتنی مالیت کے بانڈز ہوں اسی حساب سے زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔

(زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بلگرامی: 120)

(78): (تفہیم الفقہ: 276، زکوۃ اور اس کے شرعی احکام: 26)

● این آئی ٹی یونٹ پرزکوۃ کا حکم: این آئی ٹی (نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ) گورنمنٹ آف پاکستان کا ادارہ ہے، یہ ادارہ دس روپے کی قیمت اسمی (Face Value) کے یونٹ جاری کرتا ہے، لوگ یونٹ لے کر اپنی رقم اس کے پاس جمع کرادیتے ہیں، ادارہ جمع شدہ رقم سے سرمایہ کاری کرتا ہے اور نفع (Dividend) کی شکل میں یونٹ ہولڈرز میں تقسیم کرتا ہے، شریعت کی رو سے این آئی ٹی یونٹ ہولڈرز پر بھی زکوۃ واجب ہے اور کمپنی کے شیئرز کی طرح این آئی ٹی یونٹس کی فیس ویلیو کے اعتبار سے زکوۃ واجب نہ ہوگی بلکہ مارکیٹ ویلیو کے اعتبار سے زکوۃ واجب ہوگی یعنی اصل جمع شدہ رقم کے ساتھ ملنے والے منافع پر بھی زکوۃ واجب ہے، اگر کسی نے فیس ویلیو کا حساب کر کے زکوۃ ادا کی ہے تو مارکیٹ ویلیو، منافع اور فیس ویلیو کے درمیان جو فرق ہے اس کے حساب سے مزید زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ فتاوی عثمانی:48/2 میں ہے: سوال: میں نے مبلغ بیس ہزار روپے پراویڈنٹ فنڈ سے قرض لیا اور اس سے NIT یونٹس اور سونا خریدا، کیا اس پر زکوۃ واجب ہوگی، میری عمر 55 سال ہے، اس بیس ہزار روپے قرض کی قسط اپنی تنخواہ سے ہر ماہ کٹوانی پڑتی ہے اور مجھے پراویڈنٹ فنڈ 5 سال بعد ملے گا؟

جواب: صورت مسئلہ میں آپ نے جو سونا خریدا اور این آئی ٹی یونٹ حاصل کیے ان پر زکوۃ آپ کے ذمے واجب ہے، آپ نے پراویڈنٹ فنڈ سے جو رقم لی ہے وہ شرعاً قرض نہیں ہے بلکہ اپنے باقی ماہانہ حق وصولی ہے۔

فقہی مقالات:161/3 میں ہے: کمپنی کی شیئرز اور این آئی ٹی یونٹ دونوں کے اندر یہی صورت ہے، لہذا جہاں کہیں فیس ویلیو پر زکوۃ کٹتی ہو وہاں مارکیٹ ویلیو کا حساب کر کے دونوں کے درمیان جو فرق ہے اس کی زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ (زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بلگرامی:98-97)

(79): فارن ایکسچینج بیئرر سرٹیفکیٹس کا مختصر تعارف اور اس پر زکوۃ کا حکم: فارن ایکسچینج بیئرر سرٹیفکیٹس کا مختصر تعارف یہ ہے کہ جو پاکستانی بیرونی ملک میں ملازمت اور کمائی کرتے ہیں، اوہ دوسرے ممالک کی کرنسی لے کر پاکستان آتے ہیں، قانوناً دوسرے ملک کی کرنسی اور زرمبادلہ اپنے پاس رکھنے کی اجازت نہیں ہے، اس کے پیش نظر حکومت نے یہ قانون بنایا ہے کہ وہ بیرونی زرمبادلہ اسٹیٹ بنک میں جمع کرادیں اور اس کے بدلے حکومت کے طے کردہ نرخ کے مطابق پاکستانی روپیہ وصول کریں، حکومت انہیں فی الحال پاکستانی روپیہ نہیں دیتی بلکہ کچھ دستاویز اور سرٹیفکیٹ دیتی ہے، انہیں ہی فارن ایکسچینج بیئرر سرٹیفکیٹس کہا جاتا ہے، گویا یہ سرٹیفکیٹ حامل کے اس پاکستانی روپیہ کا وثیقہ ہے جو حکومت کے ذمہ دین ہوتا ہے، حامل سرٹیفکیٹ کو اس کے تین فوائد حاصل ہوتے ہیں: 1) اس سرٹیفکیٹ کو دکھا کر حامل جب چاہے دوسرے ممالک میں متعلقہ ملک کی کرنسی تبادلے کے دن کی قیمت کے اعتبار سے وصول کرسکتا ہے، پاکستان میں فارن کرنسی اکاؤنٹ کھولنے کی اجازت نہیں۔ البتہ وہ حامل جس کا پہلے سے فارن کرنسی اکاؤنٹ وجود ہے وہ سرٹیفکیٹ اس اکاؤنٹ میں جمع کرواسکتا ہے۔2) اگر کوئی حامل یہ سرٹیفکیٹ اپنے پاس رکھتا ہے تو وہ ساڑھے بارہ فیصد نفع کے ساتھ پاکستانی روپیہ میں بھنا سکتا ہے، یہ اس کا سالانہ نفع شمار ہوگا۔ 3) حامل جب چاہے اس سرٹیفکیٹ کو بازار حصص (اسٹاک ایکسچینج) میں جس قیمت پر چاہے فروخت کرسکتا ہے۔

زکوۃ کا حکم: مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ فارن ایکسچینج بیئرر سرٹیفکیٹ خود مال نہیں بلکہ مال اور دین کا وثیقہ ہے اور یہ دین بھی قوی ہے، اس لیے سرٹیفکیٹ جتنی مالیت کا ہو اسی حساب سے زکوۃ واجب ہوگی، اس پر جو نفع

ملتا ہے وہ سود ہے، اسے ویسے صدقہ کرنا ضروری ہے، اسی طرح حامل کا اس کو بازار حصص میں اصل قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنا جائز نہیں، یہ بھی سود ہے، زائد رقم صدقہ کرنا ضروری ہے۔ الدرالمختار:267/2۔(زکوۃ اوراس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:85)

- **پرائز بانڈ پر زکوۃ کا حکم:** بانڈز (Bonds) دو قسم کے ہوتے ہیں: (1) سرکاری بانڈز (2) پرائیویٹ بانڈز۔ دونوں قسم کے بانڈز خود مال نہیں ہوتے بلکہ مال کی رسید ہوتے ہیں یعنی یہ اس مال کی رسید ہوتے ہیں جو حامل بانڈز نے حکومت یا کسی پرائیویٹ ادارے کو بطور قرض دیا ہوتا ہے، شرعاً پرائز بانڈز جتنی مالیت کا ہو اسی حساب سے اس پر زکوۃ ضروری ہے، یہ حکم اصل مالیت کا ہے، اس پر اگر کچھ ملتا ہے تو وہ شرعاً سود ہے، اس کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔

فی الدر المختار:267/2 ولو كان الدين على مقر مليئي او على معسر او مفلس أى محكوم بافلاسه أو على جاحد عليه بينة... فوصل الى مالكه لزمه زكوة مامضى... الخ

(زکوۃ اوراس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:94)

(80): (الموسوعة الفقهية الكويتية:زكاة،فقرة:90،بدائع الصنائع: الزكوة:22/2 ط:سعيد، تاتارخانيه:الزكوة:242/2ط:ادارة القرآن، الهندية: الزكوة:180/1 ط:رشيديه، شامية:الزكوة:286/2ط:سعيد،خير الفتاوى:429/3،فتاوى عثمانى:50/2)

- والخلاف فى زكوة المال، فتعتبر القيمة وقت الاداء فى زكوة المال على قولهما، وهو الاظهر، وقال ابو حنيفة يوم الوجوب (كما فى البرهان غنية ذوى الاحكام فى بغية درر الحكام لأبى الخلاص الشرنبلالى من حاشية درر الحكام :181/1، وفى البرهان شرح مواهب الرحمن :507/1(مخطوطة) واعتبراهما يوم الاداء اذا الاصل هواداء اجزاء من النصاب وللمزكى حق النقل الى القيمة فيعتبر يوم النقل ، وهو وقت الاداء ، وصار كما لونقصت بعفولته وكالسوائم وهو الأظهر، لما قلنا، وكذا فى بدائع الصنائع:22/2 ط:سعيد۔ وفى الدر المختار:286/2ط سعيد وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا: يوم الاداء وفى السوائم يوم الاداء اجماعاً وهو الاصح ، ويقوم فى البلد الذى المال فيه الخ وفى الشامية تحته وفى المحيط يعتبر يوم الاداء بالاجماع وهو الاصح فهو تصحيح اللقول الثانى الموافق لقولهما وعليه فاعتبار يوم الأداء يكون متفقاً عليه عنده وعندهما۔(حاشيه فتاوى عثمانى:50/2)

- فتاوی دارالعلوم زکریا میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ یوم الوجوب یعنی جس دن سال پورا ہوا تھا اور زکوۃ واجب ہوئی تھی اس دن کا اعتبار ہے، اکثر فقہی عبارات اسی کے موافق ہیں امام صاحب کا بھی یہی قول ہے اور اس میں آسانی بھی ہے۔ (دارالعلوم زکریا:132/2)

(81): (الفقه الاسلامى و أدلته:2/95-792ط:دار الفكر)

(82): (الفقه الاسلامى و أدلته:759/2ط:دار الفكر،تاتارخانية:الزكوة:231/2ط:ادارة القرآن)

(83): (البحر الرائق: الزکوٰۃ: 226/2 ط: سعید، بدائع الصنائع: الزکوٰۃ: 18/2 ط: سعید، تاتار خانیہ: الزکوٰۃ: 230/2 ط: ادارۃ القرآن، الھندیۃ: الزکوٰۃ: 178/1 ط: رشیدیہ، شامیۃ: الزکوٰۃ: 298/2 ط: سعید، الفقہ الاسلامی وأدلتہ: 267/2 ط: دار الفکر، المبسوط للسرخسی: الزکوٰۃ: 191/2 ط: دار الکتب العلمیۃ)

(84): (زکوٰۃ اور اس کے شرعی احکام، مفتی عبد المنان: 58)

(85): (البحر الرائق: الزکوٰۃ: 228/2 ط: سعید، بدائع الصنائع: الزکوٰۃ: 17/2 ط: سعید، تاتار خانیہ: الزکوٰۃ: 233/2 ط: ادارۃ القرآن، الھندیۃ: الزکوٰۃ: 179/1 ط: رشیدیہ، شامیۃ: الزکوٰۃ: 300/2 ط: سعید)

(86): (البحر الرائق: الزکوٰۃ: 228/2 ط: سعید، بدائع الصنائع: الزکوٰۃ: 17/2 ط: سعید، شامیۃ: الزکوٰۃ: 300/2 ط: سعید)

(87): (بدائع الصنائع: الزکوٰۃ: 22/2-20 ط: سعید، تاتار خانیہ: الزکوٰۃ: 242/2 ط: ادارۃ القرآن، شامیۃ: الزکوٰۃ: 286/2 ط: سعید، فتاوی عثمانی: 66/2، زیورات کے مسائل، مفتی عبد المنان: 239)

• بنوائی کی اجرت کا حکم: فتاویٰ رحیمیہ: 64/7-363 میں ہے: سوال: زیور کی بنوائی کی جو اجرت دی گئی ہے اس اجرت پر زکوٰۃ واجب ہے؟ جواب: زکوٰۃ ادا کرنے کے وقت زیور کی جتنی قیمت آتی ہو اس قیمت کا اعتبار کر کے زکوٰۃ نکالی جائے۔ احسن الفتاویٰ: 280/4 میں ہے: سوال: زیورات کی قیمت میں ...... بنوائی کی اجرت بھی لگائی جائے گی یا کہ صرف سونے کی قیمت لگائی گے؟ جواب: صرف سونے کی قیمت پر زکوٰۃ ہے...... زیور بنوانے کی اجرت نہیں لگائی جائے گی۔ فتاویٰ عثمانی: 66/2 میں ہے: سوال زیورات میں ٹانکہ اور بنوائی کی قیمت کو نکالنا ہو گیا یا نہیں؟ جواب: بنوائی کی قیمت کو نکالنا ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ زیور جب سنار کو فروخت کیا جاتا ہے تو وہ خالص سونے کے وزن کی قیمت لگاتا ہے، پالش اور بنوائی کی اجرت کا حساب نہیں کرتا لہٰذا پالش اور بنوائی کی اجرت زکوٰۃ میں شامل نہ ہوگی۔ (زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی: 148-147)

(88): (البحر الرائق: الزکوٰۃ: 226/2 ط: سعید، تاتار خانیہ: الزکوٰۃ: 230/2 ط: ادارۃ القرآن، الھندیۃ: الزکوٰۃ: 80/1-178 ط: رشیدیہ، شامیۃ: الزکوٰۃ: 298/2 ط: سعید، الفقہ الاسلامی وأدلتہ: الزکوٰۃ: 767/2 ط: دار الفکر)

(89): (البحر الرائق: الزکوٰۃ: 226/2 ط: سعید، فتح القدیر: الزکوٰۃ: 163/2 ط: رشیدیۃ، تاتار خانیہ: الزکوٰۃ: 230/2 ط: ادارۃ القرآن، شامیۃ: الزکوٰۃ: 300/2 ط: سعید، فتاوی دار العلوم دیوبند: 121/6 ط: دار الاشاعت)

(90): (الدر المختار علی رد المحتار: الزکوٰۃ: 266/2 ط: سعید، امداد الفتاوی: الزکوٰۃ: 49/2 مکتبۃ دار العلوم)

(91): (البحر الرائق: الزکوٰۃ: 225/2 ط: سعید، تاتار خانیہ: الزکوٰۃ: 230/2 ط: ادارۃ القرآن، بدائع

الصنائع:الزکوٰۃ:16/2ط:سعید،شامیۃ:الزکوٰۃ:295/2ط:سعید)

(92): (البحر الرائق:الزکوٰۃ:228/2ط:سعید،تاتارخانیہ:الزکوٰۃ:233/2ط:ادارۃ القرآن،الھندیۃ: الزکوٰۃ:179/1ط:رشیدیہ،شامیۃ:الزکوٰۃ:300/2ط:سعید)

(93): (البحر الرائق:الزکوٰۃ:202/2ط:سعید،الھندیۃ:الزکوٰۃ:178/1ط:رشیدیہ،شامیۃ:الزکوٰۃ: 259-298/2ط:سعید،قاضی خان:119/1،تاتارخانیہ:237/2)

(94): (خلاصۃ الفتاویٰ:235/1،تاتارخانیۃ،زکوٰۃ:217/2ط: ادارۃ القرآن، فتح القدیر،زکوٰۃ112/2ط رشیدیۃ، شامیۃ،زکوٰۃ:259/2ط:سعید، البحرالرائق،الزکوٰۃ:202/2ط: سعید،الھندیۃ:172/1ط:رشیدیۃ،زکوٰۃ اور اس کے شرعی احکام:28)

- **بینکوں میں رکھی گئی رقوم کی شرعی حیثیت اور زکوٰۃ کا حکم، لاکرز کی رقوم کا حکم:** لاکرز میں رکھی گئی رقم بالاتفاق امانت ہے، خواہ بینک اسلامی ہو یا غیر اسلامی کیونکہ رقم رکھنے والا بنک سے لاکرز کرایہ پر وصول کر کے اپنی رقم اس میں رکھتا ہے اور بطور امانت بنک کی تحویل میں دیتا ہے، شرعاً چونکہ امان کی رقم اصل مالک کی ملکیت ہوتی ہے اور وہ ہی اس کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے، اس لیے شرعاً مالک پر لاکرز میں رکھی گئی رقوم پر زکوٰۃ فرض ہے۔

فی الفقہ الاسلامی وادلتہ:1833/3 وامالودیعۃ فھی منزلۃ مافی یدہ لان الودیع نائب عن المودع فی حفظہ ویدہ کیدہ ویزکیہ لمامضی، لانہ مملوک لہ یقدرعلی الانتاع بہ فلزمتہ زکوٰتہ کسائر اموالہ۔ (زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:83)

- **سیکورٹی یا زرضمانت کی رقم میں زکوٰۃ:** کرایہ دار جو رقم سیکورٹی (Security) یا ڈیپازٹ (Deposit) کے نام سے مالک دکان و مکان کے پاس جمع کراتا ہے وہ امانت ہوتی ہے، شرعاً اس پر زکوٰۃ فرض ہے البتہ ادائیگی وصول ہونے تک مؤخر کی جاسکتی ہے۔ السوال: ہم نے ایک دکان تقریباً چھ لاکھ روپے مالیت کی ماہانہ کرایہ پر مالک دکان سے لی ہے، بطور ضمانت دو لاکھ روپے ادا کیا ہے، شرائط یہ ہیں کہ ہم دکان آگے فروخت نہیں کرسکیں گے اور مالک ہی کے قبضہ میں دوبارہ دیں گے اور وہ ہمیں زرضمانت واپس کرے گا، اس صورت حال میں کیا اس زرضمانت پر زکوٰۃ واجب ہے جبکہ وہ ہمارے قبضہ میں نہیں نیز یہ بھی واضح فرمائیں کہ کیا رقم مذکور کاروبار میں شامل سمجھی جائے گی؟ الجواب: زرضمانت کی رقم کاروبار میں تو شامل نہیں لیکن چونکہ یہ نقد رقم ہے اس لیے وہ مال زکوٰۃ ہے، اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہے لیکن جب تک یہ رقم آپ کو واپس نہیں ملے گی، اس وقت تک اس کی زکوٰۃ کرنا واجب نہیں البتہ اگر پہلے اور ابھی اس کی زکوٰۃ ادا کرنے چاہیں تو کرسکتے ہیں، زکوٰۃ ادا ہو جائیگی اور اگر پہلے ادا نہ کریں تو یہ رقم ملنے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا اور اس صورت میں گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے، بہرحال زرضمانت کی مذکورہ رقم پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم کراچی، جبویب) آپ کے مسائل 353/3 میں ہے: سوال: جو رقم ہمارے پاس امانۃً رکھی ہو، اس پر زکوٰۃ کون ادا کرے گا، ہم ادا کریں گے یا اصلی مالک؟ مکان کے کرایہ پر جو رقم بطور زرضمانت پیشگی کرایہ دار سے لی جاتی ہے وہ قابل واپسی ہے اور کئی سال مالک مکان کے پاس امانت رہتی ہے، اس پر کون زکوٰۃ ادا کرے گا؟ الجواب:

جو شخص رقم کا مالک ہو اس کے ذمہ زکوۃ ہے، پس امانت کی رقم کی زکوۃ امین پر نہیں بلکہ امانت رکھوانے والے مالک کے ذمہ ہے اور زرضمانت کا مالک کرایہ دار ہے، اس کی زکوۃ بھی اسی کے ذمہ ہے۔

(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی: 95-95)

(95): (زکوۃ اور اس کے شرعی احکام، مفتی عبدالمنان صاحب:28)

• **بی سی کی رقم پر زکوۃ اور اس کا طریقہ:** بی سی کی شرعی حیثیت قرض لینے اور دینے کی ہوتی ہے، چنانچہ ہر شریک بی سی ملنے سے پہلے قرض دینے والا ہوتا ہے اور بی سی ملنے کے بعد قرض لینے والا ہوتا ہے مثلاً بارہ آدمی باہمی رضامندی سے ماہانہ ایک ایک ہزار روپے جمع کرتے ہیں اور یہ طے کرتے ہیں کہ ہر مہینہ ایک آدمی کو جمع شدہ رقم دی جائیگی اور آدمی کی تعیین قرعہ اندازی کے ذریعہ سے پہلے کر لی جاتی ہے یا ہر مہینے کی جاتی ہے، اب اگر ایک شخص کا نام قرعہ اندازی میں پہلے مہینہ نکل آیا تو وہ آئندہ گیارہ مہینوں تک مقروض ہو، دوسروں کا قرضہ دیتا رہے گا اور مثلاً اگر کسی کا نام دسویں نمبر پر آتا ہے تو وہ نو مہینے تک دوسروں کو قرض دیتا رہا، اب اسے قرض مل گیا اور آئندہ دو ماہ تک مقروض ہوگا قرض ادا کرے گا۔ بی سی کی شرعی حیثیت معلوم ہو جانے کے بعد اس پر زکوۃ کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن کسی شریک کی زکوۃ کی ادائیگی کا سال پورا ہوتا ہے یا زکوۃ نکالنے کا دن آتا ہے اس دن تک اگر وہ بی سی وصول کر چکا ہے تو وہ شرعاً چونکہ مقروض ہے لہٰذا جتنے مہینوں کی رقم ادا کرنی باقی ہے اتنی رقم اپنے دوسرے قابل زکوۃ اموال سے منہا کر کے بقیہ کی زکوۃ دے دے اور اگر اس دن تک اس نے بی سی وصول نہیں کی تو اس کی حیثیت قرض دہندہ کی ہے یعنی اس نے جتنی رقم جمع کی ہے وہ گویا اس نے قرض دی ہے اور قرض کی زکوۃ چونکہ وصول یابی کے بعد لازم الاداء ہوتی ہے لہٰذا اس پر فی الحال جمع شدہ رقم کی زکوۃ ادا کرنا فرض نہیں، بی سی جب وصول ہو جائے تو اس میں سے جتنی رقم آئندہ بی سی میں بھرنی ہے اسے نکال کر باقی رقم کی زکوۃ ادا کر دے۔ مثلاً مذکورہ صورت میں زید کی باری پہلے ہی مہینہ محرم میں آگئی اور مثلاً اس نے تیس محرم کو زکوۃ دینی ہے تو اس وقت گویا اس پر گیارہ ہزار قرض ہے لہٰذا اتنی رقم منہا کر کے باقی مال کی زکوۃ دے دے اور مثلاً بکر رقم جمع کرتا گیا اور باری نہ آئی حتی کہ اس کی زکوۃ کی تاریخ مثلاً دس رمضان آگئی تو اس نے رمضان کے مہینے تک نو ہزار روپے قرض دیے ہیں لہٰذا اس پر نو ہزار کی زکوۃ واجب ہے، جب بی سی وصول ہو تو اتنی مقدار کی زکوۃ دے دے یا مثلاً خالد کی باری ذوالقعدہ میں آتی ہے تو اس میں سے گیارہ ہزار کی زکوۃ دے گا اور ایک ہزار چونکہ اس نے ذوالحجہ میں جمع کرنے ہوں گے لہٰذا اس کی زکوۃ واجب نہ ہوگی۔ فتاوی حقانیہ 498/3 میں ہے: سوال: ہم بائیس افراد نے مل کر ایک کمیٹی بنائی ہے جس میں ہر ایک ممبر پانچ سو روپے ماہوار جمع کراتا ہے اور ہر ماہ کی آخر میں قرعہ اندازی سے نام نکالتے ہیں جس کا بھی نام نکل آئے تو جمع شدہ رقم گیارہ ہزار روپے اسے دے دی جاتی ہے، اس طرح اکیس ماہ بعد میرا نام نکل آیا تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اکیس ماہ بعد میں نے جو رقم حاصل کی ہے اس پر زکوۃ کا کیا طریقہ کار ہوگا؟ رقم ملتے ہی زکوۃ دینی ہوگی یا سال بعد؟ جواب: اگر آپ پہلے سے صاحب نصاب ہیں تو اپنے نصاب کے ساتھ اس کمیٹی والی رقم کی زکوۃ بدستور دیا کریں گے اور اگر آپ پہلے سے صاحب نصاب نہیں تو جب کمیٹی میں آپ کی رقم نصاب کے برابر جمع ہو جائے تو اسی وقت سے آپ صاحب نصاب شمار ہوں گے اور اس کے حساب

سے حولان حول کے بعد زکوۃ دیں گے خواہ اقساط پر سال گزرا ہو یا نہ۔

مثال2: نیز:509/3 میں ہے: سوال: آج کل کاروباری اور عام لوگوں میں یہ رواج ہے کہ چند آدمی جمع ہو کر آپس میں ماہانہ کے حساب سے کچھ پیسے مقرر کرتے ہیں اور وقت مقررہ کے بعد بذریعہ قرعہ اندازی وہ جملہ رقم ایک شخص کو دے دی جاتی ہے، اس کے بعد پھر جمع کرتے ہیں پھر اسی طرح بذریعہ قرعہ اندازی دوسرے شخص کو رقم دی جاتی ہے حتی کہ سب ممبروں کو اتنی ہی رقم مل جاتی ہے تو جس کو یہ رقم اولاً مل گئی ہو اور اس پر سال گزر جائے تو کیا اس شخص کو جملہ رقم کی زکوۃ دینی ہوگی یا دوسروں کا قرض الگ کر کے باقی رقم زکوۃ دینی ہوگی مثلاً بیس ہزار روپے کی کمیٹی ہے اور جملہ ممبران کی تعداد دس ہے اور اس بیس ہزار میں سے دو ہزار اس شخص کے اپنے ہیں اور باقی دوسرے ممبروں کے۔ جواب: شریعت مقدسہ کی روشنی میں اولاً مال سے قرض منہا کیا جائے گا اور قرض منہا کرنے کے بعد جو بھی مال باقی بچے گا اس کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی، باقی ماندہ پر زکوۃ واجب نہیں لہٰذا صورت مسئولہ میں اولاً جس شخص کو بیس ہزار کی رقم ملی ہے اس میں سے صرف دو ہزار کی زکوۃ دینی ہوگی باقی اٹھارہ ہزار کی زکوۃ اس پر واجب نہیں۔

مثال3: خیر الفتاوی:490/3 میں ہے: سوال: ایک شخص نے بذریعہ قرعہ اندازی پندرہ آدمیوں سے پندرہ ہزار روپے کی رقم لی، جس میں ایک ہزار اس کا ہے اور چودہ ہزار باقی ساتھیوں کا بطور قرض جو اس نے واپس کرنا ہے، اب بتائیں اس کی زکوۃ کس کے ذمہ ہوگی؟ جواب: صورت مسئولہ میں زید پر جو رقم قرض ہے اس کی زکوۃ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے، ہر حصہ دار اپنی رقم کی زکوۃ خود ادا کرے کیونکہ جس قرضے کے ملنے کی قوی امید ہو اس کو بھی دوسرے اموال کے ساتھ ملا کر زکوۃ ادا کرنا شرعاً مامور بہ ہے۔

مثال4: سوال: کچھ آدمیوں نے دو تین سال کی کمیٹی شروع کی، کچھ کو شروع میں ہی رقم مل گئی، انہوں نے وہ رقم ایک سال سے زیادہ عرصے تک اپنے پاس رکھنے کے بعد خرچ کر دی جبکہ ابھی دو تین سال تک اس کی بقیہ قسطیں ادا کرنی ہیں، اس رقم پر زکوۃ واجب ہوتی ہے یا نہیں؟ کچھ آدمیوں کو آخری چند مہینوں میں کمیٹی ملی جبکہ چند قسطیں واجب الاداء ہیں، اس کی زکوۃ کی کیا صورت ہوگی؟ جواب: کمیٹی کی رقم کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یکمشت رقم مل گئی ہے تو سال کے گزرنے کے بعد (یعنی چاند کے حساب سے سال گزرنے کے بعد) دیکھا جائے گا کہ اس کے ذمہ کتنی قسطیں واجب الاداء ہیں، جتنی قسطیں واجب الاداء ہیں وہ اس کے ذمہ قرض ہے لہٰذا ان قسطوں کو منہا کر کے باقی ملکیت میں جو کچھ بچے اس پر زکوۃ لاگو ہوگی اور اگر رقم ابھی ملی نہیں اور قسطیں جمع کرائی ہیں تو یہ اس شخص کا دوسرے افراد پر قرض ہے اور قرضہ پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

مثال5: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کمیٹی ڈالی ہے اور روزانہ کمیٹی والے کو تین سو روپے دیتا ہے اور ہر دس دن بعد قرعہ اندازی ہوتی ہے جس کا نام نکلتا ہے کمیٹی کی یہ رقم اس کو دی جاتی ہے، یہ کمیٹی ستر ہزار کی ہے جس شخص کا ایک مرتبہ نام نکلتا ہے اب وہ اس کے بعد مستقل کمیٹی جمع کراتا رہتا ہے اور تقریباً دس یا بارہ مہینہ کے بعد پھر جا کر اس کا نام دوبارہ آتا ہے اور اس ستر ہزار روپے مل جاتے ہیں تو آیا اس صورت میں اس رقم کی زکوۃ ابھی نکالے گا یا ایک سال اس پر گزرنے کے بعد چونکہ پہلے یہ رقم اس کے پاس نہیں تھی یہ اس رقم

کا مالک اب بنا ہے؟ الجواب: اگر وہ شخص پہلے سے صاحب نصاب ہے تو جتنی رقم کمیٹی میں جمع کرا چکا ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت اس رقم کی زکوٰۃ بھی واجب ہو جائے گی لیکن اس کی ادائیگی فی الحال واجب نہ ہوگی بلکہ اس رقم کے قبضہ میں آنے کے بعد واجب ہوگی تاہم پہلے بھی ادا کرنے کی اجازت ہے اور اگر پہلے سے صاحب نصاب نہیں تو اس صورت میں نصاب زکوٰۃ مکمل ہونے کے بعد جب ایک ہجری سال پورا ہوگا تو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوگی۔

(ماخذہ: فتاویٰ دارالعلوم کراچی، تجویب، زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی: 92-91)

(96): (شامیة: الزکوٰۃ: 2/267-206 ط: سعید، احسن الفتاویٰ: 4/301، محمودیه 4/339، فتاویٰ عثمانی: 2/58، فتاویٰ حقانیه 3/494)

- **حاجت اصلیہ کے لیے رکھی گئی رقم پر زکوٰۃ:** اگر کسی نے بقدر نصاب یا اس سے زائد روپیہ حوائج اصلیہ مثلاً گھر بنانے کے لیے جمع کر رکھا ہے، اس پر سال گزر جائے یا ادائیگی زکوٰۃ کی مقررہ تاریخ آ جائے تو اس روپیہ پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ اس میں کچھ اختلاف ہے البتہ راجح قول یہ ہے کہ ایسی رقم پر زکوٰۃ واجب ہے، علامہ شامیؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے، یہی جمہور کا مسلک ہے، عقلاً بھی وجوب راجح معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ اس زمانے میں انسانوں کی ضروریات غیر متناہی حد تک جا چکی ہیں، ہر شخص ایک بڑی رقم کسی عالی شان محل، قیمتی گاڑی، ائرکنڈیشن اور دوسری ضروریات زندگی خریدنے کے ارادہ سے رکھے گا اور اس طرح کسی شخص پر زکوٰۃ ہی واجب نہ ہوگی نیز فقہی عبارات میں بھی "فارغ عن الدین وعن الحوائج الاصلیة" لکھا گیا ہے، اس پر کسی نے نہیں لکھا کہ فارغ عن قیمة الحوائج الاصلیة، یہ عبارت بھی وجوب زکوٰۃ کی نشاندہی کرتی ہیں نیز شریعت نے زکوٰۃ کی مقدار ہی اتنی کم رکھی ہے کہ اس کی ادائیگی سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا اور وہ بھی ایک سال کے بعد، ایک لاکھ پر سالانہ اڑھائی ہزار دینے سے اتنی کمی ہی نہیں آتی۔

فی الشامیة: 3/262 ان الزکوٰۃ تجب فی النقد کیفما أمسکه للنماء وللنفقة۔

(زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی: 99-98)

(97): (البحر الرائق: الزکوٰۃ: 2/203 ط: سعید، تاتار خانیه: الزکوٰۃ: 2/245 ط: ادارۃ القرآن، الهندیة: الزکوٰۃ: 1/172 ط: رشیدیه، شامیة: الزکوٰۃ: 2/259 ط: سعید، بدائع الصنائع: الزکوٰۃ: 2/245)

(98): (البحر الرائق: الزکوٰۃ: 2/203 ط: سعید، تاتار خانیه: الزکوٰۃ: 2/245 ط: ادارۃ القرآن، بدائع الصنائع: الزکوٰۃ: 2/245)

(99): (البحر الرائق: الزکوٰۃ: 1/6-202 ط: سعید، الهندیة: الزکوٰۃ: 1/173 ط: رشیدیه، شامیة: الزکوٰۃ: 2/62-259 ط: سعید، بدائع الصنائع: الزکوٰۃ: 2/11)

(100): (البحر الرائق: الزکوٰۃ: 2/243-236-226 ط: سعید، تاتار خانیه: الزکوٰۃ: -272-242 2/342-341-339-230 ط: ادارۃ القرآن، الهندیة: الزکوٰۃ: 1/185-180-178-172 ط: رشیدیه، الدر مع الرد: الزکوٰۃ: 2/344-321-298-273 ط: سعید)

(101): (الهندية: الزكوة: 172/1 ط: رشيديه)

(102): (البحر الرائق: الزكوة: 2/202-204 ط: سعيد، الهندية: الزكوة: 172/1 ط: رشيديه، شامية: الزكوة: 262/2 ط: سعيد، الفقه الاسلامي وأدلته: الزكوة: 767/2 ط: دار الفكر، بدائع الصنائع: الزكوة: 11/2، فتح القدير: 2/120-119 ط: رشيدية)

(103): (البحر الرائق: الزكوة: 2/228-201 ط: سعيد، تاتارخانيه: الزكوة: 233/2 ط: ادارة القرآن، الهندية: الزكوة: 4/349-179/1-170 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 2/302-291-258-256-6/389-385-228-5/99 ط: سعيد، البزازية على هامش الهندية: الزكوة: 86/4، فتاوى دار العلوم زكريا: 122/3)

(104): (الشامية: الزكوة: 291/2 ط: سعيد)

(105): (البحر الرائق: الزكوة: 207/2 ط: سعيد، الشامية: الزكوة: 291/2 ط: سعيد، فتاوى محمودية: 84/3، اصلاح القلاب: 152/1)

(106): (الهندية: الزكوة: 1/189-172 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 2/269-263 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 9/2 ط: سعيد، فتح القدير: الزكوة: 112/2 ط: رشيدية، آپ کے مسائل اوران کاحل: 346/3)

(107): (الهندية: الزكوة: 1/189-172 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 2/269-263 ط: سعيد، فتح القدير: الزكوة: 112/2 ط: رشيدية، آپ کے مسائل اوران کاحل: 346/3)

(108): (الهندية: الزكوة: 1/172-170 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 2/259-258 ط: سعيد، بدائع الصنائع: 9/2، البحر الرائق: الزكوة 2/202-201، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 17)

(109): (الهندية: الزكوة: 173/1 ط: رشيديه، الدر مع الرد: الهبة: 690/5، الزكوة: 259/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: 9/2، أحكام القرآن: 133/3 ط سهيل اكيڈمی)

(110): (الهندية: الزكوة: 170/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 2/270/260 ط: سعيد، بدائع الصنائع: 7/2، البحر الرائق: الزكوة 204/2، فتاوى محمودية: 315/9، كفايت المفتى: 258/4 ط: ادارة الفارق)

(111): (الدر مع الرد: الهبة: 690/5 ط: سعيد، أحكام القرآن: 133/3 ط سهيل اكيڈمی)

(112): (الهندية: الزكوة: 173/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 259/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 202/2)

(113): (الهندية: الزكوة: 173/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 259/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 202/2)

(114): (الشامیۃ: الهبۃ:605/5ط:سعید)

(115): (فتح القدیر: الزکوۃ:113/2 ط:رشیدیہ، بدائع الصنائع:53/2، تاتارخانیۃ: الزکوۃ: 271/2ط:سعید، خلاصۃ الفتاوی:235/1)

(116): (الهندیۃ: الزکوۃ:173/1ط:رشیدیہ، الشامیۃ: الزکوۃ:260/2ط:سعید، بدائع الصنائع: الزکوۃ:2/8-6، البحر الرائق: الزکوۃ:202/2ط:سعید، فتح القدیر: الزکوۃ:117/2)

(117): (الهندیۃ: الزکوۃ:172/1ط:رشیدیہ، الشامیۃ: الزکوۃ:259/2ط:سعید، بدائع الصنائع: الزکوۃ:9/2ط:سعید، فتاوی حقانیۃ:57/3)

(118): (الهندیۃ: الزکوۃ:172/1ط:رشیدیہ، الشامیۃ: بیوع:166/5ط:سعید، بدائع الصنائع: الزکوۃ:9/2ط:سعید)

• **پگڑی کی رقم پر زکوۃ کا حکم:** اس وقت پگڑی کی اتنی متنوع صورتیں ہیں کہ سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے، تاہم اتنی بات قدرے مشترک ہے کہ کرایہ دار مکان یا دکان کے مالک کو جو رقم دیتا ہے مالک اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے اور اس پر مالکانہ حقوق حاصل ہوجاتے ہیں، جس کے عوض وہ مکان یا دکان خالی کرنے کے حق سے دستبردار ہوجاتا ہے۔ اس لیے شرعاً کرایہ دار پر اس رقم کی زکوۃ واجب نہیں، نہ اس سال کی اور نہ گزشتہ سالوں کی البتہ جب وہ رقم واپس مل جائے تو اس پر حسب قاعدہ سال گزر جائے تو زکوۃ واجب ہوگی۔ اور مالک یا دکان اس رقم کی زکوۃ دے گا؟ صحیح یہ ہے کہ وہ اس کی زکوۃ دے گا اس لیے کہ وہ اس کا مالک ہے اور آئندہ اگر وہ دکان یا مکان خالی کرانا چاہتا ہے تو اس کا کرایہ دار کو راضی کرانا ضروری ہے اور جو رقم وہ واپس کرے گا وہ دوسرے جدید عقدے کے سلسلے میں دے گا۔ السوال: پگڑی کے طور پر دی ہوئی رقم پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: پگڑی کے طور پر دی ہوئی رقم پر زکوۃ واجب نہیں، جب وہ رقم کبھی مل جائے تو اس وقت سے اس پر سال گزرنے کا اعتبار ہوگا، جب اس پر سال گزر جائے یا پہلے سے موجود نصاب کے ساتھ مل کر پہلے نصاب کا سال پورا ہوجائے تو اس پر زکوۃ واجب الاداء ہوجائے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم کراچی، تجویب)

(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:95)

(119): (الشامیۃ: الزکوۃ:261-267/2ط:سعید، البحر الرائق: الزکوۃ:202/2ط:سعید)

• **مکان کی بکنگ کے لیے دی گئی رقم پر زکوۃ کا حکم:** آج کل ہاؤسنگ سوسائٹیاں مکان تعمیر کرنے کے لیے پہلے سے بطور بکنگ رقم وصول کرتی ہیں، اس رقم پر زکوۃ کا حکم یہ ہے کہ مکان اگر تیار اور موجود نہ ہو تو بکنگ کا یہ معاملہ بیع استصناع میں داخل سمجھا جائے گا اور اس میں بکنگ کے وقت جو رقم جمع کروائی ہے یا بعد میں قسطوں میں ادا کی ہے یہ پوری رقم بحکم ثمن ہوگی، اس لیے خریدنے والے کے ذمہ اس رقم کی زکوۃ واجب نہیں تاہم احتیاطاً ادا کرنا بہتر ہے اور جو اقساط بذمہ باقی ہیں اس کو قابل زکوۃ اموال سے منہا کر سکتے ہیں تاہم منہا نہ کرنا احتیاطاً بہتر ہے پھر جب مکان تیار ہوکر خریدار کو مل جائے اور اس کے قبضہ میں آجائے تو اس وقت یہ بیع بالکل مکمل ہوجائے گی اور اب جمع کردہ رقم پر خریدار کے ذمہ زکوۃ بالکل واجب نہ رہے گی اور اب تک جو اقساط باقی ہیں ان کو قابل

زکوۃ اموال سے منہا کیا جائے گا البتہ پھر خود اس مکان کی مالیت پر زکوۃ کے بارے میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر وہ آگے بیچنے کی نیت سے خریدا ہے تو اس کی موجودہ قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہے۔ کیونکہ وہ مال تجارت ہے اور اگر اپنی ذاتی ضرورت کے لیے خریدا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے اور اگر کرایہ پر دے دیا ہو تو کرایہ پر حسب اصول زکوۃ واجب ہے۔ ماخذہ: رجسٹر نقل فتاویٰ دار العلوم کراچی: 360/58

• **پلاٹ کی بکنگ کے لیے دی گئی رقم پر زکوۃ:** اگر کسی سوسائٹی میں پلاٹ خریدنے کے لیے بطور بکنگ رقم جمع کرادی اور پلاٹ ابھی تک معلوم نہیں ہے تو یہ معاملہ وعدہ بیع ہے اور اس میں جمع شدہ رقم کی حیثیت قرض کی ہے۔ لہٰذا اس کی زکوۃ خریدار کے ذمہ لازم ہے اور جو اقساط اس کے ذمہ باقی ہیں ان کو قابل زکوۃ اموال سے منہا نہیں کیا جائے گا، پھر جب پلاننگ ہو جائے اور پلاٹ پر قبضہ ہو جائے تو اس وقت بیع مکمل ہو جائے گی اور جمع شدہ رقم کی زکوۃ بائع کے ذمہ ہو گی، خریدار کے ذمہ نہیں اور خریدار کے ذمہ جو اقساط باقی ہوں ان کو قابل زکوۃ اموال سے منہا کیا جائے گا اور پلاٹ کی مالیت پر وجوب زکوۃ کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ تجارت کے علاوہ کسی مقصد کے لیے خریدا ہے تو اس کی مالیت پر زکوۃ نہیں ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ دونوں مسائل میں بوقت بکنگ اگر مکان یا پلاٹ موجود اور معلوم ہے تو یہ بکنگ بیع ہے، اور اس میں جمع شدہ رقم بحکم ثمن ہے جس کی زکوۃ خریدار کے ذمہ نہیں ہے۔ (زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی: 138-137)

(120): (الهندية: الزكوة: 1/175-172 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 2/305-307-259 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 2/10-9، البحر الرائق: الزكوة: 2/207 ط: سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 19، خير الفتاوى: 3/596، مسائل بهشتى زيور: 310)

• **حکومتی زرضمانت میں زکوۃ کا حکم:** فتاویٰ حقانیہ 3/507 میں ہے: سوال: آج کل انگریزی قانون کے مطابق کوئی بھی عدالت جب کسی مجرم کو آزاد کرتی ہے تو اس سے زرضمانت (کچھ نقد رقم) وصول کرتی ہے جو کہ حکومت کے خزانہ میں جمع ہو جاتی ہے تو اس رقم کی زکوۃ کا کیا حکم ہے؟ الجواب: زکوۃ کے وجوب کے لیے اہم شرط ملکیت تامہ ہے یعنی مالک مال کے رقبہ کا بھی مالک ہو اور اس پر ہر وقت تصرف کر سکتا ہو یعنی اس کے قبضہ میں ہو یہاں زرضمانت کی رقم اگرچہ اصلاً ضمانت جمع کرنے والے کی ملکیت ہے لیکن بطور ضمانت جمع کرنے کے بعد اس کے تصرف اور قبضہ سے خارج ہو کر حکومت کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے، جس میں ملکیت تامہ باقی نہیں رہی، اس لیے مال مرہونہ کی طرح اس میں بھی زکوۃ واجب نہیں۔

في الدر المختار: 2/263 ولا في مرهون بعد قبضه، قال ابن عابدين اى لا على المرتهن لعدم ملك الرقبة ولا على الراهن لعدم اليد واذا استوفاه الراهن لايزكى عن السنين الماضية۔ وفي البحر: 2/203 واطلق الملك فانصرف الى الكامل وهو المملوك رقبة ويدا... ومن موانع الوجوب الرهن اذا كان في يد المرتهن لعدم ملك اليد)

(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی: 97-96)

(121): (خير الفتاوى: 3/595-486، امداد الفتاوى: 2/63)

(122): (الهندية: الزكوة: 172/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 263/2 ط: سعيد، مسائل بهشتی زیور: 311)

(123): (الهندية: الزكوة: 179/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 2/303-98-297 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة 2/20-19 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 2/230-228 ط: سعيد، الفقه الاسلامي وأدلته: 759/2، تاتارخانية: 2/237-231-230 ط: ادارة القرآن، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 31)

(124): (الهندية: الزكوة: 1/189-172 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 259/2 ط: سعيد، فتح القدير: 12/2، آپ کے مسائل اور ان کا حل: 346/3 ط: مكتبة لدهيانوى)

(125): (الهندية: الزكوة: 172/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 263/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 9/2 ط: سعيد)

(126): (الهندية: الزكوة: 172/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 263/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 9/2 ط: سعيد)

(127): (الشامية: الزكوة: 202/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 2/15-10 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 229/2 ط: سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 32)

(128): (الشامية: الزكوة: 260/2 ط: سعيد،، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 33)

(129): (تفهيم الفقه: 278)

(130): (الشامية: الزكوة: 260/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 6/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 204/2 ط: سعيد، أحسن الفتاوى: 261/4، فتاوى عثمانى: 71/2)

(131): (الهندية: الزكوة: 170/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 2/270-260 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 7/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 204/2 ط: سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 35، فتاوى محمودية: 315/9)

(132): (بدائع الصنائع: الزكوة: 9/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 207/2 ط: سعيد، خير الفتاوى: 3/604-595-376، امداد الفتاوى: 63/2)

(133): • **تنخواہ میں ترقی کی رقم پر زکوۃ کا حکم:** فتاویٰ عثمانی 57/2 میں ہے: سوال: زید ایک سرکاری دفتر میں ملازم ہے، زید صاحب نصاب ہے مثلاً سال پورا ہونے کی تاریخ 30 مارچ ہے، اس دن زید کو زکوۃ کے لیے حساب کرنا ہے کہ کتنی زکوۃ کل رقم پر بنتی ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی ترقی مثلاً 20 مارچ سے ہوجاتی ہے اور اس سلسلے میں کاغذی کارروائی 20 / مارچ کو کردی جاتی ہے، اب زید کو ترقی والی رقم ملنی ہے، اگر 30 / مارچ سے پہلے پہلے مل جائے تو سابقہ نصاب میں شامل کی جاسکتی ہے لیکن حساب کر کے کاغذات دفتر سے پاس ہوکر 30 / مارچ کے بعد آئیں گے اور اس کے ہاتھ 3,2 / اپریل یا 15 / اپریل کو ملیں گے تو کیا کاغذی احکامات کی بناء پر

30 مارچ کو حساب شدہ زکوۃ کی رقم میں اس کو بھی شامل کیا جائے یا نہیں؟ چونکہ حکم ترقی کا 20 مارچ کو ہو چکا ہے۔ جواب: صورت مسئولہ میں تنخواہ میں ترقی کی رقم جب زید کو مل جائیگی اس وقت اس پر زکوۃ واجب ہوگی، محض کاغذی طور پر استحقاق پیدا ہونے سے اس پر زکوۃ نہیں ہوگی۔ لہٰذا 30 مارچ کو جتنی رقم زید کی ملکیت میں ہے صرف اس پر زکوۃ نکالنی ہوگی بلکہ اب اس کی زکوۃ آئندہ سال نکلے گی یعنی آئندہ سال کی تاریخ میں جتنی رقم ملکیت میں ہوگی اس کی زکوۃ ادا کی جائے گا جس میں یہ ترقی کی رقم بھی شامل ہو جائے گی:

"لان الاصح ان الأجرة دين ضعيف لاتجب عليه الزكوٰة حتى يقبض كالمهر"

لیکن یہ مسئلہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مسلک پر ہے، صاحبینؒ کے نزدیک چونکہ ہر قسم کے دین پر زکوۃ واجب ہے، اس لیے احتیاطاً 12 اپریل کو ملنے والی رقم کی زکوۃ اسی سال کے نصاب میں شمار کر کے نکال دی جائے تو بہتر ہے۔

في الدر:306/2 وعند قبض مأتين مع حولان الحول بعده أي بعد القبض (من) دين ضعيف وهو (بدل غير مال) كمهر ودية وبدل كتابة وخلع الا اذا كان عنده مايضم الى الدين الضعيف۔ وفي البدائع:10/2 واما الدين الضعيف فهو الذي وجب له بدلاً عن شي سواء وجب له بغير صنعه كالميراث أو بصنعه كالوصية أو وجب بدلاً عماليس بمال كالمهر وبدل الخلع والصلح عن القصاص وبدل الكتابة ولا زكوٰة فيه مالم يقبض كله ويحول عليه الحول بعد القبض۔ (زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:81-80)

• **وصولی سے پہلے تنخواہ کا اعتبار نہیں ہے:** صحیح یہ ہے کہ ملازم کی تنخواہ منافع حر ہونے کی وجہ سے دین ضعیف ہے، لہٰذا وصولی سے قبل اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ مثلاً ایک شخص بیس رمضان کو زکوۃ دیتا ہے اور اس کو 22 رمضان المبارک کو تنخواہ ملتی ہے تو عام مال کی زکوۃ فرض ہے اور اس تنخواہ کی زکوۃ ضروری نہیں ہے یا مثلاً ایک شخص کے پاس نصاب سے کم مال ہے اور عید کے بعد اس کو تنخواہ ملے گی اور تنخواہ سمیت مال نصاب تک پہنچ جائے گا تو اب اس پر صدقۂ فطر اور قربانی واجب نہیں ہے۔ ماخذہ: خیر الفتاویٰ:419-420/3، آپ کے مسائل:359/3
(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:131)

(134): (أحسن الفتاوى:270/4)

• **پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ کا حکم:** پراویڈنٹ فنڈ میں ملازم کی تنخواہ سے اختیاری کٹوتی ہوتی ہو یا جبری اور ملازمت سرکاری ہو یا پرائیویٹ، زکوۃ کے بارے میں سب کا حکم یکساں ہے اور زکوۃ کے حکم کا خلاصہ یہ ہے: 1) حکومت یا محکمہ ملازم کی تنخواہ سے کٹوتی کر کے رقم خود استعمال میں لا کر اس پر اضافہ کرے یا از خود کسی شخص یا کمپنی اور بنک کو سرمایہ کاری کے لیے دے دے ان دونوں صورتوں میں کٹوتی کی اصل رقم اور اس پر ماہ بماہ جو اضافہ حکومت یا محکمہ کی طرف سے ہوتا ہے پھر مجموعہ پر جو رقم سالانہ بنام سود یا انٹرسٹ ملازم کو ملتی ہے امام ابوحنیفہؒ کے ہاں یہ دین ضعیف ہے، ان تین قسم کی رقوم میں سے کسی رقم پر بھی گزشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوتی البتہ صاحبین کے ہاں ایسی رقوم پر گزشتہ سالوں کی زکوۃ بھی واجب ہے، فتویٰ امام ابوحنیفہؒ کے قول پر ہے، اگر کوئی شخص سالہائے گزشتہ

کی زکوۃ ادا نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں البتہ اگر کوئی شخص تقوی اور احتیاط پر عمل کرتے ہوئے گزشتہ سالوں کی زکوۃ بھی دیدے تو بہتر اور افضل ہے۔ مثال: زید ایک محکمہ میں ملازم ہے، ہر ماہ بماہ اس کی تنخواہ سے سو روپے کٹتے رہے، ملازمت کا دورانیہ بیس (20) سال ہے، جب ریٹائر ہوا تو کٹوتی کی اصل رقم 24 ہزار ہوئی، اس پر ماہانہ اضافہ بھی مثلاً ایک سو روپیہ تھا تو اضافہ بھی 24 ہزار ہوا، پھر مجموعہ پر سالانہ سود یا انٹرسٹ مثلاً پچاس روپے تھا تو اس کی رقم بارہ ہزار ہوئی، تینوں کا مجموعہ ساٹھ ہزار ہوا، بیس سال بعد جب اسے یہ رقم یکمشت ملے گی تو گزشتہ بیس سالوں کی زکوۃ اس پر لازم نہیں۔ 2) ملازم نے اپنے فنڈ کی رقم اپنی طرف سے اپنی ذمہ داری پر کسی شخص یا بینک یا بیمہ کمپنی، یا کسی اور مستقل تجارتی کمپنی یا ملازمین کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ وغیرہ کی تحویل میں دلوادی تو یہ ایسا ہے جیسے خود اپنے قبضے میں لے لی ہو کیونکہ اس طرح جس کمپنی وغیرہ کو یہ رقم منتقل ہوئی وہ اس ملازم کی وکیل ہوگئی اور وکیل کا قبضہ شرعاً موکل کے قبضے کے حکم میں ہے، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ جب سے یہ رقم اس کمپنی وغیرہ کی طرف منتقل ہوگی، اسی وقت سے اس پر زکوۃ کے احکام جاری ہوجائیں گے اور ہر سال کی زکوۃ ضابطہ کے مطابق واجب ہوتی رہے گی، اس لیے جب اختتام سال پر عام مال کی زکوۃ ادا کرے تو اس جمع شدہ رقم کی زکوۃ بھی ساتھ ادا کرے، اگر ادا نہ کی تو جب وصول کرلے تو سابقہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے اور ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے گناہ بھی ہوگا نیز اس دوران اسے جب نفع ملنا شروع ہوجائے تو نفع پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔

(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی: 77-76)

• (مزید دیکھیں حوالہ: 78)

(135): (الهندية: الزكوٰة: 175/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوٰة: 307/2-306-305 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوٰة: 10/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوٰة: 207/2 ط: سعيد، فتح القدير، الزكوٰة: 123/2 ط: رشيدية، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوٰة، فقرة: 24، فتاوىٰ دار العلوم ديوبند: 53/4)

(136): (الهندية: الزكوٰة: 175/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوٰة: 305/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوٰة: 10/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوٰة: 207/2 ط: سعيد، تفهيم الفقه: 282)

(137): (الهندية: الزكوٰة: 175/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوٰة: 307/2-306-305 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوٰة: 10/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوٰة: 207/2 ط: سعيد، فتح القدير: 123/2 ط: رشيدية)

• وصولیابی کے بعد زکوۃ کے مسائل: مذکورہ حکم پراویڈنٹ فنڈ اور اس پر ملنے والے منافع وصول کرنے سے قبل اور گزشتہ سالوں کی زکوۃ کے بارے میں ہے، جب یہ رقم اور منافع ملازم یا اس کا کوئی وکیل وصول کرلے تو آئندہ کی زکوۃ کے احکام یہ ہیں: 1) ملازم اگر پہلے سے صاحب نصاب نہ تھا اور وصولیابی کے بعد فنڈ کی رقم اور منافع اتنے کم ہیں کہ انہیں ملا کر بھی اس کا سارا مال مقدار نصاب کو نہیں پہنچتا تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ 2) اگر پہلے سے صاحب نصاب نہ تھا، فنڈ کی رقم اور منافع ملنے سے صاحب نصاب بن گیا تو جس تاریخ کو رقم وصول کی ہے،

آئندہ سال اسی تاریخ کو اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اس سے پہلے نہیں اور آئندہ سال بھی زکوۃ اسی شرط پر واجب ہوگی کہ اس تاریخ تک یہ شخص صاحب نصاب رہے، اگر سال پورا ہونے سے پہلے سب مال خرچ ہونے کے باوجود سال کے آخر تک بقدر نصاب مال بچا رہا تو جتنا صرف اس کی زکوۃ واجب ہوگی، جو خرچ ہوگیا اس کی زکوۃ واجب نہ ہوگی۔3) اگر یہ ملازم پہلے سے صاحب نصاب تھا تو فنڈ کی رقم اور اضافہ مقدار نصاب سے خواہ کم ہے یا زیادہ، اس کا علیحدہ سال معتبر نہ ہوگا بلکہ جو مال پہلے سے اس کے پاس تھا اس کے سال کا اعتبار ہوگا، جب اس کا سال پورا ہوگا تو فنڈ اور اس کے اضافے کی زکوۃ بھی اس وقت واجب ہوگی، خواہ اس فنڈ اور اضافے پر سال مکمل نہ ہوا ہو۔ مثال: زید صاحب حیثیت تھا، اس کے پاس بیس ہزار روپیہ موجود تھا وہ ہر سال دس رمضان کو زکوۃ دیا کرتا تھا، یکم رمضان کو اسے فنڈ مل گیا تو دس رمضان کو بیس ہزار کے علاوہ فنڈ کی رقم پر بھی زکوۃ دے گا۔

(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:78-77)

(138): (الهندية: الزكوة: 175/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوة: 2/307-306-305 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 10/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 207/2 ط: سعيد، فتح القدير: 123/2 ط: رشيدية، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 24، أحسن الفتاوى: 273/4)

(139): (ردالمحتار الزكوة: 39/2، بدائع الصنائع، الزكوة: 10/2 ط: سعيد، البحر مع منحة الخالق: 208/2، المبسوط للسرخسي: 196/2، أحسن الفتاوى: 4/273-272، امدادالفتاوى: 76/2، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 24، حاشية: دين متوسط كاسال، كابى: 67، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 24، عمدة الفقه: 43-42)

● **دین متوسط کا سال:** دین متوسط کا سال کب سے ہوگا (فروختگی کے وقت سے یا وصول کے وقت سے دونوں روایتیں ہیں) پس اگر کسی کا دین متوسط ہے اور اس پر ڈیڑھ سال گزر گیا پھر وصول ہوا تو اصل کے اعتبار سے گزرے ہوئے ایک سال کی ابھی ادا کرے پھر جب قبضے کے بعد آدھا سال مزید گزر جائے تو اس سال کی بھی زکوۃ دے۔ ابن سماعہ کی روایت کے مطابق نہ گزشتہ سال کی زکوۃ دے گا نہ موجودہ سال کی، لیکن جب قبضے کے بعد سے نیا سال پورا ہو جائے تب اس سال کی زکوۃ ادا کرے۔

(عمدة الفقه: 43-42، الموسوعة الفقهية الكويتيه، فقره: 24)

(140): (الشامية: الزكوة: 260/2 ط: سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 32)

(141): (تفهيم الفقه: 278، فتاوىٰ عثمانى: 70/2، فتاوىٰ دار العلوم زكريا: 126/3)

● **واجب الاداء اقساط کا حکم:** جس خریدار نے ماہانہ یا سالانہ اقساط ادا کرنی ہیں وہ زکوۃ ادا کرتے وقت اقساط کی رقم کو قابل زکوۃ اثاثوں سے منہا کرے گا، اس کے بعد جو رقم بچے صرف اس پر زکوۃ واجب ہے مثلاً مذکورہ مثال میں جس نے تین لاکھ پر قسط وار گاڑی خریدی ہے اس کے پاس کل قابل زکوۃ اثاثے پانچ لاکھ کے ہیں تو تین لاکھ منہا کر کے صرف دو لاکھ کی زکوۃ دے اور اگر باقی اقساط ادا کر دیں صرف ایک لاکھ کی قسط باقی ہو تو ایک لاکھ منہا

کر کے بقیہ چار لاکھ کی زکوۃ ادا کرے۔ البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ دین معجّل اور مؤجل دونوں منہا ہوں گے؟ صحیح قول یہ ہے کہ صرف معجّل دین منہا ہوتا ہے مؤجل نہیں۔ لہٰذا صحیح قول کی بنا پر صرف وہ قسط منہا ہوگی جو ابھی دینی ہے، باقی منہا نہ ہوگی۔ (زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بلگرامی:139)

• **تجارتی اور پیداواری قرض:** دوسری قسم کے قرضے وہ ہیں جو بڑے بڑے سرمایہ دار پیداواری اغراض کے لیے بینکوں یا مالیاتی اداروں سے لیتے ہیں مثلاً فیکٹریاں لگانے یا مشینریاں خریدنے یا مال تجارت امپورٹ کرنے کے لیے لیتے ہیں۔ مثلاً ایک سرمایہ دار کے پاس پہلے سے دو فیکٹریاں موجود ہیں لیکن اس نے بینک سے قرض لے کر تیسری فیکٹری لگا دی اور اس میں عموماً ہوتا یہی ہے کہ وہ قرض قسطوں میں ادا کیا جاتا ہے، یکمشت ادا نہیں کیا جاتا۔ اس قسم کے قرضوں کی منہائی کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ قرض تجارت کی غرض سے لیا اور اس سے وہ اشیاء خریدی جو قابل زکوۃ اثاثوں میں سے ہیں تو اس صورت میں اس قرض کو منہا کیا جائے گا مثلاً اس قرض سے خام مال خرید لیا یا مال تجارت خرید لیا تو قرض کو منہا کیا جائے گا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ خود اس خام مال یا مال تجارت پر زکوۃ واجب ہے۔ اور اگر قرض سے ایسے اثاثے خریدے ہیں جو قابل زکوۃ نہیں ہیں یعنی خود ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی، تو اس صورت میں قرض کو مجموعی مالیت سے منہا نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً اس نے قرض سے پلانٹ، مشینری یا گاڑی یا پلازہ خرید لیا تو ان چیزوں کی مالیت پر زکوۃ نہیں ہے لہٰذا اس قرض کو منہا نہ کریں گے۔

• **وجہ اور مثال:** ایسے قرض کو منہا نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر قرض منہا کرنے کی اجازت دے دی جائے تو کروڑ پتی بلکہ ارب پتی سرمایہ دار پر کبھی بھی زکوۃ واجب نہ ہوگی بلکہ بعض صورتوں میں وہ خود مستحق زکوۃ قرار پائے گا اور یہ مقاصد شریعت کے بالکل خلاف ہے۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ایک کروڑ روپیہ ہے اور اس نے کسی بینک یا مالیاتی ادارے سے دس کروڑ قرض لے کر فیکٹری بنا دی اور اس میں جدید ترین مشینری رکھ دی اور فیکٹری کے لیے گاڑیاں خرید ڈالیں۔ اب اس کے پاس قابل زکوۃ مال ایک کروڑ روپیہ ہے اور دس کروڑ اس پر قرض ہے جو اس نے قسطوں میں ادا کرنا ہے، اگر دس کروڑ کو منہا کر دیا جائے تو وہ نو کروڑ کا مقروض بن جائے گا، نہ صرف یہ کہ اس کو زکوۃ دینے کی توفیق نہ ہوگی بلکہ وہ مستحق زکوۃ ٹھہرے گا حالانکہ وہ کروڑ پتی ہے۔ واضح رہے کہ اس کی فیکٹری اور مشینری وغیرہ اس کے مستحق زکوۃ بننے سے مانع نہیں کیونکہ یہ ضرورت میں داخل ہیں۔ زائد ضرورت نہیں ہیں، تمام آلات کسب و تجارت ضرورت میں شامل ہوتے ہیں۔

(ماخذہ: فقہی مقالات: 155-56/3، نوادر الفقہ :15-16/2)

خلاصہ یہ کہ اس قسم کا قرض منہا نہ ہوگا ورنہ سرمایہ دار اور کروڑ پتی لوگ اس کو ایک بڑا حیلہ بنا سکتے ہیں اور یہی قول صحیح ہے۔ اس قرض کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس قسم کے طویل المیعاد قرضوں میں ہر سال کی جو قسط قرض لینے والے کی ذمہ ادا کرنے لازم ہوتا ہے صرف اتنی مقدار زکوۃ سے مستثنیٰ ہوگی اور باقی اقساط کو مستثنیٰ نہیں کیا جائے گا۔ (اہم فقہی فیصلے:49) (زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بلگرامی:56-54)

(142): (الشامية: الزكوة:261/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة:8/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة:204/2 ط: سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة:35 دين الله، فقرة:8)

(143): (خیر الفتاوی:476-603/3)

(144): (خیر الفتاوی:595/3)

(145): (الھندیۃ: الزکوۃ: 175/1 ط: رشیدیہ، الشامیۃ: الزکوۃ: 305/2 ط: سعید، بدائع الصنائع: الزکوۃ: 10/2 ط: سعید، البحر الرائق: الزکوۃ: 207/2 ط: سعید)

(146): (الھندیۃ: الزکوۃ: 175/1 ط: رشیدیہ، الشامیۃ: الزکوۃ: 305/2 ط: سعید، بدائع الصنائع: الزکوۃ: 10/2 ط: سعید، البحر الرائق: الزکوۃ: 207/2 ط: سعید)

(147): تقسیم اول: خطرات کے اعتبار سے بیمہ کی تین بڑی اقسام ہیں: 1) تامین الاشیاء (Good Insurance) اس میں بعض اہم اشیاء کا بیمہ کرایا جاتا ہے جیسے مکان، گاڑی، جہاز وغیرہ کا بیمہ، اس کا طریق کار یہ ہے کہ جو شخص مذکورہ اشیاء میں سے کسی کا بیمہ کرانا چاہے تو وہ معین شرح سے بیمہ کمپنی کو فیس ادا کرتا رہتا ہے جسے انگریزی میں (Premium) پریمیم اور عربی میں "قسط" کہا جاتا ہے، اس چیز کو اگر نقصان ہو جائے یا تباہ ہو جائے تو کمپنی اس کی تلافی کر دیتی ہے اور اگر نقصان نہ ہو تو جو قسطیں بیمہ دار نے جمع کی ہیں وہ واپس نہیں ملتیں۔ 2) ذمہ داری کا بیمہ (InsuranceThird Party) اس کو عربی میں تامین المسولیہ کہا جاتا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص پر مستقبل میں کوئی ذمہ داری آسکتی ہے، اس ذمہ داری سے نمٹنے کے لیے بیمہ کرایا جاتا ہے، مثلاً گاڑی روڈ پر لانے سے حادثے کے نتیجے میں کسی دوسرے کا نقصان ہو جانے کا خطرہ ہے، اس صورت میں گاڑی چلانے والے پر مالی تاوان لازم ہو جائے گا، اس کا بیمہ کرالیا جاتا ہے اور حادثے کے وقت تاوان کی ادائیگی بیمہ کمپنی کر دیتی ہے۔ 3) تامین الحیاۃ بیمہ زندگی (Life Insurance) یعنی اپنی زندگی کا بیمہ کرنا، جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً بیمہ کمپنی سے بیس سال کا معاہدہ کرتا ہے اور ماہانہ اقساط جمع کرتا ہے اور طے ہوتا ہے کہ اگر بیس سال کے اندر اندر اس کا انتقال ہو گیا تو بیمہ کمپنی اس کے ورثاء کو طے شدہ رقم ادا کرے گا اور اصل رقم بھی ساتھ واپس کرے گی اور اگر بیس سال میں انتقال نہ ہوا تو بیمہ ختم ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں مدت بھی مقرر نہیں ہوتی۔ "تامین الاشیاء" اور "تامین الحیاۃ" میں بنیادی فرق یہ ہے کہ تامین الحیاۃ کی صورت میں اصل رقم بمعہ سود کے واپس مل جاتی ہے خواہ اس کا انتقال نہ ہوا ہو اور تامین الاشیاء کی صورت میں اگر وہ حادثہ پیش نہ آیا تو اصل رقم واپس نہیں ملتی۔

زکوۃ کا حکم: مذکورہ تینوں اقسام میں بیمہ دار پر اصل رقم کی زکوۃ واجب ہے کیونکہ بیمہ دار نے قسطوں میں جتنی بھی رقم جمع کی ہے وہ شرعاً قرض اور دین قوی ہے لہٰذا تاریخ زکوۃ آنے تک جتنی اقساط جمع کی ہیں ان کی زکوۃ بھی فرض ہے۔ "تامین الاشیاء" میں حادثہ پیش نہ آنے کی صورت میں اصل رقم بھی واپس نہیں ملتی لیکن جب تک طے شدہ مدت ختم نہیں ہوتی اور حادثہ پیش نہ آنے کا یقین نہیں ہوتا اس وقت تک بیمہ دار اس رقم کا مالک شمار ہوتا ہے البتہ جو نفع اور سود کا اضافہ ہوا ہے اس پر زکوۃ نہیں ہے، شرعاً وہ ویسے بھی حرام ہے نیز وہ دین ضعیف ہے۔

(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بنگرامی: 88-87)

(148): (أحسن الفتاوی:272/4)

- دین قوی کا سال: دین قوی میں سال شروع ہونا مال کے اصلی سال سے ہوتا ہے۔ فروخت یا وصولی کے وقت

سے سال شروع نہیں ہوگا، پس جب اس میں سے بقدر نصاب یا چالیس درہم پر قبضہ کرلے تو اس گزرے ہوئے زمانے کی زکوۃ کے اصلی سال سے شمار کرتے ہوئے ادا کرے، پس اگر کوئی شخص تجارتی سامان کا مالک بنا، پھر آدھا سال گزرنے کے بعد فروخت کردیا، پھر ڈیڑھ سال کے بعد اس کی قیمت وصول ہوگئی تو اب اس پر دو سال پورے ہوگئے لہٰذا دو سال کی زکوۃ دے۔ (عمدة الفقه:43-42، الموسوعة الفقهية الكويتية، الزكوة، فقره:24)

(149): (الهندية: الزكوة:175/1 ط:رشيديه، الشامية: الزكوة:307/2-306-305 ط:سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة:10/2 ط:سعيد، البحر الرائق: الزكوة:207/2 ط:سعيد، فتح القدير، الزكوة:123/2 ط:رشيدية)

(150): (الهندية: الزكوة:175/1 ط:رشيديه، بدائع الصنائع: الزكوة:15/2 ط:سعيد، البحر الرائق: الزكوة:229/2 ط:سعيد، تاتار خانية، الزكوة:251/2 ط:ادارة القرآن)

(151): **شمسی سال کے حساب سے زکوۃ ادا کرنے کی چند جائز صورتیں:** اس زمانے میں شمسی حساب غالب ہے، قمری حساب کے بارے میں عوام الناس کو بالکل علم نہیں ہوتا، رمضان کی تاریخوں کے علاوہ کسی تاریخ کے بارے میں پتہ نہیں کرتے۔ اس لیے شمسی سال کے اعتبار سے زکوۃ کی ادائیگی کی چند صورتیں لکھی جاتی ہیں، انہیں مستقل طریقہ بنالینا درست نہیں البتہ بوقت ضرورت ان پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ **پہلی صورت:** شمسی سال کے حساب سے زکوۃ ادا کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ حساب تو شمسی تاریخ کے لحاظ سے رکھے البتہ ہر سال شمسی سال مکمل ہونے سے دس دن پہلے حساب لگا کر زکوۃ ادا کرلیا کرے مثلاً زید شمسی حساب سے یکم جنوری کو صاحب نصاب بنا اور قمری حساب سے وہ یکم محرم ہے تو شمسی حساب سے اس کا سال 30 دسمبر کو پورا ہوگا، اس وقت دس محرم ہوگی، وہ 30 دسمبر کی بجائے 20 دسمبر کو زکوۃ ادا کردے، یہ ادائیگی قمری سال کے مطابق ہوجائے گی پھر دوسرے سال 10 دسمبر کو ادا کرتا رہا ہے، پینتیس سال مکمل ہونے پر پہلی تاریخ نصاب لوٹ آجائے گی جس میں وہ صاحب نصاب بنا تھا یعنی یکم جنوری اور یکم محرم۔ **دوسری صورت:** ہر نئے سال کی ابتداء دس روز بعد کی جائے اور ہر سال کے اختتام پر دس دن کی زکوۃ موجودہ مالیت کے حساب سے ادا کردی جائے مثلاً مذکورہ صورت میں زید یکم جنوری بمطابق یکم محرم کو صاحب نصاب بنا ہے تو شمسی حساب سے یکم جنوری کو سال پورا ہوگا لیکن قمری اعتبار سے اس وقت دس محرم ہوگا وہ اکتیس دسمبر یا یکم جنوری کی بجائے قمری اعتبار سے یکم محرم (20 دسمبر) کو زکوۃ دیدے، اب شمسی سال میں دس یا گیارہ دن بھی باقی ہیں تو دس گیارہ دن کے بعد موجود مالیت حساب لگا کر دس گیارہ دن کی زکوۃ بھی دیدے، اس اعتبار سے 31 دسمبر کو اس کا ذمہ زکوۃ سے فارغ ہوجائے گا اور اس وقت چونکہ دس محرم ہوگی، اس لیے نیا سال یکم محرم کی بجائے دس محرم سے شمار کرے، آئندہ سال دس محرم کو زکوۃ ادا کرے پھر دس دنوں کی زکوۃ موجودہ مالیت کے حساب سے ادا کر کے نیا سال 20 محرم سے شمار کرے۔ ماخذہ: کفایت المفتی:302/4 **تیسری صورت:** اس سے سہل طریقہ یہ ہے کہ شمسی سال کے اعتبار سے زکوۃ نکالی جائے اور دس دن کی مزید زکوۃ دیدی جائے، شمسی سال میں 365 دن ہیں تو سال کے بعد زکوۃ بھی مثلاً 365 روپے بنتی ہے، معلوم ہوا کہ دس دنوں کی

زکوۃ دس روپے ہے لہٰذا دس روپے مزید زکوۃ دیدے البتہ آخری دس دنوں میں اگر مزید رقم یا مال آ گیا تو اس کی بھی زکوۃ دینا ہوگا۔ امداد الفتاوی:31/2 میں ہے: سوال: عمر تجارت کرتا ہے اور سالانہ گوشوارہ 30 جون کو بحساب شمسی تیار کرتا ہے اور 30 جون ہی کو زکوۃ علیحدہ کرتا ہے، سالانہ منافع مثلاً 565 روپیہ یا اوسطاً ایک ہزار روپیہ اور ہوا لہٰذا بابت فرق شمسی وقمری مہینوں کے دس روپیہ زائد شمار کر کے ان دس روپوں پر بھی زکوۃ دیتا ہے، کیا یہ صورت جائز ہے؟ جواب: امید ہے کہ ادا ہو جائیگی، اگر قدرے زائد دیدے تو احتیاط کی بات ہے۔ چوتھی صورت: بامر مجبوری شمسی سال کے اعتبار سے زکوۃ ادا کی جائے اور شمسی وقمری سالوں کے درمیان جتنا فرق ہوتا ہے یعنی دس دن اس کی تلافی کے لیے %2.50 کی بجائے %2.60 (دو اعشاریہ ساٹھ فیصد) کے حساب سے زکوۃ ادا کردی جائے۔

- **شمسی تاریخ سے قمری تاریخ کی طرف تبدیلی کس طرح ہو:** سوال: شروع ہی سے میں انگریزی تاریخ کے حساب سے زکوۃ ادا کرتا ہوں، اب میں قمری تاریخ کا تعین کس طرح کردوں؟ جواب: آئندہ کے لیے کوآپ کسی قمری تاریخ کا تعین کرلیں اور اب تک آپ جو شمسی تاریخ کے حساب سے زکوۃ ادا کرتے چلے آئے ہیں تو اس میں ہر سال جو تقریباً چند دنوں کا فرق چلا گیا ہے اس کی تلافی کے لیے آپ شمسی سال %2.60 کا حساب کریں اور جو فرق نکلتا ہو اس کی مزید زکوۃ ادا کردیں۔ (فقہی مقالات:170/3)

(زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:48-46)

(152): (الهندية: الزكوٰة: 175/1 ط: رشيديه، الشامية: الزكوٰة: 2/295-288-268 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوٰة: 13/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوٰة: 2/222-203 ط: سعيد، فتح القدير، الزكوٰة: 2/148-147 ط: رشيدية، فتاوىٰ دار العلوم ديوبند: 70/6)

(153): (الهندية: الزكوٰة: 175/1 ط: رشيدية، الشامية: الزكوٰة: 288/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوٰة: 13/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوٰة: 222/2 ط: سعيد، فتح القدير، الزكوٰة: 2/48-147 ط: رشيدية)

(154): (الشامية: الزكوٰة: 302/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوٰة: 15/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوٰة: 229/2 ط: سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوٰة، فقرة: 32)

(155): (الشامية: الزكوٰة: 302/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوٰة: 15/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوٰة: 299/2 ط: سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوٰة، فقرة: 32، حول، فقرة: 4)

(156): (الشامية: الزكوٰة: 2/295-267 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوٰة: 203/2 ط: سعيد، خير الفتاوىٰ: 380/3)

(157): **بیلنس شیٹ تیار کرنے کی تاریخ اور زکوۃ نکالنے کی تاریخ میں عدم تطابق ہو تو؟** بیلنس شیٹ کے مطابق کمپنی کے شیئرز کی زکوۃ نکالنے میں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ ہر صاحب نصاب کے حق میں زکوۃ ادا کرنے کی ایک تاریخ طے ہوتی ہے، شرعاً وہ جس تاریخ کو صاحب نصاب بنا ہے اسی تاریخ کو ادائیگی زکوۃ کے لیے مقرر کرنا ضروری

ہے، کمپنی کے بے شار شیئر ہولڈر ہوتے ہیں، ان کی ادائیگی زکوۃ کی تواریخ بھی مختلف ہوتی ہے اور کمپنی نے تو ایک متعین تاریخ کو بیلنس شیٹ تیار کرنی ہوتی ہے، اس میں سب شیئر ہولڈرز کی رعایت ممکن نہیں ہوتی اب مثلاً زید کے پاس شیئرز کے علاوہ بہت قابل زکوۃ مال ہے اور اس کی تاریخ زکوۃ مثلاً 30 محرم ہے اور کمپنی بیلنس شیٹ 30 رجب کو تیار کرتی ہے تو زید سب کی زکوۃ کیسے نکالے گا؟ اس کا ایک حل تو آ گیا کہ باقی اموال کی زکوۃ مقررہ تاریخ پر دیدے، تاخیر کا گناہ نہ ہوگا البتہ اپنی تاریخ زکوۃ اور کمپنی کے تاریخ حساب کے درمیان فرق ہوسکتا ہے مثلاً زید نے یکم محرم کو حساب لگا کر زکوۃ نکالی اور کمپنی نے دو ماہ بعد یکم ربیع الاول کو حساب لگایا تو ممکن ہے کہ یکم محرم کو زید کے شیئرز کی مالیت کم ہو اور یکم ربیع الاول کو زیادہ ہو ایسی صورت میں کچھ مزید زکوۃ بھی دیدے تو بہتر ہے۔ دوسرا حل یہ ہوسکتا ہے کہ کمپنی تمام حصہ داروں کے تاریخ زکوۃ کی رعایت کرے، یہ ممکن نہیں، ہر حصہ دار کو اپنی تاریخ زکوۃ کمپنی کے حساب کے مطابق ڈال دینا چاہیے اور اس حساب سے جو فرق آتا ہے اس کی زکوۃ بھی دیدے۔ (زکوۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی: 115)

● سوال: زید ایک کارخانہ میں حصہ دار ہے، کارخانہ کا سالانہ گوشوارہ نفع ونقصان بحساب شمسی مہینوں کے 30 رجون کو ہوا کرتا ہے، 30 رجون کو منافع اس کے حساب میں جمع ہوتا ہے اس منافع میں سے سال بھر تک اپنے مصارف پورے کرتا رہتا ہے، زید پر زکوۃ بماہ رمضان المبارک واجب ہوتی ہے اور یہ ہمیشہ رمضان المبارک میں زکوۃ علیحدہ کرتا ہے، وہ اس طرح کہ جو رقم اس کارخانہ میں ماہ رمضان باقی ہوتی ہے وہ اپنی ملکیت شمار کرتا ہے۔ مثلاً 30 رجون کو جب کہ گوشوارہ تیار ہوا تھا تو زید کا سرمایہ مع منافع ایک ہزار روپیہ تھا اور ماہ ستمبر یعنی رمضان المبارک میں اس پر زکوۃ واجب ہوئی، اس وقت تک ایک سو روپیہ خرچ ہو چکے تھے اور نو سو روپیہ باقی تھے، چنانچہ اس نے 900 روپیہ شمار کر کے زکوۃ علیحدہ کر دی، جو نفع یا نقصان اس کارخانہ میں درمیانی تین ماہ میں ہوا اس کا شمار نہیں کرتا کیونکہ کارخانہ کا حساب سالانہ شمسی مہینوں کے ہوا کرتا ہے، درمیان میں نہ ہوتا ہے نہ ہوسکتا ہے، کیا یہ صورت جائز ہے؟ یا زید اپنے تخمینہ سے اس درمیان تین ماہ کا نفع نقصان شمار کر کے زکوۃ دیدے؟ الجواب: یہ تو ٹھیک ہے کہ رمضان تک جتنا روپیہ صرف ہو چکا ہے اس کی زکوۃ واجب نہ ہوگی لیکن نو سو روپیہ کے ساتھ اصل سرمایہ کی اور نیز اس تین ماہ میں جس قدر نفع ہوا اس مجموعہ کی تو زکوۃ واجب ہوگی، باقی یہ کہ درمیان سال میں حساب نہیں ہوسکتا سو اگر واقعی یہ حساب دشوار ہے تو تخمینہ احتیاط کے ساتھ کافی ہے اور احقر کے خیال تخمینہ کے لیے سال گزشتہ کی نسبت سال آئندہ کا اعتبار اقرب ہے یعنی آئندہ جون میں جب پھر گوشوارہ سے سرمایہ ونفع کی مقدار معلوم ہو تو اس مجموعہ کو ان چڑھے ہوئے تین ماہ قمری پر تقسیم کر دے جو حاصل قسمت ہو اس کو ادا کر کے زکوۃ گزشتہ کی تکمیل کر دے، اسی طرح ہمیشہ سلسلہ جاری رکھے، اس میں اتنا کرنا پڑے گا کہ زکوۃ ہمیشہ دو بار کر کے ادا کرنی ہوگی اور احتیاط کے لیے کچھ زیادہ دے، امید ہے کہ کمی بیشی عفو ہو جائے گی اور اگر اس سے سہل اور اقرب الی التحقیق کوئی صورت نکل سکے تو اس کو ترجیح ہوگی۔ (امداد الفتاوی: 61/2:2)

(158): (الهندية، الزكوٰة: 175/1 ط: رشيدية، الشامية: الزكوٰة: 288/2-258 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوٰة: 13/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوٰة: 222/2-203 ط: سعيد، الموسوعة

الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 32)

(159): (الشامية: الزكوة: 302/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 15/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 299/2 ط: سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 32، حول، فقرة: 4، خير الفتاوىٰ: 428/3)

(160): (الاشباہ والنظائر: 241/1-240، الشامية: الزكوة: 352/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 229/2 ط: سعيد، أحسن الفتاوىٰ: 265/4، فتاوىٰ دار العلوم ديوبند: 48/6)

(161): (الهندية، الزكوة: 176/1 ط: رشيدية، الشامية: الزكوة: 258/2 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 50/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 203/2 ط: سعيد، تاتارخانية، الزكوة: 253/2 ط: ادارة القرآن، فتح القدير، الزكوة: 157/2 ط: رشيدية، امداد الفتاوىٰ: 68/2)

(162): (الهندية: الزكوة: 176/1 ط: رشيدية، بدائع الصنائع: الزكوة: 51/2 ط: سعيد، تاتارخانية: الزكوة: 253/2 ط: ادارة القرآن، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 124)

(163): (الهندية: الزكوة: 176/1 ط: رشيدية، بدائع الصنائع: الزكوة: 51/2 ط: سعيد، تاتارخانية: الزكوة: 253/2 ط: ادارة القرآن، مسائل بهشتى زيور: 314)

(164): (تسهيل بهشتى زيور: 406)

(165): (الهندية: الزكوة: 170/1 ط: رشيدية، الشامية: الزكوة: 72/2-271 ط: سعيد، بدائع الصنائع: الزكوة: 3/2-2 ط: سعيد، شرح شرعة الاسلام: 175-156 ط: مكتبة اسلاميه كوئٹه، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 125، خير الفتاوىٰ: 596/3، مسائل بهشتى زيور: 314)

(166): (الهندية: الزكوة: 192/1 ط: رشيدية، بدائع الصنائع: الزكوة: 41/2 ط: سعيد، فتاوىٰ دار العلوم زكريا: 165/3)

(167): (الشامية: الزكوة: 257/2-344 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 243/2-201 ط: سعيد)

(168): (الشامية: الزكوة: 285/2 ط: سعيد، مشكوة، العلم، رقم: 203، ط: بشرىٰ)

(169): (الهندية: الزكوة: 170/1 ط: رشيدية، الشامية: الزكوة: 256/2 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 201/2 ط: سعيد)

(170): (الهندية: الزكوة: 190/1-170 ط: رشيدية، الشامية: الزكوة: 258/2-257 ط: سعيد، البحر الرائق: الزكوة: 201/2 ط: سعيد)

(171): (الهندية: الزكوة: 192/1 ط: رشيدية، بدائع الصنائع: الزكوة: 41/2 ط: سعيد)

(172): (الهندية: الزكوة: 180/1 ط: رشيدية، الشامية: الزكوة: 285/2 ط: سعيد، تاتارخانية، الزكوة: 242/2 ط: ادارة القرآن، البحر الرائق: الزكوة: 221/2 ط: سعيد)

(173): (سورة آل عمران: 92، الهندية: الزكوة: 180/1 ط: رشيدية، الشامية: الزكوة: 286/2

ط:سعید،البحرالرائق:الزکوۃ:226/2ط:سعید)

(174):(الهندية:الزكوة:180/1 ط:رشيدية،الشامية:الزكوة:286/2ط:سعيد،البحرالرائق: الزكوة:226/2ط:سعيد)

(175):(الهندية:الزكوة:188/1 ط:رشيدية،الشامية:الزكوة:353/2ط:سعيد،بدائع الصنائع: الزكوة:48/2ط:سعيد،الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة: 164، خيرالفتاوىٰ: 405/3،فتاوىٰ محمودية:480/9،عمدة الفقه:133)

(176):(الهندية:الزكوة:188/1 ط:رشيدية،الشامية:الزكوة:353/2ط:سعيد،بدائع الصنائع: الزكوة:48/2ط:سعيد)

(177):(الهندية:الزكوة:188/1 ط:رشيدية،الشامية:الزكوة:353/2ط:سعيد،بدائع الصنائع: الزكوة:48/2ط:سعيد)

(178): (الهندية:الزكوة:188/1 ط:رشيدية،الشامية:الزكوة:353/2ط:سعيد،بدائع الصنائع: الزكوة:48/2ط:سعيد)

(179): (الدرمع الرد،الزكوة:344/2-257ط:سعيد،بدائع الصنائع،الزكوة:39/2ط:سعيد، البحرالرائق،الزكوة:243/2-201ط:سعيد)

(180): (الهندية،الزكوة:170/1 ط:رشيدية، الدرمع الرد،الزكوة:58/2-257 ط:سعيد، البحرالرائق،الزكوة:201/2ط:سعيد)

(181):(الهندية،الزكوة:170/1 ط:رشيدية،الشامية،الزكوة:268/2ط:سعيد،بدائع الصنائع، الزكوة:40/2ط:سعيد،البحرالرائق،الزكوة:210/2ط:سعيد)

(182):(الشامية،الزكوة:299/2ط:سعيد،البحرالرائق،الزكوة:225/2ط:سعيد،تاتارخانية، زكوة:230/2)

(★): (دیکھیں حوالہ:238)

(183): (الهندية،الزكوة:189/1 ط:رشيدية، الشامية،الزكوة:348/2-339ط:سعيد،بدائع الصنائع،الزكوة:48/2ط:سعيد، البحرالرائق، الزكوة:244/2-240ط:سعيد،الموسوعة الفقهية الكويتية،زكوة،فقرة:190-161)

(184): (الهندية،الزكوة:172/1 ط:رشيدية، الشامية،الزكوة:262/2ط:سعيد،فتح القدير، الزكوة:119/2ط:رشيدية،تفهيم الفقه:266)

(185): (الهندية،الزكوة:189/1 ط:رشيدية، الشامية،الزكوة:50/2-349ط:سعيد،بدائع الصنائع،الزكوة:47/2ط:سعيد، البحرالرائق، الزكوة:246/2ط:سعيد،تاتارخانية، الزكوة: 73/2-272ط:ادارة القرآن)

(186): (الهندية، الزكوة:1/189 ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:2/50-349 ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:2/47 ط:سعيد، البحر الرائق، الزكوة:2/246 ط:سعيد، تاتارخانية، الزكوة: 2/272 ط:ادارة القرآن)

(187): (الهندية، الزكوة:1/189 ط:رشيدية، بدائع الصنائع، الزكوة:2/47 ط:سعيد، تاتارخانية، الزكوة:2/273 ط:ادارة القرآن)

(188): (البحر الرائق، الزكوة:2/246 ط:سعيد)

(189): (الهندية، الزكوة:1/189 ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:2/350 ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:2/47 ط:سعيد، تاتارخانية، الزكوة:2/273 ط:ادارة القرآن)

(190): (فتح القدير، الزكوة:2/211 ط:رشيدية، بدائع الصنائع، الزكوة:2/47 ط:سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة:160)

(191): (سورة التوبة:60، الهندية، الزكوة:1/188 ط:رشيدية، الدر مع الرد، الزكوة:2/341-339 ط:سعيد، البحر الرائق، الزكوة:2/241 ط:سعيد، الهدايه، الزكوة:1/196 ط:شركة علمية)

(192): (معارف القرآن:4/399، سورة التوبة ط:ادارة المعارف، معارف القرآن كاندهلوی: 3/366 ط:عثمانية، فتاوی رحيمية:7/182 ط:دار الاشاعت، الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة:166)

(193): (الهندية، الزكوة:1/188 ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:2/343 ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:2/49 ط:سعيد، البحر الرائق، الزكوة:2/242 ط:سعيد، خير الفتاوی: 3/382، زكوة اور اس كے شرعی احكام مفتی عبد المنان صاحب:64)

(194): (الهندية، الزكوة:1/188 ط:رشيدية، الدر مع الرد، الزكوة:2/343 ط:سعيد، البحر الرائق، الزكوة:2/242 ط:سعيد)

(195): (الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة:177، عمدة الفقه:132)

(196): (الموسوعة الفقهية الكويتية: زكوة، فقرة:182، عمدة الفقه:133)

(197): (سورة المائدة:2، مرقاة المفاتيح، أطعمة:8/89 ط:رشيدية)

(198): (الهندية، الزكوة:1/189 ط:رشيدية، تاتارخانية، الزكوة:2/275 ط:ادارة القرآن، الشامية، الزكوة:2/47-346 ط:سعيد، البحر الرائق، الزكوة:2/244 ط:سعيد)

(199): (الشامية، الزكوة:2/351 ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:2/49 ط:سعيد، البحر الرائق، الزكوة:2/242 ط:سعيد)

(200): (الشامية، الزكوة:2/351 ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:2/49 ط:سعيد، البحر الرائق، الزكوة:2/242 ط:سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية، زكوة، فقرة:177، عمدة الفقه:139)

(201): (فتح القدير، الزكوة:2/217 ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:2/346 ط:سعيد، بدائع الصنائع،

الزکوٰۃ:50/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:2/243-201ط:سعید، تاتار خانیہ، الزکوٰۃ:271/2ط:ادارۃ القرآن)

(202): (الهندیہ، الزکوٰۃ:189/1 ط:رشیدیہ، الشامیہ، الزکوٰۃ:350/2ط:سعید، بدائع الصنائع، الزکوٰۃ:49/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:246/2ط:سعید، تاتار خانیہ، الزکوٰۃ:274/2ط:ادارۃ القرآن، فتح القدیر، الزکوٰۃ:213/2ط: رشیدیہ، النهر الفائق، الزکوٰۃ: 466/2ط:دار الکتب، الموسوعۃ الفقهیۃ الکویتیۃ، آل، فقرۃ:12-11-9-2)

(203): (فتح القدیر، الزکوٰۃ:212/2ط:رشیدیہ، الشامیہ، الزکوٰۃ:251/2ط:سعید، النهر الفائق، الزکوٰۃ:466/2ط:دار الکتب، البحر الرائق، الزکوٰۃ:245/2ط:سعید، تاتار خانیہ، الزکوٰۃ:274/2ط:ادارۃ القرآن، الموسوعۃ الفقهیۃ الکویتیۃ، آل، فقرۃ:10، عمدۃ الفقہ:145، خیر الفتاوی:384/3)

(204): (الموسوعۃ الفقهیۃ الکویتیۃ، آل، فقرۃ:13)

(205): (فتح القدیر، الزکوٰۃ:211/2ط:رشیدیہ، الشامیہ، الزکوٰۃ:345/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:243/2ط:سعید، تاتار خانیہ، الزکوٰۃ:274/2ط:ادارۃ القرآن، زکوٰۃ اور اس کے شرعی احکام، مفتی عبد المنان صاحب:63)

(206): (الهندیہ، الزکوٰۃ:190/1 ط:رشیدیہ، البحر الرائق، الزکوٰۃ:247/2ط:سعید)

(207): (الشامیہ، الزکوٰۃ:353/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:247/2ط:سعید)

(208): (الموسوعۃ الفقهیۃ الکویتیۃ، زکوٰۃ، فقرۃ:188، عمدۃ الفقہ:169)

(209): (الشامیہ، الزکوٰۃ:352/2ط:البحر الرائق، الزکوٰۃ:247/2ط:سعید، الموسوعۃ الفقهیۃ الکویتیۃ، زکوٰۃ، فقرۃ: 189، مسائل بهشتی زیور:328، زکوٰۃ اور اس کے شرعی احکام، مفتی عبد المنان صاحب:72)

(210): (الموسوعۃ الفقهیۃ الکویتیۃ، زکوٰۃ، فقرۃ:85-184، خیر الفتاوی:388/3، فتاوی محمودیہ:9/584-518، عمدۃ الفقہ:134/3)

(211): (الهندیہ، الزکوٰۃ:188/1 ط:رشیدیہ، الشامیہ، الزکوٰۃ:344/2ط:سعید، بدائع الصنائع، الزکوٰۃ:39/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:2/43-242ط:سعید، تاتار خانیہ، الزکوٰۃ:272/2ط:ادارۃ القرآن، فتح القدیر، الزکوٰۃ:2/08-207ط:رشیدیہ، الموسوعۃ الفقهیۃ الکویتیۃ، زکوٰۃ، فقرۃ:181، عمدۃ الفقہ:147)

(212): (الهندیہ، الزکوٰۃ:188/1 ط:رشیدیہ، الشامیہ، الزکوٰۃ:344/2ط:سعید، بدائع الصنائع، الزکوٰۃ:39/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:243/2ط:سعید، الموسوعۃ الفقهیۃ الکویتیۃ، زکوٰۃ، فقرۃ:180-171)

(213): (الهندية، الزكوة:170/1ط:رشيدية، البحرالرائق، الزكوة:243/2-201ط:سعيد)

(214): (الهندية، الزكوة:190/1ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:344/2-271-257ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:39/2ط:سعيد، البحرالرائق، الزكوة:243/2-201ط:سعيد، تاتارخانية، الزكوة:272/2ط:ادارة القرآن، فتح القدير، الزكوة:207/2ط:رشيدية)

(215): (عمدة الفقه:148)

(216): (الهندية، الزكوة:189/1ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:344/2-257ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:39/2ط:سعيد، البحرالرائق، الزكوة:243/2-201ط:سعيد، معارف القرآن، سورة التوبة:6، 399/4، معارف القرآن كاندهلوی:366/3ط:عثمانیه)

(217): (الشامية، الزكوة:344/2-257ط:سعيد، البحرالرائق، الزكوة:243/2-201ط:سعيد)

(218): (الهندية، الزكوة:170/1-190 ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:344/2-258-256 ط:سعيد، البحرالرائق، الزكوة:243/2-201 ط:سعيد، تاتارخانية، الزكوة: 274/2-272ط:ادارة القرآن)

(219): (الهندية، الزكوة:190/1-188-170 ط:رشيدية، الدرمع الرد، الزكوة: 356/2-339-258-256ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:43/2 ط:سعيد، البحرالرائق، الزكوة:241/2-201ط:سعيد، تاتارخانية، الزكوة:344/2-278ط:ادارة القرآن)

(220): (الشامية، المكاتب:116/6، الزكوة:344/2ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:39/2 ط:سعيد، البحرالرائق، الزكوة:243/2ط:سعيد، تاتارخانية، الزكوة:272/2ط:ادارة القرآن)

(221): (الشامية، الزكوة:344/2، المكاتب:116/6ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:39/2 ط:سعيد، البحرالرائق، الزكوة:243/2ط:سعيد)

(222): (الهندية، الزكوة:180/1ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:286/2ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:22/2ط:سعيد، تاتارخانية، الزكوة:242/2ط:ادارة القرآن، امدادالفتاوی:57/2، محمودية:251/7، تعليم الدين:45)

(223): (الهندية، الزكوة:171/1 ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:270/2ط:سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية، زكوة، فقرة:122، عمدة الفقه:50)

(224): (الهندية، الزكوة:171/1 ط:رشيدية، البحرالرائق، الزكوة:211/2-209ط:سعيد، عمدة الفقه:51)

(225): (الهندية، الزكوة:171/1ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:269/2ط:سعيد، بدائع الصنائع، الزكوة:40/2ط:سعيد، البحرالرائق، الزكوة:210/2ط:سعيد)

(226): (الهندية، الزكوة:171/1ط:رشيدية، الشامية، الزكوة:268/2ط:سعيد، بدائع الصنائع،

الزکوٰۃ:41/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:210/2ط:سعید، تاتارخانیہ:274ط:ادارۃ القرآن)

(227): (الھندیۃ، الزکوٰۃ:170/1ط:رشیدیۃ، الشامیۃ، الزکوٰۃ:268/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:210/2ط:سعید)

(228): (الھندیۃ، الزکوٰۃ:171/1ط:رشیدیۃ، الشامیۃ، الزکوٰۃ:268/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:210/2ط:سعید، تاتارخانیہ، الزکوٰۃ:266/2ط:ادارۃ القرآن)

(229): (بدائع الصنائع، الزکوٰۃ:53/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:211/2ط:سعید، تاتارخانیہ، الزکوٰۃ:286/2ط:ادارۃ القرآن، اعلاء السنن:39/9ط:ادارۃ القرآن)

(230): (الھندیۃ، الزکوٰۃ:171/1ط:رشیدیۃ، البحر الرائق، الزکوٰۃ:2/211-209ط:سعید)

(231): (البحر الرائق، الزکوٰۃ:2/211-209ط:سعید)

(232): (البحر الرائق، الزکوٰۃ:2/211-209ط:سعید، تاتارخانیہ، الزکوٰۃ:299/2ط:ادارۃ القرآن، کنز الدقائق: 170/1، خلاصۃ الفتاوی:244/1، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، مخارج الحیل، فقرۃ: 10، عمدۃ الفقہ:51-50)

(233): (البحر الرائق، الزکوٰۃ:2/211-209ط:سعید، تاتارخانیہ، الزکوٰۃ:299/2ط:ادارۃ القرآن، کنز الدقائق:170/1، خلاصۃ الفتاوی:244/1)

(234): (الشامیہ، الزکوٰۃ:271/2ط:سعید، الاشباہ والنظائر:298-297، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، مخارج الحیل، فقرۃ:10، عمدۃ الفقہ:52)

(235): (الشامیہ، الزکوٰۃ:271/2ط:سعید، الاشباہ والنظائر:298-297، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، مخارج الحیل، فقرۃ:10، عمدۃ الفقہ:148-52)

(236): (الشامیۃ، الزکوٰۃ:299/2ط:سعید، البحر الرائق، الزکوٰۃ:225/2ط:سعید، تاتارخانیہ، الزکوٰۃ:230/2ط:ادارۃ القرآن، زکوٰۃ اور اس کے شرعی احکام، مفتی عبدالمنان صاحب:54)

• **اندازے سے زکوٰۃ کی ادائیگی:** بعض تاجر سامان تجارت کا باقاعدہ حساب کتاب نہیں کرتے، محض اندازہ کرکے زکوٰۃ ادا کردیتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں، اس میں بعض اوقات اندازہ کم لگ جاتا ہے اور زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی نہیں ہو پاتی، اس لیے مکمل حساب کتاب کرکے زکوٰۃ دینا چاہیے تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ رہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ دکان کی ہر چیز کا حساب لگانا مشکل ہوتا ہے، اس بارے میں چند امور پیش نظر رکھنا ضروری ہیں: 1) دنیا میں کونسا کام آسان ہے؟ کس کام میں مشکل پیش نہیں آتی؟ 2) کام جتنا مشکل ہوتا ہے اتنا ہی اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔ 3) دنیاوی مقصد کے لیے بھی تو حساب وکتاب کرنا پڑتا ہے، تقریباً ہر دکاندار اور تاجر سال میں حساب کرکے معلوم کرتا ہے کہ کتنا فائدہ یا نقصان ہوا؟ اگر دنیاوی حساب وکتاب ہوسکتا ہے تو زکوٰۃ کے لیے حساب وکتاب کیوں مشکل ہے؟ 4) حساب وکتاب کوئی مشکل نہیں البتہ اس کے لیے ہمت اور حوصلے کی سخت ضرورت ہے۔ 5) جب حساب کتاب شروع کردیا جائے تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا تجربہ بڑھتا جائے

گا اور آئندہ بڑی آسانی سے حساب کرنے کا سلیقہ آجائے گا۔ 6) حساب وکتاب کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ دکان کے لیے جو مال خریدا ہے، اس زمانے میں بیچنے والا دکاندار اس کا بل بھیج دیتا ہے، اسے محفوظ کرلے اور جب آگے سامان فروخت کرے تو اسے بھی لکھتا رہے جیسا کہ عموماً ہوتا ہے، اس طرح یہ سلسلہ جاری رکھے، سال کے آخر میں خریداری کے بل اور فروخت کے بل کے درمیان موازنہ کرلے، اس سے صحیح صورت حال سامنے آجائے گی اور جتنا مال دکان میں پڑا ہے اس کی موجودہ قیمت فروخت لگادے۔ اگر واقعۃً کسی وجہ سے مکمل حساب کتاب ممکن نہ ہو تو اندازہ کرکے زکوٰۃ دیدے اور اندازے سے کچھ زیادہ دیدے تاکہ کوئی شبہ نہ رہے۔ آپ کے مسائل:363/3 میں ہے: سوال: دکان کی زکوٰۃ اندازاً ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی اگر کپڑا ہے تو اس کو پورا ناپنا چاہیے یا اندازاً ادا کردیا جائے؟ جواب: زکوٰۃ پورا حساب کرکے دینی چاہیے، اگر اندازہ کم رہا تو زکوٰۃ کا فرض ذمہ رہ جائے گا، اگر پورے طور پر حساب کرنا ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ کا اندازہ لگانا چاہیے۔ فتاویٰ حقانیہ:530/3 میں ہے: سوال: میری بہت بڑی دکان ہے، جس میں ہزاروں اشیاء موجود ہیں تو اگر میں اندازہ لگا کر ان کی زکوٰۃ ادا کروں تو کیا زکوٰۃ ادا ہوجائے گی یا نہیں؟ الجواب: تجارت کے جملہ سامان پر جب سال گزر جائے تو اس کی قیمت لگا کر زکوٰۃ دینا لازمی ہے، بہتر یہ ہے کہ جملہ اشیاء کو گن کر ان کی قیمت لگائی جائے البتہ اگر شمار کیے بغیر اندازہ سے زکوٰۃ ادا کرنی ہو تو اندازہ زیادہ لگادیا جائے تاکہ زکوٰۃ مال تجارت کی قیمت سے کم نہ ہو۔ 7) بعض لوگ کہتے ہیں کہ مال تجارت تو پورا سال آتا جاتا ہے، کچھ مال آیا اور فروخت ہوا پھر کچھ آیا اور فروخت ہوا اس سب کا حساب کیسے رکھا جائے؟ جواب یہ ہے کہ یہ کس نے کہا کہ ہر مال کا حساب رکھا جائے، کہا یہ جارہا ہے کہ دکان میں جو مال پڑا ہے اس کا موجودہ قیمت کے اعتبار سے حساب کرو اور جو نقدی موجود ہے دونوں کو جمع کردو، پورے سال جو مال آتا جاتا رہا ہے اس کا الگ سے حساب کرنے کی ضرورت ہی نہیں، وہ فروخت ہوا تو اس کے عوض نقدی آگئی ہے پھر وہ نقدی خود موجود ہوگی یا اس کے بدلے مزید سامان خرید لیا ہوگا جو کہ دکان میں موجود ہے۔ (زکوٰۃ اور اس کے جدید مسائل، مفتی ریاض بگرامی:17-16-315)

(237): (الهندية، الزكوٰة:170/1ط:رشيدية، الشامية، الزكوٰة:344/2-256-270ط:سعيد، البحر الرائق، الزكوٰة:243/2-211ط:سعيد، تاتار خانيه، الزكوٰة:272/2ط: ادارة القرآن، فتح القدير، الزكوٰة:208/2-125ط:رشيديه، فتاوىٰ دار العلوم ديوبند:80/6ط: دار الاشاعت)

(238): (الهندية، الزكوٰة:180/1ط:رشيدية، الشامية، الزكوٰة:272/2ط:سعيد، البحر الرائق، الزكوٰة:212/2ط:سعيد، الموسوعة الفقهية الكويتية، الزكوٰة، فقرة:128، الشك، فقرة:19)

(239): (بدائع الصنائع، الزكوٰة:53/2ط:سعيد)

(240): (الهندية، الزكوٰة:171/1ط:رشيدية، البحر الرائق، الزكوٰة:210/2ط:سعيد)

(241): (فتح القدير، الزكوٰة:125/2ط:رشيدية، الشامية، الزكوٰة:270/2ط:سعيد، البحر الرائق، الزكوٰة:211/2ط:سعيد)

(242): (فتح القدير:125/2 ط:رشيدية، الشامية، الزكوٰة:271/2-270ط:سعيد، البحر الرائق،

الزکوٰۃ:211/2ط:سعید)

(243): (الھندیۃ،الزکوٰۃ:188/1ط:رشیدیۃ،فتح القدیر،الزکوٰۃ:205/2ط:رشیدیہ،بدائع الصنائع،الزکوٰۃ:46/2ط:سعید، البحرالرائق، الزکوٰۃ:242/2ط:سعید،تاتارخانیہ، الزکوٰۃ:271/2ط:ادارۃ القرآن)

(244): (الشامیۃ،الزکوٰۃ:353/2ط:سعید،البحرالرائق،الزکوٰۃ:250/2ط:سعید)

(245): (الھندیۃ،الزکوٰۃ:171/1ط:رشیدیۃ،الشامیۃ،الزکوٰۃ:268/2،القرض:733/6ط:سعید، البحرالرائق،الزکوٰۃ:212/2ط:سعید،تاتارخانیہ،الزکوٰۃ:264/2ط:ادارۃ القرآن)

(246): (أحیاء العلوم بتغییر:395/5،سورۃ الانفال:24،سورۃ الاعراف:17-16،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،زکوٰۃ،فقرۃ:125)

(247): (الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ:زکوٰۃ،فقرۃ:133،سیرۃ النبی ﷺ:161/5)

(248): (ابوداود:الأدب/من یؤمر فی المجالس،رقم:4832)

(249): (أحیاء العلوم بتغییر:404/1،سیرۃ النبی ﷺ:122/5،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،زکوٰۃ،فقرۃ:136)

(250): (ابوداود،الزکوٰۃ/زکوٰۃ السائمۃ،رقم:1582)

(251): (أحیاء العلوم بتغییر:398/1،الھندیۃ،الزکوٰۃ:171/1ط:رشیدیۃ،البحرالرائق،الزکوٰۃ: 212/2ط:سعید،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،زکوٰۃ،فقرۃ:134،سیرۃ النبی ﷺ:161/5)

(252): (مشکوٰۃ،النفاق،رقم:...،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،زکوٰۃ،فقرۃ: 134،الفقہ الاسلامی وأدلتہ:896/2ط:دارالفکر،سیرۃ النبی ﷺ:160/5)

(253): (أحیاء العلوم:46/1)

(254): (الھندیۃ،الزکوٰۃ:172/1-171 ط:رشیدیۃ،الشامیۃ،الزکوٰۃ:258/2ط:سعید،بدائع الصنائع،الزکوٰۃ:15/2ط:سعید،البحرالرائق،الزکوٰۃ:202/2ط:سعید)

(255): (الشامیۃ،الزکوٰۃ:270/2ط:سعید،البحرالرائق،الزکوٰۃ:211/2ط:سعید)

(256): (الھندیہ:الزکوٰۃ:171/1ط:رشیدیہ،الشامیۃ،الزکوٰۃ:272/2-270ط:سعید،بدائع الصنائع،الزکوٰۃ:53/2ط:سعید، البحرالرائق، الزکوٰۃ: 211/2 ط:سعید، تاتارخانیہ، الزکوٰۃ:296ط:ادارۃ القرآن)

(257): (الھندیۃ،الزکوٰۃ:180/1-174-110 ط:رشیدیۃ، الشامیۃ،الزکوٰۃ:283/2-266 ط:سعید،بدائع الصنائع،الزکوٰۃ:65/2-53-11-9ط:سعید،فتح القدیر،الزکوٰۃ:54/2-153 ط:رشیدیہ،الفقہ الاسلامی وأدلتہ،الزکوٰۃ: 757/2ط:دارالفکر، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ:تلف،فقرۃ:4،خیر الفتاوی:562/3)

(258): (الھندیۃ،الزکوٰۃ:180/1 ط:رشیدیۃ،الشامیۃ،الزکوٰۃ:284/2ط:سعید،فتح القدیر،

الزکوۃ:152/2ط:رشیدیہ،الموسوعۃالفقہیۃالکویتیۃ،تلف،فقرۃ:4)

(259): (البحر الرائق،الزکوۃ:222/2ط:سعید)

(260): (الھندیۃ،الزکوۃ:171/1ط:رشیدیۃ،الشامیۃ،الزکوۃ:270/2ط:سعید،بدائع الصنائع، الزکوۃ:40/2ط:سعید)

(261): (خیر الفتاوی:386/3)

(262): (الموسوعۃالفقہیۃالکویتیۃ،تلف،فقرۃ:190،فتاوی محمودیہ:518/9،عمدۃالفقہ: 151،خیر الفتاوی:384/3)

(263): (الموسوعۃالفقہیۃالکویتیۃ،تلف،فقرۃ:190،فتاوی محمودیہ:518/9،عمدۃالفقہ: 151،خیر الفتاوی:384/3)

3. مسائل صدقۂ فطر

(264): (الفقہ الاسلامی وأدلتہ:378/3،الموسوعۃالفقہیۃالکویتیۃ،زکوۃالفطر،فقرۃ:6)

(265): (فتاوی بزازیہ:3/2)

(266): (حاشیہ طحطاوی: 475/1)

(267): (البحر الرائق،الزکوۃ:271/2ط:سعید)

(268): (الھندیہ،الزکوۃ:192/1ط:رشیدیہ)

(269): (الفقہ الاسلامی وأدلتہ:379/3)

(270): (الھندیہ،الزکوۃ:193/1ط:رشیدیہ،الموسوعۃالفقہیۃالکویتیۃ:زکوۃالفطر،فقرۃ:7)

(271): (الھندیہ،الزکوۃ:192/1ط:رشیدیہ،الشامیہ:367/2ط:سعید)

(272): (الھندیہ،الزکوۃ:1/92-191ط:رشیدیہ،الشامی:2/66-364-125ط:سعید،الفقہ الاسلامی وأدلتہ:379/3)

(273): (الھندیہ،الزکوۃ:1/194-188ط:رشیدیہ،الشامیہ:351/2ط:سعید)

آیئے ہم ایک دوسرے کے مددگار بنیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی قدر محترم جناب________________________صاحب

امید ہے کہ مزاج بخیر وعافیت ہوں گے!

آپ اور آپ کی آراء ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ بہت خوشی ہوگی کہ آپ اس کتاب سے متعلق اپنی کوئی قیمتی رائے، کوئی تجویز اور مفید بات بتائیں۔

یقیناً آپ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون فرما کر ان شاء اللہ تعالیٰ ادارے کی کتب کے معیار کو بہتر سے بہتر بنانے میں مددگار بنیں گے۔

امید ہے جس جذبے سے یہ گزارش کی گئی ہے، اسی جذبے کے تحت اس کا عملی استقبال بھی کیا جائے گا اور آپ ضرور ہمیں جواب لکھیں گے۔

☆ کورس کا تعارف کیسے ہوا؟

☆ کیا آپ نے اپنے محلہ کی مسجد، لائبریری یا مدرسہ/ اسکول میں اس کتاب کو وقف کر کے یا کسی رشتہ دار وغیرہ کو تحفہ میں دے کر علم پھیلانے میں حصہ لیا؟ نہیں تو آج ہی یہ نیک کام شروع فرمائیں

☆ کتاب پڑھ کر آپ نے کیا فائدہ محسوس کیا؟

☆ کتاب کی کمپوزنگ، جلد اور کاغذ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

معمولی ہے ☐ بہتر ہے ☐ اعلیٰ ہے ☐

☆ کتاب کی قیمت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سستی ہے ☐ مناسب ہے ☐ مہنگی ہے ☐

☆ کتاب کی تیاری میں مدد کرنے والوں اور پڑھنے والوں کے لیے دعائیں تو کرتے ہوں گے

ہاں ☐ نہیں ☐ کبھی کبھی ☐

دوران مطالعہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہو جائیں تو ان نمبروں پر میسج یا اطلاع فرمایئے:

0331-2607207 - 03312607204

''فہم زکوٰۃ کورس''

نام ______________ دستخط ______________ تاریخ ______________

کچھ اپنے بارے میں

(1) مجھے فائدہ ہوا، مسائل کے اعتبار سے ______________

____

____

(2) مجھے احساس ہوا، زکوٰۃ کو صحیح اور شرعی اصولوں کے مطابق ادا کرنے کے اعتبار سے ______

____

____

(3) زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے حوالے سے میرے طرز عمل/سوچ میں یہ تبدیلیاں آئیں ______

____

____

(4) میرا آئندہ کا عزم، دینی علوم سیکھنے کا ______________

____

____

(5) اس کورس کی بہتری کے لیے میری رائے ______________

____

مفتی منیر احمد صاحب کی تالیفات ورسائل

مولانا منیر احمد صاحب جامع مسجد الفلاح نارتھ ناظم آباد نے بھی میرے علم کی حد تک قابل قدر مختصر کورسز ترتیب دیئے ہیں اوران سے عوام کو خوب فائدہ ہورہا ہے۔

(مفتی ابولبابہ۔ ضرب مومن)